محسن غفاری

جلد ۱

ابلیس نامه

آیات • روایات • حکایات

ترجمه: حجة الاسلام السیّد حسنین رضوی کراروی

Peyam Romel Abbas

17. 6112-372
15. 2112-17
5. ...
5. ...

اعوذبك من همزات الشّياطين

(قرآن کریم)

ابلیس نامہ

یا

شیطان کے قصّے اور حکایات

❖ آیات ❖ روایات ❖ حکایات

جلداوّل

ابلیس نامہ-جلد اوّل

مؤلف : دانشمند محترم جناب محسن غفاری

مترجم : السّید حسنین الرّضوی الکراروی

تعداد : ہزار ۱۰۰۰

سنہ اشاعت : ۲۰۰۳

ناشر : العلم پبلی کیشن (زینبیہ اسلامی سینٹر، ممبئ)

پتہ : ۱۳۲، زینبیہ امام باڑہ، حسینیہ مارگ، ممبئ - ۳،

فون: ۲۳۴۶۱۰۱۹ / ۲۳۴۱۳۲۲۷

قیمت -/۵۰ روپئے۔

ملنے کے پتے:

۱۔ زینبیہ اسلامی سینٹر، ۱۳۲ حسینیہ مارگ، ممبئ - ۳

۲۔ حیدری کتب خانہ، امام باڑہ روڈ، ڈونگری، ممبئ - ۹

۳۔ الایمان بک سینٹر، حضرت عباسؑ اسٹریٹ، امام حسینؑ چوک ڈونگری ممبئ - ۹

۴۔ ادارۂ نشر پیغام کربلا، غازی پور، گوگوان، مظفر نگر، یوپی۔

۵۔ جناب زین العباس صاحب شریف آباد کراری، کوشامبی، یوپی۔

۶۔ جناب زیارت حسین رضوی صاحب، A-32، کریلی کالونی، الٰہ آباد، یوپی۔

۷۔ جناب عین الرّضا رضوی (حسین صاحب)، حمام والی گلی، عباس نگر، مفتی محلّہ، لکھنؤ۔

بسمہ تعالیٰ

کائنات خدا کی نگاہوں میں ہے اس کی نگاہ کے سامنے گناہ نہ کرو

(امام خمینیؒ)

انتساب

ہم اپنی اس کتاب کو حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سیّد روح اللہ الموسوی الخمینی قدّس اللہ سرّہ الشّریف کی روح پرفتوح سے معنون کرتے ہیں جنھوں نے وطن اسلامی ایران میں انقلاب کے ذریعہ طاغوتی نظام کی دھجّیاں اڑادیں اور ابلیسی تانے بانے کو بکھیر کر اس کے اسیروں اور قیدیوں کو ظلم کے شکنجہ سے نجات دی اور آدمی کے اندر سے خود اس کی خودی کے دیو کو باہر نکالا۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنی ہستی سے رہائی اختیار کرے
اور اپنی خودی کے دیو سے خود کو جدا کرے

کیونکہ جو شخص اپنے اندرونی شیطان (نفس) کے ساتھ مشغول ہے وہ انبیاء علیہم السّلام کے راستہ پر کیونکر چل سکتا ہے۔

(امام خمینیؒ کے اشعار سے اقتباس کا ترجمہ)

بسمہ تعالیٰ

فہرست

بسمہ تعالیٰ

ابتدائیہ

یہ مشہور مثل کہ ''شیطان مارتا نہیں ہے ہلکان کرتا ہے'' اپنی جگہ پر بالکل درست ہے کیوں کہ اسے خدا نے اس بات کا اختیار ہی نہیں دیا ہے البتہ اپنے وسوسوں کے ذریعہ آدمی کو برائیوں پر اس طرح آمادہ کر دیتا ہے کہ بندہ خدا کو بھول کر اس کا غلام بن جاتا ہے، شیطان کا بندوں پر کتنا اختیار ہے اور آدمی اپنے امور میں کس حد تک صاحب اختیار ہے اس کا جاننا ضروری ہے نیز اس بات سے بھی واقفیت ضروری ہے کہ شیطان کن کن راہوں اور ہتھکنڈوں کا سہارا لے کر آدمی کو بہکاتا اور صراط مستقیم سے منحرف کرتا ہے۔ یہ موضوع بذاتِ خود دلچسپ بھی ہے اور عبرت انگیز بھی ہے۔

''ابلیس نامہ'' ان ہی مطالب کا مجموعہ ہے جو دو جلدوں پر مشتمل دانشمند محترم جناب محسن غفاری کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

افادیت کے پیش نظر پہلی جلد کا ترجمہ جو برادرم جناب جاوید رضوی صاحب کی مسلسل تحریک سے ممکن ہو سکا آپ کے سامنے ہے جبکہ دوسری جلد بھی اشاعت کے لیے آمادہ ہے۔ میں ان تمام افراد کا مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں حصہ لیا یا حوصلہ افزائی کی ہے خصوصاً برادرم جناب رضی رضوی جن کا تعاون ہر موڑ پر شامل حال رہا ہے۔

خداوند عالم ہم سب کی نیز جملہ خدمت گذاران اسلام کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین!

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ
السید حسنین الرضوی کراروی
زینبیہ اسلامی سینٹر۔ ممبئی
محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

بسمہ تعالیٰ

پیغام

لوگوں کو شیطان کے بارہ میں جاننے اور اس کے ہتھ کنڈوں سے واقف ہونے کی جستجو رہتی ہے اور اس موضوع سے متعلق بہت سے سوالات ان کے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جس کے جواب کے لیے وہ ادھر اُدھر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور انھیں اطمینان حاصل نہیں ہوتا، ''زینبیہ اسلامی سینٹر'' نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے موضوع میں مکمل کتاب ''ابلیس نامہ'' کی اشاعت کا ارادہ کیا ہے جس سے بڑی حد تک معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ انسان کی اپنی خود اعتمادی کو قوّت ملے گی۔

میری دعا ہے کہ خداوند عالم ادارہ کو مزید دینی خدمت کی توفیق دے اور لوگوں کو اس کتاب کے پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر سید اختر حسن رضوی
(ایم پی، راجیہ سبھا)

تقدیم

اعوذ باللّٰہ من الشّیطان الرّجیم

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

وقال الشّیطان لمّا قضی الامرانّ اللّٰہ وعدکم وعدالحقّ و وعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الاّ ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخیّ انّی کفرتُ بما اشرکتمون من قبل انّ الظّالمین لھم عذاب الیم۔ (ابراھیم/۲۲)

اور شیطان تمام امور کا فیصلہ ہوجانے کے بعد کہے گا کہ اللہ نے تم سے بالکل برحق وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی ایک وعدہ کیا تھا پھر میں نے اپنے وعدہ کی مخالفت کی اور میرا تمہارے اوپر کوئی زور بھی نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اسے قبول کرلیا تو اب تم میری ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس کی ملامت کرو کہ نہ میں تمہاری فریادرسی کرسکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہونچ سکتے ہو میں تو پہلے ہی سے اس بات سے بیزار ہوں کہ تم نے مجھے اس کا شریک بنا

دیا اور بے شک ظالمین کے لیے بہت بڑا دردناک عذاب ہے۔

شیطان' خداوند عالم کی بارگاہ سے دھتکارا ہوا خرابیوں اور برائیوں کا وہ نمونہ ہے جو آدمی کی خواہشات اور اس کی نیتوں میں کارفرما ہے اور اس کا نتیجہ رفتار و کردار کی وہ برائیاں ہیں جو آدمی سے صادر ہوتی ہیں۔

شیطان کی بغاوت و نافرمانی کی ابتدا اس وقت ہوئی جب اس نے خدا کے سامنے غرور، خود پسندی اور حسد کو اختیار کرتے ہوئے اس کے حکم کے برخلاف حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

و اذ قلنا للملائکة اسجدوا لأدم فسجدوا الاّ ابلیس ابیٰ واستکبر و کان من الکافرین۔

(بقرہ/۳۴)

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا لیکن شیطان نے انکار کیا اور غرور کیا اور کافرین میں ہو گیا۔

قال یا ابلیس مالك الاّ تکون مع السّجدین قال لم اکن لاّ سجد لبشر خلقته من صلصال من حماٍ مسنون قال فاخرج منها فانّك رجیم و انّ علیك اللّعنة الیٰ یوم الدّین۔

(حجر/۳۵/۳۲)

اللہ نے کہا اے ابلیس تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سجدہ گذاروں میں شامل نہ

ہو سکا، اس نے کہا میں ایسے بشر کو سجدہ نہیں کر سکتا جسے تو نے سیاہی مائل خشک مٹی سے پیدا کیا ہے، ارشاد ہوا تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت ہے۔

شیطان نے بارگاہ خدا سے نکلتے ہوئے قسم کھائی کہ وہ انسان کے گمراہ کرنے اور اسے فریب دینے میں ہرگز دریغ نہ کرے گا اور آدمی کو راہ ہلاکت پر ڈالے بغیر چین سے نہ بیٹھے گا، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ:

شیطان خدا کے دروازہ کا کتا ہے جو اجنبیوں کو اس کی بارگاہ میں نہیں آنے دیتا۔ پوچھا کہ اجنبی کون لوگ ہیں؟ جواب ملا: خطا اور گناہ کرنے والے، جس طرح کتا اجنبی افراد کو گھر میں گھسنے نہیں دیتا اسی طرح شیطان بھی گنہ گاروں کو خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے روکتا ہے۔

لہٰذا انسان کو اپنا دامن' گناہوں سے پاک و پاکیزہ رکھنا چاہیے اور پروردگار کی نافرمانیوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے تاکہ وہ خدا کی بارگاہ میں اجنبی نہ رہے اور شیطان کے شر سے محفوظ رہے کیونکہ اس نے قسم کھا کر کہا ہے:

...... فبعزّتك لاغوینّهم اجمعین الاّ عبادك منهم المخلصین۔

(ص/۸۳-۸۲)

......تو پھر تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کروں گا علاوہ تیرے ان بندوں کے جنھیں تو نے خالص بنالیا ہے۔

یعنی وہ لوگ جو گناہ سے پاک و پاکیزہ، ریا کاری سے دور، صرف اور صرف خدا کی قربت حاصل کرنے کے لیے اطاعت و عبادت انجام دیتے ہیں اور ان کے تمام کام رضائے خدا کے حصول کے لیے ہوتے ہیں اور خدا کے علاوہ ان کی نظر کسی اور چیز پر نہیں ہوتی۔ شیطان نے اپنی اس قسم کی بناء پر حضرت آدمؑ کے سامنے اپنے مکر و فریب کے ذریعہ ترک اولی کی راہ ہموار کی اور انہوں نے وہ چیز کھالی جس سے انھیں روکا گیا تھا جس کے نتیجہ میں وہ زمین پر اتار دیئے گئے۔

زمین پر آدمؑ اتارے جانے کے بعد بہت نادم و پشیمان ہوئی اور توبہ کرنے لگے ان کی آہوں اور اشکوں والی توبہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی۔ انھوں نے رضائے پروردگار کو دوبارہ حاصل کرتے ہوئے خود کو ترک اولی کے زندان سے آزاد کرالیا۔

لیکن شیطان آرام سے نہ بیٹھا اور اس نے آدمی کی تنزلی کی مزید کوششیں شروع کردیں اور ہزاروں مکر و فریب کے ذریعہ جناب ہابیل کو ان کے بھائی قابیل کے ہاتھوں قتل کرادیا اسی وقت سے انسان کا خود انسان کے لیے ظلم و ستم روا رکھنا شروع ہوگیا۔

سرکشی و نافرمانی، قتل و غارت اور خیانت کے اس ماحول میں خداوند عالم نے اپنی وسیع رحمت کے ذریعہ انسان کی نجات کا بندوبست کیا اور انسان کے سامنے مختلف دلائل اور آیات قرار دیں تاکہ وہ شیطان کے مکر سے امان میں رہے اور خدا تک پہونچنے کے لیے ظاہری اور باطنی حجت سے استفادہ کرسکے۔

ظاہری حجت سے مراد انبیاء و مرسلین، اوصیاء اور ربانی علماء ہیں جو خلق خدا پر

حجت ہیں اور باطنی حجت سے آدمی کی عقل جو حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے کی میزان ہے، مراد ہے۔

لہٰذا خداوند عالم نے اپنی حجت کو تمام کرکے شیطانی وسوسوں اور نیرنگیوں کو ہر ممکن طریقہ سے لوگوں کو اس اعتبار سے دکھادیا کہ اے انسان دنیا میں تیری خوش بختی اور بدبختی، شیطانی راستے سے تیری ہوشیاری یا غفلت کی مرہون منت ہے۔ اگر شیطانی راستہ سے دوری اختیار کی تو خدا تک پہونچنے اور بہشت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملے گا اور اگر اس سے دوری اختیار نہ کی جائے گی تو آتش جہنم کی گرفتاری پیش آئے گی۔

ہم آدمؑ کی اولاد، شیطانی فریب کاریوں اور مکاریوں کے اسباب کی شناخت کرکے دونوں جہاں کی بدبختیوں سے نجات پاکر اپنا حقیقی مقام اور سعادت حاصل کرسکتے ہیں۔

اب یہ شیطانی آلات و اسباب جو انسان کی رفتار و کردار کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں انھیں آیات، روایات اور قصّوں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے تاکہ ان کی شناخت کرکے اس قسم کے اعمال اور کم از کم نیّتوں سے خود کو بچائیں اور نفسانی مکر جو درحقیقت شیطانی چال ہے اس سے نجات پائیں۔

لہٰذا پہلا کام یہ ہے کہ ہم شیطان کے راستہ کی شناخت حاصل کریں دوسرے یہ کہ اس سے دوری اختیار کریں اور یہ کام اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے نفس کو شیطانی وسوسوں سے پاک و پاکیزہ بنالیں تاکہ خدا کی معیّن کردہ صراط مستقیم پر چلنے کی راہ ہموار ہوسکے لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے شیطانی نفس پر غلبہ پاکر

اسے اپنے حکم کا بندہ بنا لے نہ یہ کہ انسان اپنے نفس کا بندۂ بے دام بن جائے جیسا کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"انّ شیطانی اسلم بیدی"

میرا شیطان اور میرا نفسانی ہمزاد مجھ سے مغلوب ہوکر میرے ہاتھوں پر مسلمان ہوگیا ہے۔ ۱؎

تمہارا اسلام تمہارے شیطانی نفس کے مسلمان ہونے سے تعلق رکھتا ہے دوسرے الفاظ میں تمہارا سچا اسلام، ایمان اور عقیدہ خود تمہارے نفس کے اسلام و ایمان واعتقاد کے مطابق ہے جو کافر اور سرکش ابلیس کے شر سے محفوظ رہے ورنہ دوسری صورت میں تم خود اپنی نیت اور برے اعمال کے اعتبار سے انسان کی شکل میں شیطان ہو گے۔

اور یہ شیطان جو انسانی شکل میں ظاہر ہوتا ہے یہ دو پیروں والے جانور کی طرح سرکش ہے اور یہی تمہارا وہ نفس ہے جسے نفس امّارہ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اس نفس امّارہ سے کہ جو لشکر شیطان کا سپاہی ہے اس سے جنگ و جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہونا چاہیے کیونکہ نفس امّارہ سے جہاد، جہاد اکبر ہے۔ اس کا گلا اپنے

۱؎ اس سے ملتی جلتی دوسری حدیث بھی پیغمبرؐ سے مروی ہے "انّ شیطانی امن بیدی" "میرا شیطان میرے ہاتھوں پر ایمان لے آیا"۔ سیاحت غرب صفحہ ۹۸، کشف الحقائق صفحہ ۶۲، احادیث مثنوی صفحہ ۱۴۸، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۴۹، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۸، بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۴۰، اربعین امام خمینی صفحہ ۱۴۵، عوالی اللئالی جلد ۴ صفحہ ۹۷، علم الیقین جلد ۷ صفحہ ۲۸۲، تفسیر مثنوی جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۴۔

پنجے سے مضبوط طریقہ سے پکڑو اور اسے اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر دے مارو اور اس کے سینہ پر سوار ہو کر بغض، کینۂ دل اور قلب کی الٰہی قوت کے ذریعہ اپنے ایمان کے خنجر سے کہ جو الٰہی ساخت کا تمہارے وجود کے اندر پایا جاتا ہے اسے کھینچو اور اس کے سیاہ دل کا نشانہ لے کر مار دو اور اس کی شیطانی رگ جو تمہاری رحمانی حیات کے خلاف ہے اسے کاٹ ڈالو اور الٰہی روح جو تمہارے وجود میں پھونکی گئی ہے اسے اس کے وسوسوں سے نجات دو اس احتیاط کے ساتھ کے ساتھ کہ اس کا گندہ اور سیاہ خون تمہارے پاک و پاکیزہ سفید دامن کو آلودہ نہ کردے کہ یہ خود ایک محاذ ہے جسے سر کرنے کی ہر انسان کو تمنا ہوتی ہے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

انّ النّفس لامّارة بالسُّوء

بے شک نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے۔ ۱؎

وما اصابك من سيّئة فمن نفسك

جو بدی اور برائی انسان تک پہونچتی ہے وہ اس کے خبیث اور شیطانی نفس کی دین ہے۔ ۲؎

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

صافوا الشّيطان بالمجاهدة واغلبوه بالمخالفة تزكّوا و انفسكم و تعلوا عند الله درجاتكم۔

۱؎ یوسف/۵۳، ۲؎ نساء/۷۹

شیطان سے جنگ کرنے کے لیے صف بستہ ہوجاؤ اور اس کے وسوسوں کی مخالفت کرکے اس پر قابو حاصل کرو یہاں تک کہ تمہارا نفس پاک و پاکیزہ ہوجائے اور خدا کے نزدیک تمہارے درجات بلند ہوں۔ ۱؎

یہ تمام تاکیدات اس بات پر حجت و دلیل ہیں کہ جان لو اور سمجھ جاؤ اور اس جانکاری کے ذریعہ اپنی حفاظت کا انتظام کرو اور پاک نیت اور خالص عمل کے ذریعہ شیطان کے متزلزل حصار سے خود کو نجات دے کر الٰہی قلعہ میں امان حاصل کرو۔ جیسا کہ آنحضرت کا ارشاد گرامی ہے:

"اعدیٰ عدوّك نفسك التی بین جنبیك"

تمہارا سب سے زیادہ اور سخت ترین دشمن وہی خبیث شیطانی نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ ۲؎

حضرت امیرالمؤمنین علیہ السّلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

نفسك اقرب اعدائك الیك

تمہارا نزدیک ترین دشمن تمہارا خود اپنا شیطانی نفس ہے۔ ۳؎

۱؎ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۱۷،

۲؎ مجموعہ ورام جلد ۱ ص ۵۹، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶، بحارالانوار جلد ۶۷ ص ۶۴، شرح اصول کافی ملا صدرا جلد ۱ ص ۴۹۶، نہج الفصاحۃ ص ۳۲۸،

۳ غرر الحکم جلد ۶ ص ۱۷۰،

ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

لا عدوّا عدنی علی المرء من نفسه

کسی کے لیے خود اس کے نفس سے بدتر کوئی دشمن نہیں ہے۔ ۱؎

یہ مختصر سی کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں شیطانی اعمال و کردار پر ایک سرسری نظر ڈالی گئی۔ اسے غور سے پڑھیے اور انتہائی توجّہ اور دقت نظر سے اس سے اپنی نجات اور بچاؤ کا سامان کیجئے کیونکہ ایک لحظہ کی غفلت بھی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہی۔

حاج امام قلی نخ جوانی کہتے ہیں: ۲؎

میں نے بڑھاپے اور انتہائی ضعیفی میں خود کو شیطان کے ساتھ ایک بلندی پر کھڑا دیکھا، میں نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور اس سے خوشامد کی اور کہا میں بوڑھا ہوگیا ہوں اگر ممکن ہو تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو— شیطان نے مجھ سے کہا: اس طرف دیکھو! اب جو میں نے نظر ڈالی تو ایک اتنی گہری کھائی اور درّہ دکھائی دیا کہ جس کے دیکھنے سے خوف و ہراس کی شدّت سے انسان مبہوت رہ جائے۔ شیطان نے کہا: میرے دل سے تو رحم و مرّوت چھو کر بھی نہیں گذرا ہے اگر تم پر میرا بس چلے تو تمہاری جگہ یہی گہری کھائی ہے جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو میں تمہیں اس میں اتنی زور سے ڈھکیلوں گا کہ تمہارے جوڑ جوڑ علاحدہ ہوجائیں گے اور جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا۔

۱؎ غرر الحکم جلد ۶ ص ۳۹۹،

۲؎ یہ حکایت مکمل طور پر کتاب میں بیان ہوئی ہے۔

لہٰذا اپنی دنیوی عمر کے آخری لحظہ تک ہوشیار رہنا تاکہ شیطان کے چنگل میں پھنس کر اس میں گرنے نہ پاؤ۔

دوسری طرف اپنی زندگی میں مہلت کے ان دنوں کو غنیمت سمجھو اور آخرت کے سفر کے لیے زاد و توشہ حاصل کرو۔

امیر المؤمنین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"والفرصة تمرّ مرّا السّحاب"

فرصت کو غنیمت جانو کیونکہ وہ ابر کے مانند غیر محسوس طریقہ سے گذر جاتی ہے۔[1]

لیکن یہ بھی آدمی کو بخوبی جاننا چاہیے اور اس سے غفلت نہیں برتنا چاہیے کہ حضرتؑ نے ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرمایا ہے:

"نفس المرء خطاه الیٰ اجله"

لوگوں کی ہر سانس موت کی طرف اٹھتا ہوا ایک قدم ہے۔[2]

اور اس سالک الی اللہ کی بات پر دھیان دو جس نے کہا ہے: موت کی مثال اس تیر جیسی ہے جو تمہارا نشانہ لے کر چلا دیا گیا ہے اور تمہاری عمر اس تیر کے فاصلہ طے کرنے کی مدّت ہے۔[3]

لہٰذا کہیں تمہاری عمر تمہارے سرکش نفس کی چراگاہ نہ بن جائے کہ اس صورت

۱۔ نہج البلاغہ حکمت/۲۰
۲۔ نہج البلاغہ حکمت/۷۱
۳۔ کشکول شیخ بہائی دفتر چہارم

میں دنیا و آخرت کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام اپنی دعاؤں میں عرض کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ و عمّرنی ما کان عمری بذلة فی طاعتك فاذا کان عمری مرتعا للشّیطان فاقبضنی الیك قبل ان یسبق مقتك الیّ اویستحکم غضبك علیّ

پروردگارا! جب تک میری عمر تیری عبادت و فرماں برداری کی راہ میں صرف ہو رہی ہے مجھے عمر و زندگی عنایت فرما اور جب میری عمر شیطان اور خواہشات نفسانی کی چراگاہ بن رہی ہو تو سخت دشمن کے میری طرف متوجہ ہونے، تیرے خشم و غضب کا سزاوار قرار پانے اور تیری رحمت کے سایہ سے دور ہونے سے پہلے میری روح قبض کر لے۔[1]

شیطان کا راستہ اور اس کے مکر و فریب واضح اور مشخص ہیں اور خدا کی صراط مستقیم بھی روشن ہے۔ اور ماں سے زیادہ مہربان خدا اپنے نیک بندہ کی پذیرائی کے لیے منتظر ہے اس نے اپنے بندہ کی ضیافت کا انتظام بہشت میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں کے ذریعہ کیا ہے۔ جسے مسلمانوں اور مومنوں کے لیے فراہم کیا گیا ہے کہ ہم سب کی بازگشت یقیناً اسی کی طرف ہے۔

لہٰذا ابھی سے ہم پاک و پاکیزہ قلب اور خلوص کے ساتھ خدا کی طرف پلٹ

۱۔ صحیفۂ سجادیہ، دعا نمبر ۲۰

جائیں کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی رحمت و بخشش کا دامن انتہائی وسیع ہے۔

امید ہے کہ بھرپور جانکاری اور شناخت اور پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے آپ کو شیطانی قید و بند سے نجات دلائیں گے اور شیطانی جال کو کاٹ کر اور ابلیس کے وسوسوں کو ختم کر کے خدا کی خالص بندگی کی راہ میں قدم بڑھائیں گے کہ جس کا انجام خدا کی ہمیشہ رہنے والی جنت اور ابدی سعادت و فلاح ہے۔

رب اعوذبك من همزات الشياطين۔

پروردگارا میں شیطانی وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[1]

نیمہ شعبان ۱۴۱۷ھ مطابق ۶ دیماہ ۱۳۷۵ھ

العبد العاصی والراجی الی اللہ تعالیٰ

محسن غفاری

---

[1] سورۂ مومنون/ ۹۷

بسمہ تعالیٰ

آغاز

اس کتاب کو شروع کرنے سے پہلے دینی بھائیوں اور بہنوں کی آگاہی کے لیے چند اہم نکات کی طرف اشارہ ضروری ہے:

پوری تاریخ عالم خصوصاً دور حاضر جسے عصر تمدّن کے نام سے جانا جاتا ہے اور حقیقی معنی میں جو عصر تمدّن نہیں بلکہ برہنگی، لاپرواہی اور انسانی اور الٰہی اخلاق سے خالی زمانہ ہے اس میں القائات، تلقین اور شیطانی وسوسوں کو بقولے ''اگر یہ دو پیروں کا جانور چھوڑ دیا جائے تو دنیا کو فاسد کر دیگا'' کو ہم سب نے دیکھا، سنا اور محسوس کیا ہے اور اس کا یہ کردار کہ وہ کیوں کر حق کو چھپاتا اور باطل کو سجا کر پیش کرتا ہے اور کبھی کبھی وہ خود ہی حق و حقیقت کو بیان کرتا ہے یہ سب عبرت آموز ہے۔ اسی وجہ سے مثالوں، داستانوں، حکایتوں کو جو معتبر احادیث و روایات کے مطابق نقل ہوئی ہیں، قارئین کرام کی سہولت کے لیے اصل موضوع اور مضمون کو امانت داری سے مختصر تغیر و اضافات کے ساتھ سلیس زبان میں لکھا گیا ہے۔

ایک اہم نکتہ جو اس کتاب میں لائق توجہ ہے وہ یہ ہے کہ عملی اور اخلاقی موضوعات کو ایک نئے قالب اور سانچے میں پیش کیا گیا ہے جس میں خود ابلیس اپنی زبان سے بیان کرتا ہے کہ وہ کیوں کر انسان کو مختلف طریقوں سے فریب دیکر اور گمراہی کے جال میں پھنسا کر ایک شخص، ایک خاندان اور پورے ایک معاشرہ کو فساد و تباہی کے گھاٹ اتارتا ہے جس میں لوگوں کی اکثریت مبتلا ہے

کیونکہ اگر شیطانی اور نفسانی وسوسے انسانوں کو گمراہ نہ کرتے تو ہمارا پاکیزہ سماج گناہ معصیت اور خطا سے دور رہتا، اور ہم ایک ''مدینۂ فاضلہ'' آئیڈیل سٹی'' کے افراد ہوتے۔ ہم شب وروز یہ دیکھ اور سن رہے ہیں کہ شیطان سے دھوکہ کھانے والے انسان مختلف طریقوں سے اپنے ہاتھوں کو جرائم سے آلودہ کرتے ہیں اور معصیت کے دل دل میں ہاتھ پیر مار رہے ہیں یہ خود شیطانی نفس امارہ کے وسوسوں کا ثبوت ہے۔

اس کتاب میں ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان تاکیدات اور اخلاقی اور عملی پند و نصائح کے ذریعہ لوگ کمال ہوشیاری سے خود اپنے آپ کو گناہ و معصیت سے پرے کر کے شیطان کے پھندے سے بچائیں اور امنیت، صداقت، دیانت اور اخلاقی فضائل کے سایے میں ہر طرح کی برائی سے دور دینوی انفرادی، خاندانی اور سماجی خوش نصیبی جس کا نتیجہ آخرت کی ہمیشہ باقی رہنے والی سعادت ہے حاصل کریں۔

الٰهی ولا تکلنی الیٰ نفسی طرفة عین ابداً۔[۱]

بارالہا ہم کو پلک جھپکنے کی مقدار کے برابر بھی ہمارے حال پر نہ چھوڑنا۔

یا ارحم الرّحمین

---

[۱] میزان الحکمۃ جلد ۱۰، صفحہ ۱۳۱، بحارالانوار، جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۸، وسائل الشیعہ جلد ۱۳، صفحہ ۵۴، ۳، اصول کافی جلد ۴ صفحہ ۷۳، ۳، وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۴۴، ابواب تعقیب۔

ابلیس قرآنی آیتوں میں

خداوند عالم نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ الشَّیطان للانسان عدوٌّ مبین''

''بے شک شیطان، انسان کا سخت ترین اور کھلا ہوا دشمن ہے۔''

ابلیس آیات قرآنی میں:

الا انّ حزب الشّیطان هم الخاسرون۔

(مجادلہ/۱۹)

آ گاہ ہو جاؤ کہ بے شک شیطان کا گروہ بہر حال گھاٹا اٹھانے والا ہے۔

انّ الشّیطان للانسان عدوّ مبین۔

(یوسف/۵)

بے شک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

و زیّن لهم الشّیطان اعمالهم۔

(نمل/۲۴)

اور شیطان ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں حسین بنا دیتا ہے۔

یا بنی ادم لایفتننّکم الشّیطان......انّه یراکُم هو و قبیله من حیث لاترونهم۔

(اعراف/۲۷)

اے اولاد آدم! خبردار شیطان تمہیں بھی نہ بہکا دے......وہ اور اس کے قبیلہ والے تمہیں دیکھ رہے ہیں اس طرح کہ تم انھیں نہیں دیکھ رہے ہو۔

فاتبعه الشّیطان۔ (اعراف/۱۷۵)

شیطان انسان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

و کان الشّیطان للانسان خذولا۔

(فرقان/۲۹)

اور شیطان تو انسان کا رسوا کرنے والا ہے ہی۔

وَمن یکن الشّیطان له قرینا فساء قرینا۔

(نساء/۳۸)

جس کا شیطان ساتھی ہو جائے وہ بدترین ساتھی ہے۔

وما یعدهم الشّیطان الاّ غروراً۔

(نساء/۱۲۰)

اور شیطان ان سے جو بھی وعدہ کرتا ہے وہ دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

استحوذ علیهم الشّیطان فانسٰهم ذکر الله اولٰئك حزب الشّیطان۔

(مجادلہ/۱۹)

ان پر شیطان غالب آ گیا ہے اور اس نے انھیں ذکر خدا سے غافل کر دیا ہے آگاہ ہو جاؤ کہ یہ شیطان کا گروہ ہے۔

و من یعش عن ذکر الرّحمن نقیّض له شیطانا فهوله قرین۔

(زخرف/۳۶)

اور جو شخص بھی اللہ کے ذکر کی طرف سے غافل ہو جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرّر کر دیں گے جو اس کا ساتھی اور ہم نشین ہوگا۔

و من یّتخذ الشّیطان ولیّا من دون الله فقد خسر خسرانا مبینا۔

(نساء/۱۱۹)

اور جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی و سرپرست بنائے گا وہ کھلے ہوئے خسارہ میں رہے گا۔

انّ الشّیطان لکم عدوّ فاتّخذوه عدوّا انّما یدعوا حزبه لیکونوا من اصحاب السّعیر۔

(فاطر/۶)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو صرف اس بات کی طرف دعوت دیتا ہے کہ وہ سب جہنّمیوں میں شامل ہو جائیں۔

امّا ینسینّك الشّیطان فلا تقعد بعد الذّکریٰ مع القوم الظّالمین۔

(انعام/۶۸)

اور اگر شیطان غافل کر دے تو یاد آنے کے بعد پھر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

انّه لیس له سلطان علی الّذین امنوا و علیٰ ربّهم
یتوکّلون انّما سلطانه علی الّذین یتولّونه والّذین
هم به مشرکون۔

(نحل/۱۰۰-۹۹)

شیطان ہرگز ان لوگوں پر غلبہ نہیں پا سکتا جو صاحبان ایمان ہیں
اور جن کا اللہ پر توکّل اور اعتماد ہے اس کا غلبہ صرف ان لوگوں پر ہوتا
ہے جو اسے سرپرست بناتے ہیں اور اللہ کے بارہ میں شرک کرنے
والے ہیں۔

یا ایها الّذین امنوا لا تتّبعوا خطوات الشّیطان و
من یتّبع خطوات الشّیطان فانّه یأمر بالفحشاء
والمنکر۔

(نور/۲۱)

اے ایمان لانے والو شیطان کی پیروی نہ کرو اور جو شخص شیطان کی
پیروی کرے گا تو وہ اسے حتماً برے اور ناپسند کاموں کا حکم دے گا۔

انّ الّذین اتّقوا اذا مسّهم طائف من الشّیطان
تذکّروا فاذاهم مبصرون۔

(اعراف/۲۰۱)

بے شک جو متّقی ہیں جب شیطان کی طرف سے انھیں کوئی خیال چھوتا

بھی چاہتا ہے تو خدا کو یاد کرتے ہیں اور بصیرت پیدا کرتے ہیں۔

و انّهم لیصدّونهم عن السّبیل و یحسبون انّهم
مهتدون حتّٰی اذا جائنا قال یالیت بینی و بینك
بعد المشرقین فبئس القرین ولن ینفعکم الیوم اذ
ظلمتم انّکم فی العذاب مشترکون۔

(زخرف/۳۷-۳۸-۳۹)

اور یہ شیاطین ان لوگوں کو راستہ سے روکتے رہتے ہیں اور یہ یہی سمجھتے
ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئیں
گے تو کہیں گے کہ اے کاش ہمارے اور ان کے درمیان مشرق و
مغرب کا فاصلہ ہوتا یہ تو بہت بُرا ساتھی نکلا اور یہ سب باتیں آج
تمھیں فائدہ پہونچانے والی نہیں ہیں کیونکہ تم سب عذاب میں برابر
کے شریک ہو کہ تم نے بھی ظلم کیا ہے۔

هل انبّئکم علیٰ من تنزّل الشّیاطین، تنزّل علیٰ
کلّ افّاك اثیم۔

(شعراء/۲۲۲-۲۲۱)

کیا میں تمھیں اس بات سے آگاہ کروں کہ شیاطین کس پر نازل
ہوتے ہیں، وہ ہر جھوٹے اور بدکردار پر نازل ہوتے ہیں۔

ابلیس

احادیث میں

پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ الشَّیطان ذئب الانسان

"بے شک شیطان' انسان کے لیے
بھوکا بھیڑیا ہے۔"

ابلیس احادیث معصومینؑ میں:

قَال رسول اللّٰہؐ: انّ الشیطان ذئب الانسان

(نہج الفصاحۃ/ ۳۵۲)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: شیطان آدمی کے لیے بھیڑیا ہے۔

قَال علیؑ: غرور الشّیطان یسوّل و یطمع

(غرر الحکم جلد ۴ / ۳۷۸)

حضرت علیؑ نے فرمایا: شیطان کا فریب گمراہ کرتا ہے اور انسان کو لالچ میں ڈالتا ہے۔

قَال امیر المؤمنینؑ: الشّیطان المضلّ

(نہج البلاغہ حکمت/ ۳۱۵)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: شیطان گمراہ کرنے والا ہے۔

قال امیر المؤمنینؑ: انّ الشّیطان قد ثبّطك

(نہج البلاغہ مکتوب/ ۷۳)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: شیطان تمہیں روکنے اور مشغول رکھنے والا ہے۔

قال امیر المؤمنینؑ: واتّقوا مدارج الشّیطان

(نہج البلاغہ خطبہ/ ۱۵۱)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: شیطان کے فریبی جال اور راستہ سے ڈرو۔

قال رسول اللہؐ: انّ ابلیس عدوّ اللہ

(بحار الانوار ۶۰/۲۲۶/۲۴۱)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: ابلیس خدا کا دشمن ہے۔

قال امیر المؤمنینؑ: وحذّرہ ابلیس وعداوتہ

(نہج البلاغہ خطبہ/۱)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: اور ابلیس اور اس کی عداوت سے ہوشیار رہو۔

قال امیر المؤمنینؑ: من تردّدَ فی الرّیب وطئتہ سنابك الشّیاطین

(نہج البلاغہ حکمت/۳۰)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: جو شخص حق و باطل کے درمیان حیران و سرگرداں ہو اس کو شیاطین کے سُم پامال کردیتے ہیں۔

قال امیر المؤمنینؑ: فانّما مصیدۃ ابلیس العظمیٰ و مکیدتہ الکبریٰ، السّموم القاتلہ۔

(نہج البلاغہ خطبہ/۲۳۴)

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: بے شک ابلیس کا جال زبردست، حیلہ و کر

بڑا اور اس کا زہر انتہائی قاتل ہے۔

قال رسول اللہؐ: انّ الشّیطان لیجری من ابن آدم مجری الدّم

(شہاب الاخبار صفحہ ۳۵۹، سفینۃ البحار جلد ۴ صفحہ ۴۳۰، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۵۲ و صفحہ ۶۷، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۲، بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۶۸، جامع السعادات جلد ۱ صفحہ ۱۸۴)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: شیطان (نفسانی خواہشات او رحیوانی شہوات) آدمی کے بدن میں اسی طرح گردش میں ہے جیسے بدن میں خون گردش کرتا ہے۔

قال رسول اللہؐ: لولا انّ الشیاطین یحومون علی قلوب بنی آدم لنظروا الیٰ ملکوت السّمٰوٰت والارض

(جامع السعادات جلد ۱ صفحہ ۴۴، بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۳۳۲، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۱۶ و ۲۶، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۹، بحار جلد ۶۷ صفحہ ۵۹)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: اگر شیاطین (شہوتیں اور نفسانی خواہشات) آدمی کے دل کو اپنے گھیرے میں نہ لے لیتے تو انسان آسمان اور زمین کے ملکوت کے باطن کا نظارہ کرسکتا ہے۔

عن النّبیؐ: علیٰ کلّ سبیل منھا شیطان یدعوا الیہ

(جامع السعادات جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

نبی اکرمؐ نے فرمایا: ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور آدمی کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔

عن ابی عبد اللہؑ: الشّیطان یا مرہ بالمعاصی

(اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۳۶۷)

امام صادقؑ نے فرمایا: شیطان، انسان کو گناہوں کا حکم دیتا ہے۔

قال رسول اللہؐ: انّ الشّیطان قعد لابن ادم فی طرقة

(بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۴۲، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۵۲، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۶۰)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: بے شک شیطان ہر راستہ میں انسان کی تاک میں بیٹھا ہوا ہے۔

قال رسول اللہؐ: ما منکم من احدا لاّ ولہ شیطان

(بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۴۰، محجۃ البیضاء جلد ۵ صفحہ ۴۹، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۸)

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان رہتا ہے۔

ابلیس

حکایات اور قصّے

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا:

ابلیس اور اس کی عداوت سے ہوشیار رہو۔

۱۔ شیطان کی رد میں کتاب (خودنمائی)

ایک عالم دین شیطانی حیلہ بہانوں، وسوسوں اور اس کے مکر وفریب کو آشکار کر کے لوگوں کو اس سے ہوشیار رہنے کے لیے کتاب مرتب کر رہے تھے۔ اسی زمانہ میں ایک نیک اور متقی شخص نے شیطان کو خواب میں دیکھا تو کہا اے ملعون فلاں عالم دین تجھے رسوا کر کے رہیں گے کیونکہ وہ تیرے مکر وفریب کو ظاہر و آشکار کرنے کے لیے کتاب لکھ رہے ہیں اب تیری مکاری اور عیاری لوگوں کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔ شیطان نے مذاق اڑاتے ہوئے ہنس کر جواب دیا کہ یہ کتاب ہر وہ شخص خود میرے کہنے پر لکھ رہا ہے۔ اس نیک آدمی نے پوچھا: وہ کیسے؟ کیا یہ ممکن ہے؟ شیطان نے کہا ممکن کیوں نہیں ہے میں نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تم تو بڑے عالم ہو لہٰذا میرے خلاف کتاب لکھو اور اس بہانہ سے اپنے علمی ذخیرہ کو عام کرو۔ وہ بیچارہ سمجھ ہی نہیں پایا اس نے اپنی کتاب کا نام ''شیطان کا جواب'' رکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے پیچھے خود اس کا نفس، علم کا مظاہرہ، دکھاوا خود پسندی اور خود غرضی مضمر ہے۔ [۱]

۲۔ شکار اور شکاری: (غفلت)

علامہ سید محمد حسین حسینی تہرانی کتاب ''لب اللباب در سیر و سلوک اولی الالباب'' میں نقل کرتے ہیں کہ حاج امام قلی نخجوانی جو مرحوم سید قریش قزوینی سے

۱۔ استعاذہ ص ۳۶

اخلاقیات اور معارف الٰہیہ کا درس لے رہے تھے کہتے ہیں جب میرا بڑھاپا شروع ہوا تو ایک دین میں نے خود کو شیطان کے ساتھ ایک بلند و بالا پہاڑی پر دیکھا میں نے داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور خوش آمدانہ انداز میں التماس کی کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھ پر رحم کرو اور ہو سکے تو مجھے اپنے شر سے معاف رکھو۔ شیطان نے کہا ادھر دیکھو جب میں نے دیکھا تو ایک بہت بڑی کھائی نظر آئی جس کی گہرائی دیکھ کر خوف و دہشت سے میں دنگ رہ گیا۔ شیطان نے کہا: میرے دل میں رحم، مروّت اور محبت وغیرہ کا گذر نہیں ہے اگر تم میں چنگل میں پھنس گئے تو تمہاری جگہ اس کھائی کی تہہ ہوگی اور تمہیں میں اس میں اس طرح پھینکوں گا کہ تمہارا جوڑ جوڑ جدا ہو جائے گا اور جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔[۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

من اعتصم باللہ لم یضرّہ شیطان۔

جو شخص الٰہی ریسمان کو مضبوطی سے پکڑ لے گا اسکا شیطان کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔[۲]

و اغوثاہ بك یا اللہ من عدوّ قد استکلب علیّ

خدایا! اس قسم کھائے ہوئے دشمن، شیطان لعین سے تیری پناہ مانگتا ہوں اے گھر والے یہ سگ صفت درندہ بھونک بھونک کر میرے اوپر حملہ آور ہے میری مدد کر۔[۳]

۱۔ رسالہ لب الالباب ص ۷۶
۲۔ غرر الحکم جلد ۵ صفحہ ۲۱۴
۳۔ دعائے حزین مفاتیح الجنان

۳۔ حضرت یحییٰؑ کی شیطان سے ملاقات: (شکم پُری)

ایک دن شیطان اپنے ہاتھوں میں زنجیر اور رسّیاں لیے ہوئے حضرت یحییٰؑ پیغمبر کے سامنے ظاہر ہوا،

جناب یحییٰؑ نے پوچھا: اے ابلیس تیرے ہاتھوں میں یہ رسّیاں کیسی ہیں؟

شیطان نے کہا: یہ رسّیاں، وہ گونا گوں خواہشات ہیں جو آدمی کے اندر میں نے پائے ہیں۔

جناب یحییٰؑ نے پوچھا: ان میں سے کوئی ایک میرے لیے بھی ہے؟

ابلیس نے کہا: ہاں، جس وقت آپ پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں تو بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے اور نماز، مناجات اور ذکر خدا میں پہلے جیسی رغبت باقی نہیں رہتی۔

حضرت یحییٰؑ نے کہا: خدا کی قسم اب اس کے بعد میں کبھی بھر پیٹ کھانا نہ کھاؤں گا۔

ابلیس نے کہا: خدا کی قسم اب اس کے بعد میں کبھی سچ نہ بولوں گا اور نہ ہی کسی مسلمان کو نصیحت کروں گا۔[۱]

۱۔ محاسن برقی باب ۷۳ صفحہ ۴۳۹، بحار الانوار جلد ۶۳ صفحہ ۳۳۵، سفینۃ البحار جلد ۱ صفحہ ۱۰۳، مادّہ اکل، بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۱۶، منہاج العابدین، امام غزالی صفحہ ۷۸

۴۔ابلیس سے مناظرہ: (فحشاء وبدکاری)

ایک اللہ والے صاحب کرامت بزرگ عالم دین نے ایک دن ابلیس کو دیکھا۔تو اس سے کہا اے ملعون تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟

ابلیس نے جواب دیا: چونکہ میں روشن آگ سے بنا تھا اور آدم کو تیرہ وتار خاک سے بنایا گیا تھا لہٰذا مجھے انھیں سجدہ کرتے ہوئے بے عزّتی محسوس ہوئی۔

عالم دین نے کہا: اے ملعون! تو ایک فاسق وفاجر کو ایک فاحشہ عورت کے ساتھ زنا کے لیے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور پھر گھر کے دروازہ پر بیٹھ کر انھیں زنا جیسے شرم آور اور بُرے فعل پر آمادہ کرتا ہے۔اس سے تجھے شرم نہیں آتی ہے لیکن آدم صفی اللہ کو سجدہ جو ایک اچھی فطرت اور زیبا سرشت ہے اسے انجام دیتے ہوئے شرم آئی، وائے ہو تجھ پر اس ذلت، پستی اور خواری کی وجہ سے۔

ابلیس نے اس عالم دین کی ان باتوں سے بڑا شرمندہ ہوا اور کہا کہ:

اس خدا کی قسم جس نے مجھے ہمیشہ کے لیے ملعون قرار دیا ہے اب تک کسی نے مجھے اس طرح ذلیل اور شرمسار نہیں کیا ہے جیسا تم نے کیا ہے۔پھر اس نے ایک آہ کھینچی اور زار وقطار رونے لگا اور اس عالم کی نگاہوں سے غائب ہو گیا۔[1]

۱؎ لطائف الطوائف باب ۷ فصل اوّل صفحہ ۱۷۱

۵۔شیطانی حیلہ: (دین میں بدعت)

قدیم زمانہ میں ایک شخص اس بات کے لیے کوشاں تھا کہ دنیا کو حلال طریقہ سے کمائے اور دولت مند بن جائے لیکن یہ نہ ہو سکا تو پھر وہ حرام کے چکّر میں پڑ گیا تا کہ اس طریقہ سے اپنی دنیا سنوار لے لیکن وہ بھی ممکن نہ ہوا۔

ایک دن شیطان ملعون اس شخص کی نظروں کے سامنے ظاہر ہوا اور اس سے کہا:

تم نے حلال راستہ سے دولت مند بننا چاہا جو نہ ہو سکا پھر حرام راستہ سے کوشش کی وہ بھی ممکن نہ ہوا کیا میں تمہیں ایسی ترکیب بتادوں جس سے تمہارا مال زیادہ ہو جائے اور دنیوی چمک دمک میں اضافہ ہو اور پیروی کرنے والے افراد کی تعداد بڑھ جائے۔

اس نے جواب دیا: ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں۔شیطان نے کہا ایک نیا دین بنا ڈالو اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دو۔اس شخص نے شیطان کے مشورہ پر عمل کیا ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہونے لگے اور اس راستہ سے اسے جو کچھ چاہیے تھا مل گیا۔

لیکن کچھ دنوں کے بعد انجام کے سلسلہ میں جب اس نے غور وفکر سے کام لیا تو پریشان ہوگیا کہ اس نے یہ کیا کر ڈالا تھوڑی سی دولت کے لیے اس نے لوگوں کو حق سے گمراہ کر کے انھیں اپنے پیچھے لگا لیا اب روز قیامت خدا کو کیا جواب دے گا۔ یہ سوچ سوچ کر وہ بہت شرمسار ہوا اور خود کلامی کرنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ میری توبہ قبول ہوگی ہاں بس ایک ہی صورت دکھائی دیتی ہے کہ جن لوگوں کو گمراہ کیا ہے انھیں حقیقت سے آگاہ کردیا جائے۔ دوسرے دن وہ شخص اپنے پیروکاروں اور دوستوں کے پاس آیا اور انھیں بتایا کہ اب تک میں نے تم سے جو کچھ بتایا ہے وہ غلط تھا اس کی کوئی بنیاد نہیں تھی یہ دین اور آئین شیطانی تھا جسے میں نے خود اختراع (ایجاد) کیا تھا۔ لوگوں نے جب یہ سنا تو بگڑ گئے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تمہاری پہلی والی باتیں صحیح تمہیں اب تم شک وتردّد کا شکار ہوکر گمراہ ہوگئے ہو' ان لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور اپنی گمراہی پر باقی رہے۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ کوئی چارہ نہیں ہے تو اس نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑ لیا کہ جب تک خداوند عالم میری توبہ قبول نہ کرے گا میں ان زنجیروں کو اپنے سے جدا نہ کروں گا۔ خداوند عالم نے اس زمانہ کے پیغمبر پر وحی نازل کی کہ اس شخص کے پاس جا کر اس سے کہو کہ

چاہے تم مجھے اتنا پکارو کہ تمہارے گلے کی رگیں پھٹ جائیں اور بدن کا ایک ایک جوڑ علاحدہ ہوجائے قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی کہ میں تیری دعاء اور توبہ قبول نہ کروں گا مگر یہ کہ جولوگ تیری وجہ سے گمراہ ہوکر اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں انھیں زندہ کر اور اپنے غلط دعوے کی حقیقت سے انھیں آگاہ کر تا کہ وہ تیرے خود ساختہ دین سے راہ حق کی طرف پلٹ جائیں اور اے بدبخت یہ کام تیرے لیے محال اور ناممکن ہے۔

خدارسیدہ علماء فرماتے ہیں: بھائیو!

ہوشیار رہو کہیں شیطان اور اس کے حوالی موالی آدمی تمہیں ان دلائل کے ذریعہ سے جو باطل ہیں تمہیں تمہارے دین و مذہب سے فریب دے کے بہکا نہ دیں۔ [۱]

---

۱ محجۃ البیضاء جلد ۶ صفحہ ۹۳، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۵۵۴، کلمۃ اللہ صفحہ ۱۵۶ حدیث ۱۸۴، سفینۃ البحار جلد ۲ صفحہ ۷۴

۶۔حضرت موسیٰؑ سے شیطان کی ملاقات:(خود پسندی)

ایک دن حضرت موسیٰؑ بیٹھے ہوئے تھے کہ رنگ برنگی اونچی ٹوپی (جو شہوات دینوی زینتیں، فاسد عقاید اور باطل ادیان وغیرہ کی علامت تھی) پہنے ہوئے اچانک شیطان ظاہر ہوا اور آپ کے پاس آیا۔ قریب آ کر اس نے ٹوپی اتار دی اور آپ کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے سلام کیا۔

جناب موسیٰؑ نے پوچھا : تم کون ہو؟

اس نے جواب دیا : میں شیطان ہوں۔

جناب موسیٰؑ نے فرمایا : تو ہی شیطان ہے خدا تجھے غارت کرے یہاں کیوں آیا ہے؟

شیطان نے کہا : خدا کے نزدیک آپ کی جو منزلت و مقام ہے اس کے پیش نظر آپؑ کی تعظیم کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

جناب موسیٰؑ نے پوچھا : یہ ٹوپی کیسی ہے؟

اس نے کہا : میں اسی ٹوپی کے ذریعہ آدمی کا دل جیت لیتا ہوں۔

جناب موسیٰؑ نے پوچھا : تو کس گناہ کی وجہ سے آدمی پر غلبہ پاتا ہے۔

شیطان نے کہا : جب آدمی اپنے آپ سے راضی ہو جائے، خود کو پسند کرلے اور مطمئن ہو جائے اور اپنے نیک کاموں کو زیادہ اور گناہوں کو بہت حقیر جانے۔[۱]

---

۱ اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۴۲۹، باب عجب (خود پسندی)، بحارالانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۵۹۔

۷۔شیطانی درخت:(خلوص)

بنی اسرائیل میں ایک ایسا عابد تھا جس کا پورا وقت عبادت میں گذرتا تھا ایک دن اسے کسی نے بتایا کہ فلاں مقام پر ایک درخت ہے جسے لوگ پوجتے ہیں، اس عابد کی دینی غیرت کو جوش آیا اور اس نے خدا کی خوشنودی کے لیے کلہاڑی اٹھائی اور اس درخت کو کاٹ کر پھینکنے کے لیے گھر سے نکل کھڑا ہوا۔

راستہ میں شیطان بوڑھے شخص کی شکل میں انتہائی غصہ میں اس کے سامنے ظاہر ہوا اور اس سے پوچھا: کیا ارادہ ہے؟

عابد نے کہا: میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں تا کہ غیر خدا کی پرستش نہ کی جائے۔

شیطان نے کہا: اگر خدا اس درخت کو کٹوانا چاہتا تو کسی پیغمبر کو اس کام کے لیے بھیجتا تم اس فضول کام کے لیے اپنی عبادت کو کیوں چھوڑ کر آ گئے ہو اور وہ کام کرنے جا رہے ہو جو تمہارے لیے فائدہ مند نہیں ہے اور یہ کام تمہارا ہے بھی نہیں۔ شیطان اپنی ان باتوں سے عابد کے دل میں وسوسہ کرتا رہا تا کہ اسے اس کام سے روک دے لیکن عابد نے اس کی باتوں پر کان نہیں دھرا اور آخر کار بات بڑھ گئی اور نوبت دست و گریباں کی آ گئی تھوڑی زد و خورد کے بعد عابد نے شیطان کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا، شیطان جو عابد کے چنگل میں پھنس گیا تھا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں ایک فائدہ کی بات بتاؤں اگر وہ پسند نہ آئے تو پھر جو دل میں آئے کرنا۔

عابد نے کہا۔ بتاؤ وہ کیا بات ہے۔

شیطان نے کہا: اگر اس درخت کو کاٹنے کا ارادہ چھوڑ دو گے تو میں ہر رات تمہیں دو سکّے دیا کروں گا جو تم اپنی طرف سے فقیروں اور محتاجوں پر خرچ کرنا اس طرح لوگوں کو فائدہ بھی پہونچے گا اور تمہیں ثواب بھی مل جائے گا کیونکہ پتہ نہیں تمہیں اس درخت کے کاٹنے کا کوئی ثواب ملے گا یا نہیں؟

عابد نے کہا: چونکہ تمہاری یہ بات میرے ثواب اور فقراء کے فائدہ سے تعلق رکھتی ہے لہٰذا مانے لیتا ہوں۔ اس نے شیطان کو چھوڑ دیا اور اپنے گھر لوٹ آیا۔

اس رات کو شیطان نے اسے دو سکّے دیئے وہ بہت خوش ہوا اس نے وہ سکّے فقیروں میں بانٹ دیئے دوسری رات اس نے بہت انتظار کیا لیکن سکّے اس تک نہیں پہونچے دوسرے دن اس نے پھر کلہاڑی اٹھائی اور درخت کاٹنے کے لیے چل دیا، راستہ میں پھر پہلے دن کی طرح شیطان سے ملاقات ہوئی، بحث و مباحثہ کے بعد پھر نوبت ہاتھا پائی تک آ گئی اس مرتبہ شیطان نے عابد کو زمین پر پٹخ دیا اور اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر تم اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو میں تمہیں ابھی مار ڈالوں گا عابد نے اس سے چھوڑ دینے کی التماس کی، شیطان نے اسے چھوڑ بھی دیا۔

عابد نے شیطان سے پوچھا: اس دن میرے ہاتھوں میں تم ایک چڑیا کی طرح کیسے پھنس گئے تھے اور آج تم نے مجھے زمین پر گرا دیا اور میرے سینہ پر سوار ہو گئے۔

شیطان نے کہا: چونکہ اس دن تم صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے

لیے نکلے تھے اور تمہاری نیّت پاک اور خالص تھی اور تم دل سے یہ چاہتے تھے کہ خدا کے مقابلہ میں اس درخت کی عبادت نہ ہو اس لیے مجھ پر بھاری پڑ گئے تھے لیکن آج تم خدا کی خوشنودی کے بجائے سکّوں کے لیے ناراض ہوئے ہو اور درخت کاٹنے جا رہے ہو، چونکہ اس دن تمہاری نیّت خالص تھی لہٰذا خدا نے تمہاری مدد کی اور جو شخص خالص نیت سے کوئی عمل انجام دیتا ہے میں اس پر قابو نہیں پاتا لیکن آج تمہارا کام نفسانی خواہشات کے لیے تھا اسی لیے ذلیل خوار ہو گئے۔[1]

۸۔ شیطان کی درخواست: (وسوسہ)

جب شیطان کو بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا تو اس نے خدا سے دعا کی کہ: معبود! میری چھ ہزار سال کی عبادتوں کا کیا حشر ہوگا؟ اس سے پوچھا گیا! تجھے اسکے بدلہ میں جو چاہیئے مل جائے گا۔

شیطان نے کہا: مجھے قیامت تک کی مہلت چاہیئے۔ اس سے کہا گیا: تجھے وقت معلوم تک کی مہلت دے دی گئی۔ دوبارہ شیطان نے درخواست کی کہ مجھے اتنی قدرت بھی دے دے کہ آدمیوں کے دل میں وسوسہ کر سکوں، خدا کی حکمت و مصلحت کی بناء پر اسے وہ اختیار بھی دے دیا گیا۔

جب ابوالبشر آدمؑ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بہت روئے اور عرض کی:

---

[1] قلب سلیم صفحہ ۳۹۵، داستانہا و پندہا جلد ۴ صفحہ ۱۴۲ منقول از مستطرف جلد ۲ صفحہ ۱۵۳، کیمیائے سعادت جلد ۲ صفحہ ۴۷۱، محجۃ البیضاء جلد ۸ صفحہ ۱۲۶

پروردگارا! اب جبکہ تو نے شیطان کو اتنی مہلت اور ایسی قدرت دے دی تو میری اولاد ایسے دشمن کے سامنے بے چاری ہوگئی اب اس کا انجام کیا ہوگا؟

آواز آئی اے آدمؑ! ہر شیطان کے مقابلہ میں ایک فرشتہ پیدا کروں گا جو شیطانی وسوسوں سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے نیکی اور پاکیزگی کی رغبت دلائے گا۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

"ہر مومن کے دل میں دو کان ہوتے ہیں ایک کان میں فرشتہ پھونکتا ہے اور دوسرے کان میں وسواس خناس پھونکتا ہے اور خداوند عالم فرشتہ کے ذریعہ مومن کی حفاظت اور مدد کرتا ہے۔" [1]

۹۔ حضرت عیسیٰؑ کا ابلیس سے مناظرہ: (خودکشی)

ایک دن جناب عیسیٰؑ بن مریم ایک بلندی پر کھڑے ہوئے تھے کہ ابلیس ظاہر ہوا اور اس نے ان سے کہا: اے روح اللہ! کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ خدا جو چاہتا ہے کہ کرسکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ہاں خدا جو چاہتا ہے کرسکتا ہے۔

شیطان نے کہا: اگر آپ اس بلندی سے نیچے گر جائیں تو خدا آپ کو بچا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

شیطان نے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو خود کو اس بلندی سے نیچے گرا دیجئے تا کہ یہ معلوم ہوجائے کہ خدا بچاتا ہے یا نہیں؟ آپ سمجھ گئے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے،

۱۔ تفسیر نمونہ جلد ۷ صفحہ ۵۷۴، تفسیر المیزان جلد ۲۰ صفحہ ۵۵۷ (سورۂ ناس)

اس سے فرمایا: اے ملعون! یہ مناسب نہیں ہے کہ بندہ خدا کا امتحان لے بلکہ حق تو یہ ہے کہ خدا بندہ کی آزمائش کرے اور یہ بات بالکل غلط ہے جو تو کہہ رہا ہے۔ میں اپنے آپ کو صرف تیرے لیے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ خدا کرسکتا ہے یا نہیں کرسکتا اس بلندی سے کود جاؤں لیکن اسی خدا نے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اس نے آدمیوں کو اس کام سے روکا ہے کیونکہ یہ خودکشی کا عمل ہے اور حرام ہے البتہ اگر بغیر کسی قصد و ارادہ کے اگر گر جاؤں اور خدا زندہ بھی رکھنا چاہے تو وہ صحیح سالم رکھ سکتا ہے۔ [1]

۱۰۔ حضرت عیسیٰؑ کی شیطان سے گفتگو: (قدرت خدا)

ایک دن شیطان حضرت عیسیٰؑ کے پاس آیا اور ان سے کہا: کیا تمہارا پروردگار پوری زمین کو ایک انڈہ میں اس طرح کہ نہ انڈہ بڑا ہونے پائے اور نہ زمین چھوٹی ہونے پائے داخل کرسکتا ہے؟

حضرت عیسیٰؑ سمجھ گئے کہ شیطان کی یہ بات مغالطہ اور باطل قیاس کی بنیاد پر ہے آپ نے جواب میں فرمایا: لعنت ہو تجھ پر یقیناً خدا کو ناتوانی کی صفت کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاسکتا اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے، خدا کے علاوہ کون طاقت ور ہے جو زمین کو لطیف، نرم و نازک اور انڈہ کو بڑا کر سکے؟ [2]

۱۔ تفسیر مثنوی جلد ۹ صفحہ ۴۱۸، بحار جلد ۶۰ صفحہ ۲۵۲، کشکول شیخ بہائی صفحہ ۶۴۱، حیواۃ القلوب جلد ۱ صفحہ ۴۰۲، استعاذہ صفحہ ۱۰۶۔

۲۔ توحید شیخ صدوق باب ۹ صفحہ ۱۳۰-۱۲۷۔

حضرت امیر المومنینؑ ایک روایت میں فرماتے ہیں:

یہ ایسا غلط سوال ہے جو ممکن ہی نہیں ہے۔ [1]

امام رضا علیہ السلام ایسے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ہاں خدا اس طرح کی طاقت رکھتا ہے جو اسے انڈہ سے بھی چھوٹی چیز میں قرار دے جس طریقہ سے تمہاری آنکھوں کی پتلی میں کہ جو انڈہ سے بھی چھوٹی چیز ہے قرار دیا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ تم جب بھی آنکھ کھولو گے تو زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ [2]

۱۱۔ عبد اللہ بن حنظلہ اور شیطان: (بے نیازی، غصہ پر قابو)

ایک دن شیطان عبد اللہ بن حنظلہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اے حنظلہ کے بیٹے کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں ایسی بات بتاؤں جسے تم ہمیشہ یاد رکھو اور اس پر عمل کرو؟

حنظلہ نے کہا: مجھے تیری کسی بات اور نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔

شیطان نے کہا: میری بات سن تو لو اگر اچھی لگے تو مان لینا اور اگر بری معلوم ہو تو توجہ نہ کرنا۔

اس کے بعد شیطان نے کہا: اے حنظلہ کے بیٹے تم کبھی خدا کے علاوہ کسی سے انتہائی رغبت سے کوئی چیز نہ مانگنا، غصہ کے وقت بہت ہوشیار رہنا (کہ اپنی

۱۔ توحید شیخ صدوقؒ باب ۹ صفحہ ۱۳۰-۱۲۷

۲۔ توحید شیخ صدوقؒ باب ۹ صفحہ ۱۳۰

حد سے آگے نہ بڑھ جاؤ) ابلیس ملعون نے انھیں یہ نصیحتیں کیں اور نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ [1]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ظفر الشّیطان بمن ملکه غضبه

جو شخص اپنے غصہ پر قابو نہ رکھے شیطان اس پر غالب آ جاتا ہے۔ [2]

۱۲۔ حضرت نوحؑ کی شیطان سے ملاقات: (غصہ، فیصلہ، نا محرم)

حضرت نوحؑ کی بددعا سے ان کی قوم کے غرق ہونے کے بعد شیطان ان کے پاس آیا اور ان سے کہا: چونکہ آپؑ نے مجھ پر احسان کیا ہے لہٰذا میں اس کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں، جناب نوحؑ نے فرمایا: میرے لیے یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ تیری گردن پر میرا حق ہو (یعنی میں نے تجھ پر احسان کیا ہو)؟ اب بتاؤ وہ کون سا حق ہے۔ شیطان نے کہا: آپ نے اپنی قوم کے بارہ میں بددعا کی اور خداوند عالم نے انھیں غرق کر دیا۔ اب کوئی ایسا باقی نہیں بچا جسے میں گمراہ کر سکوں اب مجھے فرصت ہی فرصت اور آرام ہی آرام ہے اب دوسری صدی میں دوسری نسل آئے گی تب میرا کاروبار شروع ہوگا۔

جناب نوحؑ نے فرمایا: تو کس طرح میرے احسان کا بدلہ اتارنا چاہتا ہے؟

۱۔ محجۃ البیضاء، جلد ۵ ص ۶۰۔ ۲۔ غرر الحکم جلد ۴ صفحہ ۲۷۴۔

شیطان نے بقول خود نوحؑ کا جو حق اس کی گردن پر تھا اسے ادا کرنے کے لیے چند جملے کہے:

اے نوحؑ: تم تین مقامات پر مجھ سے غافل نہ ہونا اس لیے کہ ان تین جگہوں پر دوسرے مقامات کی بہ نسبت میں آدمیوں سے زیادہ قریب رہتا ہوں۔

۱۔ جب تم غصّہ کے عالم میں ہو۔

۲۔ جب دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کر رہے ہو۔

۳۔ جب تم کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہو اور وہاں پر کوئی تیسرا نہ ہو۔[1]

۱۳۔ شیطان مُرید: (بُرے صفات)

دوسری روایت میں ہے کہ جب قوم نوحؑ غرق ہوگئی تو شیطان حضرت نوحؑ کے پاس آیا اور کہا: اے نوحؑ! مجھ پر تمہارا بڑا احسان ہے میں اس کا بدلہ چکانے آیا ہوں اور تمہاری بھلائی چاہتا ہوں، اطمینان رکھو نہ میں تم سے جھوٹ بولوں گا اور نہ ہی خیانت کروں گا۔

حضرت نوحؑ کو شیطان کی باتوں پر بڑا غصہ آیا اور وہ اس کی باتیں سننے کو تیار نہ ہوئے لیکن خداوند عالم کی طرف سے نوحؑ پر وحی ہوئی کہ تم اس کی بات سن لو میں اس کی زبان پر صحیح باتیں جاری کروں گا۔ اس وقت جناب نوحؑ نے فرمایا: اچھا بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو۔ شیطان نے کہا: جس آدمی میں کنجوسی، لالچ، حسد یا

[1] خصال باب ثلاثہ ح ۱۴۰، میزان الحکمت جلد ۵ صفحہ ۹۴، بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۲۲

جلد بازی کی صفت ہوتی ہے وہ بہت جلد میرے جال میں پھنس جاتا ہے اور میرے ہاتھوں میں وہ گیند کی طرح قرار پاتا ہے۔ اور اگر کسی شخص میں ایک ساتھ یہ ساری صفتیں جمع ہو جائیں تو ہم اس کا "شیطان مرید" نام رکھتے ہیں لہٰذا جو شخص خیرات اور نیک کاموں سے دور ہو وہ میرا مطیع و فرماں بردار ہے۔

حضرت نوحؑ نے پوچھا: جس بڑے حق کا اپنی گردن پر ہونا بتا رہے تھے وہ کیا ہے۔ تو شیطان نے جواب دیا: آپؑ نے بددعا کر کے ایک گھڑی میں پوری قوم کو جہنم میں پہونچا دیا اور مجھے سکون بخشا اگر آپ نے بددعا نہ کی ہوتی تو ایک مدّت تک مجھے ان کو گمراہ کرنے کی زحمت گوارہ کرنا پڑتی۔[1]

امام زین العابدین علیہ السّلام خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ شرَّ مصائد الشیطان[2]

پروردگار! ہم کو شیطانی جال کے شر سے محفوظ رکھ۔

۱۴۔ شیطان کی نصیحتیں: (غرور، حسد اور لالچ)

جب حضرت نوحؑ طوفان کے بعد کشتی سے نیچے اترے تو ان کے پاس شیطان آیا اور اس نے کہا کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ آپ کا احسان میری گردن پر ہے کیونکہ آپ نے ان بدکاروں کے لیے بددعا کر کے مجھے گمراہ کرنے کی زحمت سے بچا لیا لہٰذا میں اس احسان کا بدلہ چکانے کے لیے آپ کو

[1] بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۵۰، میزان الحکمت جلد ۵ صفحہ ۹۴۔

[2] صحیفۂ سجّادیہ دعا ۵۔

چند باتیں سکھاتا ہوں۔

۱۔ پہلے یہ کہ کبھی غرور نہ کیجیے گا کیونکہ یہی غرور ہے جس کی وجہ سے میں نے آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا۔

۲۔ دوسرے یہ کہ کبھی لالچ میں نہ پڑیئے گا کیونکہ پوری جنت اور اس کی نعمتیں آدمؑ کے لیے حلال اور مباح تھیں صرف ایک درخت کے پھل سے روکا گیا تھا لیکن لالچ اور حرص کا برا ہو کہ اس نے انھیں اس کے کھانے پر آمادہ کر دیا۔

۳۔ تیسرے کبھی حسد کے قریب نہ جایئے گا کیونکہ اسی بُری صفت نے آدمؑ کی اولاد کو اپنے بھائی کا قاتل بنا دیا۔

ان باتوں کے بعد حضرت نوحؑ نے شیطان سے پوچھا یہ بتاؤ دوسرے اوقات کی بہ نسبت کس وقت زیادہ تمھیں آدمیوں پر قدرت اور غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ شیطان نے کہا: غصہ کے وقت۔ [1]

۱۵۔ شیطان کا مقصد: (شیطانی دل)

جب جناب نوحؑ کشتی کی تعمیر کا کام مکمل کر چکے تو ہر جانور کا ایک جوڑا کشتی میں لانے لگے اس کام کے بیچ آپ نے کشتی کے ایک کونہ میں ایک بوڑھے کو بیٹھا ہوا دیکھا اس سے پوچھا تم کون ہو اور یہاں کس لیے آئے ہو؟ اس بوڑھے

[1] اقتباس از مجموعہ خصال جلد ا صفحہ ۵۰ حدیث ۶۱، میزان الحکمت جلد ۵ صفحہ ۹۴، بحار الانوار جلد ۶۰ صفحہ ۲۲۲ و صفحہ ۲۵۱

نے جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اصحاب کے دلوں کو اپنے قبضہ میں کرلوں تاکہ ان کے دل میرے ساتھ اور جسم آپ کے ساتھ رہے۔ حضرت سمجھ گئے کہ یہ شیطان ہے آپ نے اسے بہت پھٹکارا اور کہا اے خدا کے دشمن اس کشتی سے نکل تو لعنتی اور رجیم ہے۔ شیطان نے کہا: ارے ذرا میری بات تو سن لو۔ آپ نے فرمایا کہو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا: چند صفتیں ہیں جن کے ذریعہ میں انسانوں کو ہلاک کرتا ہوں جن میں سے ایک حسد کی صفت ہے آدمؑ سے حسد کے جرم میں مجھے بارگاہ الٰہی سے نکلنا پڑا اور لعنت کا طوق ہمیشہ کے لیے میری گردن میں پڑ گیا، دوسری بری صفت حرص و لالچ ہے جس کی وجہ سے آدم جنّت سے نکالے گئے اور میری مراد بر آئی۔ [1]

۱۶۔ قبر آدمؑ پر سجدہ: (غررو)

ایک دن شیطان حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور ان سے کہا: آپ خدا کے برگزیدہ بندہ اور اس کے باعظمت رسول ہیں اور میں خدا کی ایک مخلوق ہوں جس سے گناہ سرزد ہو گیا ہے اب میں اس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں کیا آپؑ خدا سے میری سفارش کر دیں گے۔ حضرتؑ نے اس کی درخواست مان لی اور خداوند عالم سے سفارش کی۔ خدا نے جناب موسیٰؑ سے فرمایا: اے موسیٰؑ میں اس کی بات اس شرط پر مانوں گا کہ وہ آدمؑ کی قبر پر سجدہ کر لے۔

جناب موسیٰؑ نے خدا کا پیغام شیطان تک پہونچایا۔ شیطان نے غرور کے

[1] محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۸، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۷۔

ساتھ جواب دیا کہ جب آدمؑ زندہ تھے تو میں نے انھیں سجدہ نہ کیا اب جبکہ وہ مر چکے ہیں میں جا کر ان کی قبر پر سجدہ کروں؟ یہ ناممکن ہے۔[1]

امیر المؤمنین علیہ السّلام شیطان کی صفات کے بارہ میں فرماتے ہیں:

فی صفة الشّیطان فافتخر علیٰ آدم بخلقه و تعصب علیه لاصله

ابلیس نے اپنی خلقت کی وجہ سے آدمؑ پر فخر کیا اور اپنی اصل کی بناء پر تعصب کا شکار ہوا۔ (اور کہا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں)[2]

۱۷۔ حضرت عیسیٰؑ اور پتّھر: (تن آسانی)

ایک دن حضرت عیسیٰؑ اپنی تھکن دور کرنے کے لیے لیٹے تو ایک پتّھر اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور آرام کرنے لگے، اتنے میں اس طرف سے شیطان کا گذر ہوا اس نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا: آخر کار آپؑ بھی دنیا کی طرف مائل ہو گئے۔ جناب عیسیٰؑ نے جیسے ہی یہ بات سنی سر کے نیچے سے پتھر نکال اسے کھینچ کر مارا اور کہا: یہ پتھر بھی پوری دنیا کے ساتھ تیرا ر ہے۔ (یعنی اگر یہ پتھر بھی آسایش کا سامان ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔[3] تن آسانی اور راحت طلبی بھی خود پرستی او رخود خواہی، ذخیرہ اندوزی، تشریفات وغیرہ کی طرح برے اثرات رکھتی ہے۔

---

[1] محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۸، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۷، بحار جلد ۶۰ ص ۲۸۰ و ص ۲۸۱

[2] نہج البلاغہ، فیض الاسلام خطبہ/ ۲۳۴ ص ۷۶۶، میزان الحکمت جلد ۷ ص ۲۱۵

[3] محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۲، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۷۰، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۳۲۳

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

مرارة الدّنیا حلاوة الأخرة و حلاوة الدّنیا مرارة الأخرة

دنیا کی تلخی وسختی آخرت کی مٹھاس ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی کا باعث ہے۔[1]

۱۸۔ شیطان اور انسان کی عمر: (چالیس سال)

روایت میں ہے کہ جب انسان چالیس سال کا ہو جائے اور اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ نہ کرے اور اس کی خوبی اور اچھائی اس کی بدی اور شر پر غالب نہ آئے تو شیطان اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور اس کی پیشانی چوم کر کہتا ہے: میں اس چہرہ اور صورت پر فدا جو کبھی فلاح نہ پائے گا۔[2]

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: جس شخص کی عمر چالیس سال ہو جائے اور اس کی نیکی اس کی برائیوں پر غلبہ نہ پائے تو اسے خود کو آتش جہنم کے لیے آمادہ کرنا چاہئیے۔[3]

امام باقر علیہ السّلام نے فرمایا: جب کوئی بندہ چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو

---

[1] نہج البلاغہ حکمت/ ۲۴۳، غرر الحکم، حرف میم وح

[2] محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۱، مشکواۃ الانوار ص ۱۷۰

[3] مشکواۃ الانوار ص ۱۷۱، میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۴۴

اس سے کہا جاتا ہے اپنا خیال رکھنا کیونکہ اب تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ [1]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ہر آدمی چالیس سال تک اپنے گناہوں سے نجات پانے کا راستہ رکھتا ہے جب اس سن کو پہونچتا ہے تو خداوند عالم اس پر مامور فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اب اس کے بعد اس کے چھوٹے بڑے اعمال و کردار سے ہوشیار رہنا اور اسے لکھنا۔ [2]

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

جب انسان کی عمر چالیس سال سے اوپر ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہر شخص سے زیادہ خدا سے ڈرے اور گناہوں سے دور رہ کر خدا کے غضب سے اپنے کو بچائے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

فمن یَّعمَل مثقال ذرَّةٍ خیرا یَّره و مَنْ یَّعمَلُ مثقال ذرَّةٍ شرَّا یَّره (زلزال / ۸-۷)

جو شخص ذرّہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کا اجر دیکھے گا اور جو شخص ذرّہ برابر برائی کرے گا وہ اس کی سزا دیکھے گا۔

۱۹۔ شیطان کا سونا اور جاگنا: (باوضو سونا)

آیت اللہ شہید دستغیب شیرازیؒ اپنی کتاب "استعاذہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] خصال جلد ۲ ص ۵۴۵، میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۴۳

[2] میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۴۴

ایک عالم سے پوچھا گیا آیا روایات میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس سے یہ پتہ چلے کہ شیطان بھی انسان یا جانور کی طرح سوتا ہے یا نہیں؟

وہ عالم یہ سوال سن کر مسکرائے اور بہت اچھا جواب دیا: اگر شیطان سوتا ہوتا تو ہمیں تھوڑا بہت سکون مل جاتا، ہم سو رہے ہیں وہ جاگ رہا ہے اسے نیند کہاں وہ تو ہر وقت ہماری تاک میں رہتا ہے۔ [1]

آیت اللہ شہید دستغیبؒ کتاب کے دوسرے حصہ میں فرماتے ہیں:

سوتے وقت وضوء کر لیا کرو تمہارے وضوء کا نور شیطان کو تم سے دور رکھے گا۔ [2]

سونے سے پہلے وضو و طہارت کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان برے خواب سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۰۔ شیخ مرتضیٰ انصاریؒ اور شیطان: (خمس)

شیخ مرتضیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد کہتا ہے: جس زمانہ میں نجف میں شیخ انصاریؒ سے میں پڑھ رہا تھا اسی زمانہ میں ایک رات خواب میں شیطان کو دیکھا جس کے ہاتھوں میں رنگ برنگی رسّیاں تھیں، میں نے شیطان سے پوچھا یہ کیسی رسّیاں ہیں اس نے جواب دیا میں ان رسّیوں کو لوگوں کے گلے میں ڈال کر کھینچتا ہوں اور اپنے جال میں پھنسا لیتا ہوں، کل میں نے ان ہی مضبوط رسّیوں میں سے ایک سے شیخ انصاریؒ کی گردن پکڑی تھی اور انھیں کمرہ سے نکال

---

[1]، [2] استعاذہ ص ۵۸، ص ۱۷۳، ص ۶۱، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۳۱۰

کر گلی کے بیچ تک لایا تھا لیکن میری محنت غارت ہوگئی شیخ نے اپنے آپ کو چھڑا لیا اور واپس آ گئے۔

خواب سے بیدار ہونے کے بعد میں اس خواب کی تعبیر کے لیے سوچ میں پڑ گیا۔ خیال آیا کیوں نہ خود شیخ انصاریؒ سے ہی اس خواب کی تعبیر پوچھی جائے لہٰذا ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب ان سے بیان کیا۔

آپؒ نے فرمایا: شیطان نے بالکل صحیح بتایا کل اس ملعون سے مجھے دھوکہ دینا چاہا لیکن خداوند عالم کے لطف و کرم سے میں اس کے جال میں پھنسنے سے بچ گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ کل میرے پاس پیسے بالکل نہیں تھے اور گھر میں ایک ضرورت پیش آ گئی تھی میں نے سوچا کہ میرے پاس سہم امام کے کچھ پیسے پڑے ہوئے ہیں ابھی ان کے خرچ کا وقت بھی نہیں ہے میں انھیں بطور قرض لے لیتا ہوں بعد میں ادا کر دوں گا یہ سوچ کر میں نے وہ پیسے لیے اور گھر سے باہر نکلا جیسے ہی چاہا کہ وہ چیز جس کی مجھے ضرورت تھی خریدوں، اچانک دل میں یہ بات آئی کہ کیسے معلوم کہ یہ قرض ادا کر سکوں گا اسی فکر میں تھا کہ نہ خریدنے کا مضبوط ارادہ کر لیا اور گھر لوٹ آیا اور پیسوں کو ان کی جگہ پر واپس رکھ دیا۔[۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

اتق اللہ فی نفسک و نازع الشّیطان قیادک و اصرف الی الاخرۃ وجھک و اجعل للہ جدّک

۱. سیمائی فرزانگان جلد ۳ ص ۴۳۰، منقول از زندگانی و شخصیت شیخ، ص ۸۸ و ص ۸۹

اپنے نفس کے بارہ میں خدا سے ڈرو اور اسی رسّی کو اپنی طرف کھینچ لو جس سے شیطان تمہیں اپنی طرف کھینچ رہا ہے، اپنا رخ آخرت کی طرف اور اپنی تمام کوششوں کو صرف خدا کے لیے قرار دو۔[۱]

احمد بن فہد حلّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الشّیطان فرصۃ الظّفر

شیطان فرصت ظفر (انسان پر غلبہ پانے) کو غنیمت جانے گا۔[۲]

۲۱۔ شیطان اور پہلا سکّہ: (مال کی محبّت)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

جب چاندی اور سونے کا پہلا سکّہ ڈھالا گیا تو شیطان بہت خوش ہوا، اسے اٹھایا آنکھوں سے لگایا، سینہ سے بھینچا اور خوشی کا نعرہ لگایا کہ تم دونوں سکّو! میری آنکھوں کا نور رہو اور دل کا قرار ہو، اب آدمی تم سے محبت کریں گے اور تمہارے عشق میں مبتلا ہوں گے اب مجھے اس بات کی فکر نہیں ہے کہ لوگ بت پوجیں گے یا نہیں، میرے لیے یہی بہت ہے کہ آدمی تم سے محبّت کریں۔[۳]

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

ملعون ملعون من عبد الدّینار و الدّرھم

۱. غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۱۱، ۲. عدۃ الدّاعی ص ۳۳

۳. امالی شیخ صدوق مجلس ۲۶ حدیث ۱۴، میزان الحکمت جلد ۹ ص ۲۷۹، مستدرک جلد ۲ ص ۳۳۶، بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۱۳۷۔

ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو درہم و دینار (سیم وزر) کا بندہ ہو۔[۱]

دوسری روایت میں ہے کہ جب پہلا سکّہ بنایا گیا تو شیطان نے اسے اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا، چوما اور کہا جو شخص تجھے چاہے گا وہ حقیقت میں میرا بندہ ہوگا۔[۲]

۲۲۔ شیطان اور کام: (کام اور مزدور)

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اپنے چند اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے آپ نے دیکھا کہ ایک جوان، مضبوط اور پھرتیلا آدمی صبح سے کام میں لگا ہوا ہے، آپ کے صحابہ نے اس پر اظہار افسوس کیا اور کہا کاش یہ شخص اپنی قوت وطاقت اور جوانی کو راہ خدا میں خرچ کرتا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا ایسی بات نہ کرو وہ کوشش میں لگا ہے تا کہ اپنے کو دوسروں کے سامنے مانگنے کی ذلّت سے بچالے اور ان کا محتاج نہ رہے، اس شخص نے اپنے اس عمل سے راہ خدا میں قدم اٹھایا ہے اگر اس کا مقصد اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرنا ہوتا تو بھی اس کا یہ قدم راہ خدا میں اٹھتا۔ ہاں اگر اس کی کوشش اور محنت مال میں اضافہ کے لیے ہوتی تا کہ اس کے ذریعہ

۱۔ میزان الحکمت جلد ۸، ص ۵۰۹

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۶ صفحہ ۴۳، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۴۹۲، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۱۵۲

دوسروں پر فخر کر سکے تو یہ خیال ناپاک، نیت فاسد اور کوشش شیطانی ہوتی۔[۱]

ایک دوسری روایت میں پیغمبر اسلامؐ سے نقل ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص حلال مال کمانے گھر سے نکلے اور اپنے والدین اور بیوی بچّوں کے لیے محنت کرے تو وہ شخص ایسا ہی ہے جیسے اس نے راہ خدا میں قدم اٹھایا ہو لیکن اگر کوئی صرف ذخیرہ اندوزی کے لیے محنت کرے تو اس نے شیطان کی راہ اختیار کی ہے۔[۲]

امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں:

الکاد علیٰ عیاله من حِلّ کالمجاهد فی سبیل الله

جو شخص اپنے اہل وعیال کے اخراجات کے لیے حلال راستہ سے کوشش کرے اس کی مثال فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کی ہیں۔[۳]

امیر المؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا:

حبّ الدّینار والدّرهم هو سهم الشّیطان۔

درھم و دینار کی محبت شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔[۴]

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

ولاکثر ماله الاّ اشتدّحسابه ولاکثر تبعه الاّ کثرت شیاطینه

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۳ ص ۱۴۰،

۲۔ تفسیر المیزان جلد ۲ ص ۴۰۲

۳۔ مستدرک جلد ۲ ص ۴۲۴

۴۔ بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۱۴۰

جس شخص کے پاس مال زیادہ ہوگا اس کا حساب بھی سخت ہوگا اور جس کے دوست یار زیادہ ہوں گے اس کے گرد بہت سے شیاطین جمع ہوں گے۔ [۱]

۲۳۔ آدمی پر شیطان کے غلبہ کی راہ: (حرام مال)

خثیمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں میں نے شیطان کو کہتے سنا کہ انسان تین چیزوں کے بارہ مین مجھ پر سبقت اور غلبہ نہیں پا سکتا بلکہ میں ان چیزوں کے ذریعہ اس پر قابو پاتا ہوں۔

۱۔ وہ مال جو ناحق اور حرام راستہ سے کمایا جائے۔

۲۔ وہ مال جو حرام اور باطل معاملہ میں خرچ کیا جائے۔

۳۔ وہ مال جو آدمی کو راہ حق سے پھیر دے۔ [۲]

۲۴۔ شیطان کی ماں: (صدقہ)

سید نعمت اللہ جزائریؒ اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں نقل کرتے ہیں ایک سال قحط پڑا اس زمانہ میں ایک واعظ نے منبر سے پڑھا کہ جب کوئی صدقہ دینا چاہتا ہے تو ستر شیطان اس کے ہاتھوں سے چپک جاتے ہیں اور اسے صدقہ نہیں دینے دیتے۔

ایک مومن وعظ کی مجلس میں بیٹھا یہ سن رہا تھا اس نے بڑے تعجب سے اپنے

۱۔ بحار الانوار جلد ۶۹ ص ۶۷، بحار جلد ۲۷ ص ۲۷۳، میزان الحکمت جلد ۹ ص ۲۸۳

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۲، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۷۱

دوستوں سے کہا صدقہ دینے میں اتنی بھی کیا مشکل ہے میں ابھی گھر جاتا ہوں اور گیہوں لا کر فقراء میں بانٹے دیتا ہوں وہ شخص اس ارادہ سے گھر گیا جب اس کی بیوی کو اس کا ارادہ معلوم ہوا تو لگی چیخنے چلانے، یہ قحط کا زمانہ ہے اپنے بیوی بچوں پر رحم نہیں آتا اگر خشک سالی طولانی ہوگئی تو سب لوگ بھوکوں مر جائیں گے وغیرہ وغیرہ بیوی نے اس قدر اسے سنایا کہ وہ بے چارا مومن خالی ہاتھ مسجد پلٹ گیا لوگوں نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ دیکھا تم نے ستر (۷۰) شیطان تمہارے ہاتھوں سے لپٹ گئے اور تمہیں صدقہ نہیں دینے دیا اس مومن نے جواب دیا میں نے شیطان تو نہیں دیکھے البتہ شیطان کی ماں نے مجھے یہ کار خیر نہیں کرنے دیا۔ [۱]

امیر المؤمنین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

> ایک دن میں نے ایک دینار صدقہ دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ تمہیں پتہ ہے کہ صدقہ مومن کے ہاتھوں سے نہیں نکلتا مگر یہ کہ ستر (۷۰) شیطان مختلف طریقوں سے اسے وسوسہ کر کے اس کار خیر سے روک دیتے ہیں۔ اور یہ جان لو کہ صدقہ فقیر کے ہاتھوں میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہونچتا ہے۔ [۲]

۱۔ انوار نعمانیہ جلد ۳ ص ۹۶، مفاتیح الغیب، ملا صدرا مترجم ص ۴۳۱

۲۔ وسائل الشیعہ جلد ۶ ص ۲۵۷، تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۱۱۳

۲۵۔ شیطان اوراس کی رنگ برنگی ٹوپی: (نامحرم سے خلوت، عہدو پیمان اورصدقہ)

ایک دن ابلیس رنگ برنگی ٹوپی پہنے ہوئے موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا، نزدیک پہونچ کراس نے رسم ادب کے طور پرٹوپی اتاری اور سلام کیا۔ حضرتؑ نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں ابلیس ہوں، حضرت موسیٰؑ نے سوال کیا: کیوں آیا ہے؟ شیطان نے جواب دیا: چونکہ پیش خدا کا آپ درجہ بلند ہے لہٰذا آپؑ کوسلام کرنے حاضر ہوگیا ہوں۔ موسیٰؑ نے فرمایا: خدا تجھے مجھ سے دور کرے تا کہ کبھی ایک ساتھ نہ رہیں یہ بتا یہ ٹوپی کیسی ہے؟ اس نے کہا اس ٹوپی کے رنگوں سے (جن میں سے ہر رنگ دنیوی شہوات اور آرائش کی ایک علامت کے طور پر ہے) لوگوں کے دلوں میں وسوسہ کرکے انھیں بہکاتا ہوں۔ حضرتؑ نے پوچھا اچھا یہ بتا وہ کون سا گناہ ہے جس کے کرنے کی وجہ سے تو آدمیوں پر آسانی سے قابو پالیتا ہے اور اسے خدا کی ہدایت سے نکال کر گمراہی وضلالت کی وادیوں میں بھٹکاتا اور اپنی مراد پاتا ہے؟

شیطان نے کہا: جب انسان عُجب وخود پسندی کی صفت کی وجہ سے خود اپنے آپ سے راضی ہوجاتا ہے اپنے عمل کو بڑا اور زیادہ سمجھتا ہے اور گناہوں کو چھوٹا سمجھتا ہے۔ اس کے بعد کہا: اے موسیٰؑ میں تمہیں تین صفتوں کی تاکید کرتا ہوں۔

۱۔ اوّل یہ کہ کبھی تم کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہنا کیونکہ زن ومرد ایک جگہ تنہا ہوتے ہیں تو میں ان کا ضرور ہمدم ہوتا ہوں تا کہ انھیں گناہ

میں آلودہ کردوں۔

۲۔ دوسرے یہ کہ کبھی خدا سے کسی بات کا عہد نہ کرنا اور اگر عہد کرنا تو فوراً اسے بجالانا کیونکہ میری پوری کوشش یہ ہوتی ہے اس کے اور وفائے عہد کے بیچ فاصلہ بڑھادوں۔

۳۔ تیسرے یہ کہ جب صدقہ دینے کا ارادہ کرو تو اسے فوراً دیدو کیونکہ جب بندہ صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو میں اس کا ہم دم ہوتا ہوں تا کہ اس کے اور صدقہ کے درمیان جدائی ڈال دوں اور اسے اس کام سے روک دوں، یہ جملے کہنے کے بعد شیطان روتا دھوتا ہوا چلا گیا اور وہ کہہ رہا تھا: میرے سر پر خاک جو یہ بات میں نے موسیٰؑ سے بتائی ہے موسیٰؑ اسے آدم کی اولاد سے بتادیں گے۔[1]

۲۶۔ شیطان اور امانت داری: (امانت میں خیانت)

شیطان کے فریب دینے والے جالوں میں سے ایک جال جو انسان کے گمراہ کرنے کا سبب ہوسکتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ کمانا ہے شیطان اس طریقہ سے وسوسہ کرکے امانت میں خیانت اور لوگوں کے مال کو غصب کرنے یا اس میں تصرّف کرنے پر تیار کرتا ہے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں جس شخص پر لوگوں کو اطمینان اور اعتماد ہو اور اسے کوئی امانت سپرد کی جائے اگر اس امانت کو اس کے مالک تک

[1] امالی شیخ مفید مجلس ۱۹ ح ۷، مجموعہ ورام جلد ا ص ۱۰۳

پہونچادے تو گویا اس نے اپنے گلے سے آگ کی ہزار گرہیں کھولی ہیں۔

لہٰذا امانت داری کے معاملہ میں ہوشیار رہو اور اسے مالک کے حوالہ کرنے میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ جو شخص کسی چیز کو اپنے پاس بطور امانت رکھتا ہے ابلیس اس کے اوپر اپنے حوالی موالی سو (۱۰۰) شیطانوں کو مسلط کر دیتا ہے تاکہ وہ اسے امانت کو ادا کرنے سے روکیں اور وسوسہ کر کے اسے گمراہ کریں اور اس کی بدبختی کا سامان فراہم کریں۔

۲۷۔ ابلیس اور فرعون: (خود پرستی)

جناب موسیٰ کے زمانہ کا سرکش فرعون اس قدر مغرور ہو گیا تھا کہ ان کی دعوت کے مقابلہ میں صاف صاف کہتا تھا:

لئن اتّخذتَ الٰها غیری لا جعلنّك من المسجونین

اگر میرے علاوہ تم نے کسی اور کو اپنا معبود بنایا تو میں تمہیں قید میں ڈال دوں گا۔

(شعرا/۲۹)

دوسرے مقام پر فرعون کی زبانی نقل ہوتا ہے وہ اپنے درباریوں سے کہتا ہے:

و قال فرعون یا ایّها الملأ ما علمت لکم من الٰه غیری

فرعون نے کہا میرے زعماء مملکت! میں اپنے علاوہ تمہارے لیے کسی

رب کا علم نہیں رکھتا۔

(قصص/۳۸)

اس کے بعد اس نے اپنے پیر اور پھیلائے اور اس کا غرور آسمان پر پہونچ گیا اور اس نے کہا:

انا ربّکم الاعلیٰ

میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔

(نازعات/۲۴)

ایک دن فرعون حمام میں تھا کہ شیطان، انسان کی صورت میں ظاہر ہوا فرعون کو بلا اجازت آنے والے پر بڑا غصہ آیا، ابلیس نے اس سے پوچھا پتہ ہے میں کون ہوں؟ فرعون نے پوچھا کون ہو بتاؤ۔ ابلیس نے کہا: تم مجھے نہیں پہچانتے جبکہ تم نے مجھے پیدا کیا ہے؟ شیطان کی یہی بات اس کے دل میں بیٹھ گئی اور جس طریقہ سے مشک میں ہوا بھر دی جائے اس نے اسے مغرور بنا دیا کہ وہ کھلم کھلا یہ اعلان کرے۔

انا ربّکم الاعلیٰ

میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں۔

آخرکار خداوند عالم نے اسے اپنی بدترین سزا میں گرفتار کر کے دریا میں غرق کر دیا اور اس کے بعد دوزخ کے عذاب اور برے انجام سے دوچار ہو کر دوسروں کی عبرت کا سامان ہوا۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

فاخذه الله نكال الأخرة والاولىٰ۔ انّ فى ذالك لعبرة لمن يّخشىٰ۔

(نازعات/۲۵-۲۶)

خداوند عالم نے فرعون کی سرکشی اور غرور کی وجہ سے اسے دنیا و آخرت کے عذاب میں مبتلا کردیا تا کہ اس کی ہلاکت سے معرفت والے عبرت حاصل کریں۔ (اور سرکشوں کو ان کے غرور کا انجام معلوم ہوجائے)۔ ۱؎

۲۸۔ ابلیس اور فرعون: (حماقت)

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن فرعون انگوروں کا ایک خوشہ ہاتھ میں اٹھائے کھانے میں مشغول تھا، اتنے میں ابلیس ظاہر ہوا اور اس نے کہا: کیا کوئی اس انگور کے خوشہ کو مروارید (جواہرات کی ایک قسم) کا بنا سکتا ہے؟ فرعون نے جواب دیا: نہیں— ابلیس نے جادو اور سحر کے ذریعہ اس خوشۂ انگور کو مروارید بنادیا فرعون کو بڑا تعجب ہوا اس نے کہا واقعاً تم تو استاد نکلے! یہ سنتے ہی ابلیس نے اسے ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا: اس استادی کے باوجود میری بندگی قبول نہیں ہوئی تو اس حماقت کے ساتھ خدائی کا دعویٰ کس طرح کرتا ہے۔ ۲؎

۱؎ داستان دوستان جلد ۲ ص ۷۱، منقول از تفسیر قرطبی (سورۂ نازعات کے ذیل میں)

۲؎ جوامع الحکایات عوفی، قسم اوّل صفحہ ۲۱

۲۹۔ ابلیس اور فرعون: (غفلت، گمراہی، بے خبری)

ایک رات ابلیس ملعون کسی کام سے فرعون کے پاس آیا اور اس نے دروازہ کھٹ کھٹایا۔ فرعون نے اندر سے ہی چیخ کر پوچھا کون ہے؟ اور کیا چاہتا ہے شیطان نے ریاح خارج کی اور کہا یہ تیری داڑھی کے حوالہ جو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ میں کون اور کیا چاہتا ہوں۔ ۱؎

ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اپنے مغرورانہ خیالات سے صراط مستقیم سے منحرف گمراہی کے سراب میں حیران وسرگرداں ہوکر ابدی ہلاکت میں گرفتار ہیں خدایا ہم اس غرور، غفلت، بے خبری گمراہی اور ہلاکت سے تجھ سے پناہ مانگتے۔

۳۰۔ ابلیس اور عبادت: (سجدہ)

جو اہم مسائل شیطان کو فریاد وفغاں پر مجبور کرتے ہیں ان میں سے ایک چیز سجدہ کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: اپنی یومیہ نمازوں میں رکوع وسجود کو طول دو، کیونکہ ایسی حالت میں شیطان اسکے پیچھے سے چلاّتا ہے اور کہتا ہے: لعنت ہے مجھ پر! یہ شخص اطاعت کرتا ہے اور میں نے نافرمانی کی یہ سجدہ کرتا ہے اور میں نے سرکشی کی (جب مجھے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور میں نے نہیں کیا۔ ۲؎

۱؎ مثنوی طاقدیس، حاج ملاّ احمد نراقی صفحہ ۱۱۹

۲؎ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۲۱

ایک دوسری روایت کے مطابق جب انسان واجب سجدہ والی قرآن کی آیت پڑھتا ہے اور فوراً سجدہ کرتا ہے۔[۱] تو شیطان ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے اوپر لعنت بھیج کر زار و قطار روتا ہے۔[۲]

۳۱۔ ابلیس اور حسد: (نماز)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو ابلیس ملعون اسے حسد کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا کی رحمت نے اس نمازی کو سر سے پیر تک اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔[۳]

ایک روایت پیغمبر اسلامؐ سے اس مضمون کی نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جب تک مسلمان خاص کر مومن اپنی پنج گانہ نمازوں کی حفاظت کرتا ہے اور اسے وقت پر ادا کرتا ہے وہ ایک طرف نماز کی حقیقی روح اور اس کے باطن سے آشنا ہوتا اور آداب و احکام نماز کو صحیح طریقہ سے بجالاتا ہے تو شیطان ملعون اس کی طرف سے ڈرا اور خائف رہتا ہے اور اس سے بھاگتا ہے لیکن اگر مومن روح نماز سے آشنا نہ ہو، اس کے آداب و احکام کی رعایت نہ کرے اور ان امور کو ضایع کرے تو شیطان اس کے مقابلہ میں جری ہو جاتا ہے اور اسے گناہ کی وادی میں دھکیل دیتا ہے یعنی اسے ایسے امور انجام دینے پر تیار کرتا ہے جو بڑے

۱۔ جن آیتوں کی تلاوت پر سجدہ واجب ہوتا ہے وہ حسب ذیل ہیں (سجدہ/۱۵) (فصلت/۳۷) (نجم/۶۲) (علق/۱۹)

۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۲۱

۳۔ خصال جلد ۲ ص ۶۳۲

گناہوں کا سبب بنتے ہیں۔[۱]

لہٰذا قرآنی آیت کے مطابق حقیقی نماز وہ ہے جو "انّ الصلواۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر"[۲] نماز انسان کو گناہوں سے روک دیتی ہے یعنی وہ نماز جس کے ظاہری اور باطنی آداب مکمّل طریقہ سے انجام پائیں۔

لہٰذا موحّد، مؤمن اور مسلمان کو جان لینا چاہیئے کہ اگر وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی نماز کے ظاہری اور باطنی آداب کی رعایت نہیں کرتا اور نماز کی روح سے وہ مکمل طریقہ سے بے خبر ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الصّلواۃ حصن من سطوات الشّیطان

نماز شیطانی حملوں کے مقابل ایک محکم اور مضبوط قلعہ ہے۔[۳]

حضرتؑ دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں:

الصّلواۃ حصن الرّحمٰن و مدحرۃ الشّیطان

نماز خدائے رحمان کی پناہ گاہ اور قلعہ اور شیطان لعین کو دور کرنے والی ہے۔[۴]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ملک الموت نماز پنج گانہ کے وقت لوگوں کو دیکھتے ہیں جو اوّل وقت

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۳ ص ۱۸

۲۔ عنکبوت/۴۵

۳۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۶۶

۴۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۶۷

نماز پڑھتا اور اس کے آداب و شرائط کی رعایت کرتا ہے مرتے وقت اسے کلمۂ شہادتین کی تلقین کرتے اور شیطان کو اس سے دور کرتے ہیں۔[1]

۳۲۔ شیطان تاک میں ہے: (ہوشیاری)

ایک دن حضرت موسیٰ خدا سے مناجات میں مشغول تھے اتنے میں شیطان ظاہر ہوا اور آپؑ کے قریب آیا، ایک فرشتہ نے اسے دیکھا تو پوچھا جبکہ وہ اپنے خدا سے راز و نیاز کر رہے ہیں تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے جواب دیا میں ان سے بھی وہی چاہتا ہوں جو ان کے باپ آدمؑ سے جنّت میں چاہا تھا اور اس تک پہونچا تھا جس طرح آدمؑ نے حکم خدا کو اہمیت نہیں دی اور بہشت سے نکالے گئے ان کی اولاد بھی نافرمانی اور گناہ کر کے عذاب خداوندی میں گرفتار ہوگی۔[2]

لہٰذا اے انسان آگاہ اور ہوشیار رہ! کیونکہ شیطان تجھ سے ایک منٹ کے لیے بھی غافل نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

اشعر قلبك التّقویٰ و خالف الهویٰ تغلب الشّیطان۔

۱۔ وسائل جلد ۲ ص ۶۶۳
۲۔ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۶، امالی شیخ صدوق مجلس ۹۵، کلمۃ اللہ ص ۹۷ حدیث ۱۰۵۔

"تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنے دل کا شعار بناؤ اور نفسانی خواہشات کی مخالفت کرو تاکہ شیطان پر غلبہ پاسکو۔[1]

۳۳۔ ابلیس تفرقہ ڈالنے والا ہے: (صلح و آشتی)

جب دو مسلمانوں یا مؤمنوں کے درمیان ناچاقی اور جدائی ہوتی ہے تو شیطان بہت زیادہ خوش ہوتا ہے لیکن وہ لوگ جیسے ہی آپس میں میل کر لیتے ہیں شیطان کا جسم لرزنے اور کانپنے لگتا ہے اس کے گھٹنے بھی لرزنے لگتے ہیں وہ نعرہ لگاتا ہے وائے ہو مجھ پر کہ اس صلح کی وجہ سے میں ہلاک ہوگیا۔[2]

۳۴۔ ابلیس فتنہ جُو ہے: (جدائی)

جب ابلیس دو مؤمنوں کے درمیان دشمنی پیدا کرتا ہے تو ان میں سے وہ کسی کو راہ راست سے منحرف کیے بغیر نہیں چھوڑتا اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتا ہے تو بہت خوش ہوتا ہے اور اطمینان سے زمین پر چت لیٹ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے میرا مقصد پورا ہوگیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"خدا اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو میرے دو دوستوں کے درمیان الفت و محبت پیدا کرے پس اے ایمان والو! آپس میں

۱۔ غرر الحکم، جلد ۲ صفحہ ۱۹۵
۲۔ اصول کافی، جلد ۴ ص ۴۵

الفت ومحبت اور انس پیدا کرو۔ ۱؎

۳۵۔شیطان کی صورت: (احسان اور نیکی)

اسحاق بن عمار کہتے ہیں امام صادق علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا: اے اسحاق میرے دوستوں کے ساتھ جتنی بھلائی کر سکتے ہو کرو کیونکہ جب کوئی مومن دوسرے مومن پر احسان اور نیکی کرتا ہے تو گویا ابلیس کے چہرہ کو نوچتا اور اس کے دل کو زخمی کرتا ہے۔ ۲؎

امام صادقؑ نے عبداللہ بن جندب سے اپنی نصیحتوں میں فرمایا: آدمی کو پھنسانے کے لیے شیطان کے پاس جال اور رسّیاں ہیں لہٰذا تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ۔

جندب نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ وہ شیطان کے جال کیا ہیں؟ فرمایا:

”ایک تو یہی کہ وہ مؤمن بھائی پر احسان اور نیکی کرنے سے روکتا ہے اور اس کی رسّیاں نیند وغیرہ ہیں یعنی آدمی سو جائے تا کہ واجب نماز وغیرہ ادا نہ کر سکے۔ ۳؎

۱؎ اصول کافی جلد ۴ ص ۴۵

۲؎ اصول کافی جلد ۳، ص ۲۹۵

۳؎ تحف العقول، بحار الانوار جلد ۷۵ صفحہ ۲۸۰

۳۶۔شیطان کا درد: (ملاقات)

ابو المغرا کہتے ہیں کہ میں نے امام کاظم علیہ السّلام کو فرماتے سنا ہے کہ: شیطان سے مقابلہ کے لیے ہتھیار نکالو اور شیطان کو زیادہ زخم پہونچانے والا ہتھیار مومنین کا آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرنا ہے۔

واقعاً جب دو مومن ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور خدا کے بارہ میں اور ہم اہل بیتؑ کی فضیلت کی باتیں کرتے ہیں تو درد کی شدت سے شیطان کے چہرہ کا گوشت گرتا ہے۔ ۱؎

۳۷۔شیطان کے دوست: (عیب جوئی)

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ امام صادقؑ نے مجھ سے فرمایا: جو شخص کسی مومن کی برائی اور اس کے نقصان کی بات کرے اور اس سے اس کا مقصد اس مومن کی عیب جوئی اور بے آبروئی ہوتا کہ اس راستہ اسے لوگوں کی نگاہوں سے گرا دے اور سماج میں اسے ذلیل و خوار کردے خداوند عالم ایسے شخص کو اپنی دوستی سے شیطان کی دوستی کی طرف ہنکا کر مبتلا کر دیتا ہے لیکن شیطان بھی اس کی دوستی قبول نہیں کرتا اور ایسے آدمی سے بیزاری اور نفرت اختیار کرتا ہے۔ ۲؎

۱؎ اصول کافی جلد ۳، ص ۲۷۰

۲؎ اصول کافی جلد ۴، ص ۶۲

۳۸۔شیطان کی آمد: (گالیاں)

ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے ابوبکر کو گالیاں دینا شروع کیں پیغمبر اسلامؐ چپ چاپ یہ منظر دیکھتے رہے جب وہ چپ ہوا تو ابوبکر نے جواب میں گالیاں شروع کر دیں تو پیغمبرؐ اس جگہ سے اٹھ گئے اور فرمایا: اے ابوبکر جب اس شخص نے تمہیں گالیاں دینا شروع کی تھیں تو خدا نے ایک فرشتہ تمہارے دفاع کے لیے بھیجا تھا لیکن جب تم نے وہی حرکت شروع کر دی تو جو فرشتہ آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اس کی جگہ شیطان آ گیا اور میں اس بزم میں بیٹھ ہی نہیں سکتا جس میں شیطان ہو۔ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

'المستبّان شیطانان یتھاتران'

"دو آدمی جو ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے اور گالیاں دیتے ہیں دو شیطان ہیں جو ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہیں۔[۱]

امام صادقؑ نے فرمایا:

"جو شخص اس بات کی پروا نہ کرے کہ وہ دوسروں کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے یا دوسرے اس کے بارہ میں کیا کہہ رہے ہیں تو شیطان ان کی طبیعت میں دخیل اور شریک ہے۔[۲]

---

[۱] جامع السّعادات جلد ۱ ص ۳۳۴، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۳۱۵، در سہائی از تاریخ ص ۸۱، الغدیر جلد ۱۵ ص ۴۹، احیاء العلوم جلد ۳۰ ص ۷۰۳۔

[۲] بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۷

۳۹۔فرشتوں کی دوری: (لڑائی جھگڑا)

امام صادق علیہ علیہ السّلام فرماتے ہیں: جب دو آدمی کسی معاملہ میں ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور جو شخص نازیبا کلمات زبان سے ادا کرتا ہے یا گالم گلوچ کرتا ہے اس کے جواب میں کہتے ہیں:

اے بیوقوف اور بے عقل! جو کچھ تو بک رہا ہے تو خود اس کا زیادہ حق دار ہے اور بہت جلد تجھے تیری ناسزا گوئی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اس کے بعد دوسرا شخص جس نے صبر اور بردباری سے کام لیا تھا اس سے کہتے ہیں تمہیں اس تحمل اور برداشت اور صبر و شکیبائی کے لیے بخشش و مغفرت سے نوازا جائے گا بشرطیہ کے آخر تک اپنی بردباری کو باقی رکھو۔

لیکن اگر دوسرے شخص نے بھی تحمل کا دامن چھوڑ دیا اور گالی کا جواب گالی سے دیا تو وہ دونوں فرشتے ان دونوں کو چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔[۱]

ایک جملہ میں امام صادقؑ فرماتے ہیں:

"المراء داء دوی ولیس فی الانسان خصلۃ شرّمنہ وھو خلق ابلیس و نسبتہ"

لڑائی جھگڑا وہ بری اور پست بیماری ہے جس سے زیادہ بری کوئی دوسری

---

[۱] وسائل الشیعہ جلد ۱۱ ص ۲۱۱

صفت انسان کے اندر نہیں پائی جاتی کیونکہ لڑائی جھگڑا ابلیس اور اس سے تعلق رکھنے والوں کی صفت ہے۔ ۱؎

۴۰۔ واقعی بہادر: (نفس پر قابو)

ایک دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ سے گذرے تو آپؐ نے دیکھا کہ مجمع میں ایک طاقت ور شخص زور آزمائی کر رہا ہے اور وہ پتھر جسے لوگ پہلوانوں کا پتھر کہتے ہیں اسے زمین سے اٹھانے میں لگا ہے اور تماشا دیکھنے والا مجمع اس آدمی کی زور آزمائی کو دیکھ کر اس کا حوصلہ بڑھا رہا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے دریافت کیا کہ یہ مجمع کیسا ہے کچھ لوگوں نے اس پہلوان کے وزن برداری کے بارہ میں بتایا۔ حضرتؐ نے مجمع میں پوچھا کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا پہلوان کون ہے؟

سب سے بڑا بہادر وہ شخص ہے جسے اگر کوئی گالیاں دے تو وہ برداشت کرے اور اپنے سرکش اور انتقام جو نفس پر قابو پالے اور اپنے نفس کے شیطان اور گالی دینے والے ابلیس پر فتح پا جائے۔ ۲؎

۴۱۔ ذوالکفلؑ پیغمبر اور شیطان: (غصہ)

ذوالکفل، خدا کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر اور الیسع علیہ السلام کے صحابی

۱؎ منیۃ المرید شہید ثانی، ص ۱۱۸

۲؎ مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۱۰

تھے۔ جب الیسعؑ کا آخری وقت آیا تو انھوں نے اپنا جانشین بنانا چاہا، اصحاب کو جمع کر کے فرمایا: تم میں سے جو شخص مجھ سے تین باتوں کا عہد کرے میں اسے اپنا وصی اور جانشین بناؤں گا۔ (۱) ہمیشہ دن میں روزہ رکھے، (۲) ہمیشہ راتوں کو بیدار رہے۔ (۳) اور کبھی غصہ نہ کرے۔ ذوالکفل نے کہا میں ان باتوں پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہوں، مذکورہ عہد و پیمان کو قبول کرنے کے بعد ذوالکفلؑ کو جانشینی مل گئی اور جیسے ہی جناب الیسعؑ کا انتقال ہوا آپ منصب نبوت پر فائز ہو گئے، شیطان کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو اس نے جناب ذوالکفلؑ کو غصہ دلا کر عہد و پیمان کی خلاف ورزی کرنے پر اکسانا چاہا۔ اس نے نعرہ لگا کر کے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور کہا تم میں سے کون ذوالکفل کو غصہ دلا سکتا ہے۔ ایک شیطان جس کا نام ابیض تھا اس نے کہا یہ کام میں کر سکتا ہوں۔ شیطان نے اس سے کہا جاؤ شاید تمہیں کامیابی مل جائے۔

ذوالکفل عہد کے مطابق راتوں کو شب بیداری کرتے تھے اور خدا سے مناجات میں گذار دیتے تھے اور دن میں ظہر سے پہلے تک اپنے ذاتی امور انجام دیتے تھے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا بہت سو لیتے تھے اور عصر کے وقت سے لوگوں کے مسائل حل کرتے تھے ابیض نامی شیطان ذوالکفل کو غصہ دلانے کی تاک میں لگا تھا۔ آپ سو رہے تھے کہ وہ شیطان داد و فریاد کرتا ہوا آپ کے پاس آیا کہ مجھ پر ظلم ہوا ہے ایک شخص نے میرا حق مار لیا ہے، چل کر ہم کو اس سے ہمارا حق دلا دیجئے۔ ذوالکفل جاگ گئے بڑی نرمی سے اس سے فرمایا: جاؤ اسے میرے پاس بلا لاؤ، ابیض نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا

ذوالکفل نے اپنی مخصوص انگوٹھی اس کے حوالہ کی کہ اسے دکھا کر اس شخص کو جس نے تم پر ظلم کیا ہے بلا لاؤ، ابیض نے انگوٹھی لی اور چلا گیا دوسرے دن جیسے ہی ذوالکفل سوئے پھر آ گیا اور پہلے دن کی طرح دادوفریاد شروع کی اور کہا جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے اس نے تمہاری انگوٹھی کی طرف دیکھا بھی نہیں اور میرے ساتھ نہیں آیا۔ آپ کے ایک غلام نے ابیض کو ڈانٹا کہ انصاف طلب کرنے کا یہ کون سا وقت ہے تم انھیں آرام نہیں کرنے دیتے یہ نہ کل دن میں سوئے ہیں اور نہ رات میں ہی سوئے ہیں۔

ابیض نے کہا میں انھیں بالکل سونے دوں گا کیونکہ مجھ پر ظلم ہوا ہے اور انھیں ظالم سے میرا حق دلوانا ہوگا ذوالکفلؑ بہت نرمی اور آہستگی سے اٹھے اور ایک خط لکھا اور اس پر اپنی مہر لگائی تا کہ اسے دکھا کر ابیض اس شخص کو فیصلہ کے لیے لائے جس نے اس پر ظلم کیا تھا، ابیض چلا گیا اس دن بھی آپ کی نیند خراب ہوئی اور پھر رات بھر خدا سے دعا و مناجات میں گذری۔

تیسرے دن بھی اتنی بے خوابی اور تھکاوٹ کے باوجود جیسے ہی ذوالکفلؑ سوئے ویسے ہی چیخ پکار کرتا ہوا وہ شیطان پھر آ گیا اور ذوالکفلؑ کو جگا کر کہنے لگا کہ وہ ظالم شخص نہ تو آپ کی انگوٹھی سے متاثر ہوا اور نہ ہی آپ کے مہر خط نے کوئی اثر کیا وہ کسی طور آنے کے لیے رضامند نہیں ہے۔

جیسے بھی ہو آپ مجھے میرا حق دلوایئے تھکے ماندے ذوالکفلؑ اٹھے اور ابیض کا ہاتھ پکڑا اور انصاف کرنے کے لیے ظالم کے پاس جانے کے لیے چل پڑے، اس وقت بہت تیز گرمی اور تپش تھی کہ زمین پر چنا گرتے ہی بھن جائے، اس

حال میں بھی شیطان نے دیکھا کہ ذوالکفلؑ کی پیشانی پر بل نہیں ہے اس نے سمجھ لیا کہ کسی بھی طرح انھیں غصہ نہیں دلایا جا سکتا اسے یقین ہو گیا کہ وہ اپنے مشن میں ناکام ہو گیا لہٰذا اس نے اچانک ذوالکفلؑ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور چیخ مار کر بھاگ کھڑا ہوا۔[۱]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

'ظفر بالشّیطان من غلَب غضبه'

"جو شخص اپنے غصہ پر قابو پالے وہ شیطان پر فتح پا گیا۔[۲]

ایک دوسرے جملہ میں آپؑ نے ارشاد فرمایا:

'احذر الغضب فانّه جند عظیم من جنود ابلیس'

"غصہ گرمی سے دور رہو کیونکہ یہ بُری صفت شیطان کے لشکروں میں سے ایک عظیم لشکر ہے۔[۳]

۴۲۔ شیطان کی دخل اندازی: (غصّہ)

ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کی بزم میں غصہ اور گرمی کی باتیں چل رہی تھیں تو حضرتؑ نے اپنی مختصر سی گفتگو میں فرمایا:

---

[۱] بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۱۹۵ و ص ۱۹۶، قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۲ ص ۱۹۶، استعاذہ شہید دستغیب ص ۱۱۹

[۲] غررالحکم جلد ۲ ص ۴۷۴

[۳] نہج البلاغہ فیض/ نامہ ۶۹ ، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۶ و جلد ۷ ص ۲۳۲

''غصہ وہ شیطانی شعلہ ہے جو آدمی کے دل میں بھڑکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب کسی کو غصہ آتا ہے تو اس کی آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اور شیطان اس کے وجود میں داخل ہوجاتا ہے۔[1]

لہٰذا ہر گھڑی ممکن ہے غصہ و گرمی انسان کو دوزخ کی طرف کھینچے، غصہ والے شخص کا کبھی بھی غصہ گناہ کیے بغیر جاتا ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر تم میں سے کسی کو سخت غصہ ہو تو اگر وہ کھڑا ہے تو فوراً بیٹھ جائے تاکہ شیطان کی ناپاکی اور وسوسہ اس سے دور ہوجائے، غصہ پی لے اور بیٹھا ہو تو فوراً کھڑا ہوجائے تاکہ غصہ کی گرمی نکل جائے اور شیطان کا غلبہ ختم ہوجائے۔[2]

۴۳۔ شیطان کے حامی و مددگار: (غیظ)

ایک دن شیطان ایک راہب کے پاس آیا، راہب نے اس سے پوچھا آدمی کی کون سی صفت تمہارے کام میں تمہاری مدد کرتی ہے۔ شیطان نے کہا: تیزی اور تندی (غیظ و غضب) راہب نے پوچھا وہ کیسے؟ شیطان نے کہا: جب آدمی غضب ناک اور خشم گین ہوتا ہے تو غصہ میں بھر جاتا ہے ایسی حالت میں اسے مزید غصہ دلا کر اپنی گرد ایسے نچاتا ہوں جیسے بچوں کے ہاتھ میں گیند ناچتی ہے۔ دوسری روایت میں شیطان کہتا ہے: آدمی مجھ پر کیونکر قابو پاسکتا ہے جبکہ وہ یہ

[1] اصول کافی جلد ۳ ص ۴۱۵

[2] اصول کافی جلد ۳، ص ۴۱۲ و ص ۴۱۵، امالی شیخ صدوق مجلس ۵۴ حدیث ۲۵

پسند کرتا ہے کہ میں اس کے دل میں گھر کرلوں یہی وجہ ہے کہ جب وہ غضبناک ہوتا ہے تو میں فوراً اس کے ذہن پر قبضہ کرلیتا ہوں اس گھڑی، غصہ، غضب غرور اور بیجا تعصب کی ہوا اس کے دماغ میں بھر دیتا ہوں تاکہ غیظ و غضب کی شدّت کی وجہ سے گناہ و معصیت کا مرتکب ہو اور جو میں چاہوں اسے وہ انجام دے۔[1]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

'ایّاك و الغضب فانّه طیرة من الشّیطان'

''غیظ و غضب سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے جنونی صفت ہے۔[2]

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

'الغضب جمرة من الشّیطان'

''غصہ شیطان کی آگ کا شعلہ ہے۔''[3]

۴۴۔ شیطان کا تعجّب: (دوستی و دشمنی)

شیطان کہتا ہے کہ مجھے آدمی پر حیرت ہوتی ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کی نافرمانی کرتا ہے دوسری طرف اعلان کرتا ہے کہ میں

[1] محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۹، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۸

[2] نہج البلاغہ فیض الاسلام مکتوب/ ۶/ ۷، میزان الحکمت جلد ۷ ص ۲۳۲

[3] ماہنامہ پاسدار اسلام شمارہ ۱۶۳

شیطان کو دشمن سمجھتا ہوں لیکن میری اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔ [1]

کہا جاتا ہے:

'ایاك ان تكون عدوالابلیس فی العلانیة صدیقاله فی السّر'

"کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بظاہر شیطان سے دشمنی کا اظہار کرو اور باطن میں اس کے دوست رہو۔ [2]

۴۵۔ شیطان اور دلّال: (جھوٹی قسم)

شیطان سے پوچھا گیا کس قسم کے آدمی تمہیں پسند ہیں،

اس نے جواب دیا: دلال!

پوچھا گیا وہ کیوں؟ شیطان نے جواب دیا: میں ان کے جھوٹ بولنے کے گناہ پر راضی تھا لیکن انھوں نے جھوٹ کے ساتھ جھوٹی قسم کا بھی اضافہ کر دیا۔ [2]

(یہ خود ایک طرح کی بغیر پیسہ کوڑی کی دلالی ہے جس کا فائدہ مجھے پہونچتا ہے اور وہ خود بڑے گناہ میں گرفتار ہوتا ہے۔)

۴۶۔ شیطان اور گناہگار: (خواب و بیداری)

بیان ہوا ہے کہ شیطان کے لیے گنہ گار کے سونے سے زیادہ تکلیف دہ اور

ا مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۳۰
۲ ماہنامہ پاسدار اسلام شمارہ ۱۶۳

نا گوار کوئی چیز نہیں ہوتی جب آدمی سو رہا ہوتا ہے تو شیطان بے چین رہتا ہے اور کہتا ہے یہ گنہ گار کب اٹھے گا اور دوبارہ گناہوں میں ملوث ہوگا۔

لہٰذا کہا جاتا ہے کہ اگرچہ شیطان ہوشیاری اور بیداری کا دشمن ہے اور وہ صالحین اور پرہیزگاروں کا سونا پسند کرتا ہے لیکن شریر اور گنہ گاروں کا سونا اسے تکلیف دیتا ہے کیونکہ سونے میں وہ بُرے کاموں کی انجام دہی سے باز رہتا ہے۔ [1] اس لیے گنہ گار شخص کے حق میں بہترین حالت سونے کی حالت ہے کیونکہ اس صورت میں اگر اس میں کوئی خیر نہیں رہتا تو کم از کم شر بھی اس سے صادر نہیں ہوتا۔ [2]

۴۷۔ شیطان مسجد میں: (عالم کا سونا اور جاہل کی عبادت)

ایک خدا رسیدہ عالم دین جو زاہد و عابد تھے مسجد کے ارادہ سے گھر سے نکلے مسجد پہونچ کر دیکھا شیطان دروازہ کے بیچوں بیچ کھڑا ہے اور بار بار اپنا پیر مسجد میں داخل کرتا اور پھر باہر نکال لیتا ہے جیسے کہ وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ مسجد میں جائے یا نہ جائے۔ عالم نے بیان کیا کہ میں نے شیطان سے کہا: اے ملعون تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ شیطان نے کہا اس مسجد میں ایک جاہل نماز پڑھ رہا ہے اور ایک عالم سویا ہوا ہے میں جاہل کی نماز کے درپے ہوں لیکن اس عالم کی شوکت و ہیبت مجھے روک رہی ہے۔

ا دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۲ ص ۵۹۹
۲ رسالہ قشیریہ ص ۲۰۷

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

'نوم العالم خير من عبادة الجاهل'

"عالم کا سونا جاہل کی بیداری سے بہتر ہے۔" ۱؎

ایک دوسری روایت میں ارشاد ہوتا ہے۔

'نوم مع علم خير من صلاة مع الجهل'

"علم کے ساتھ سونا جہالت کے ساتھ نماز سے بہتر ہے۔ ۲؎

رسول اکرمؐ کی حدیث ہے:

'فقيه واحد اشدّ على الشّيطان من الف عابد'

"ایک فقیہ شیطان کے لیے ایک ہزار عابدوں پر بھاری ہے۔ ۳؎

اسی وجہ سے شیطان ایک جامع الشرائط فقیہ اور عالم دین کی موت پر بہت زیادہ خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا رسیدہ عالم اور فقیہ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا سبب اور گمراہی وضلالت سے نجات کا ذریعہ ہے۔

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

'ما من احد يموت من المؤمنين احبّ الىٰ ابليس من موت فقيه'

۱؎ جامع التمثیل ص ۳۲۰، میزان الحکمت جلد ۶ ص ۴۵۹،

۲؎ محجۃ البیضاء جلد ۱ ص ۲۱

۳؎ محجۃ البیضاء جلد ۱ ص ۲۱

"شیطان کے لیے کسی مومن کی موت ایک فقیہ اور عالم دین کی موت سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔" ۱؎

۴۸۔ شیطان اور ابوسعید خراز: (دل کا نور)

ابوسعید خراز کہتے ہیں میں نے ایک رات کو خواب میں ابلیس ملعون کو دیکھا تو اسے مارنے کے لئے اپنا عصا اٹھایا۔ ابلیس نے کہا اے شیخ میں تمہارے عصا سے نہیں دل کے اس نور سے ڈرتا ہوں (جو خدا کا گھر اور اس کے اوپر ایمان اور اس کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔ ۲؎

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

'ذكر الله مطردة الشّيطان'

"خدا کا ذکر شیطان کو دور کرنے والا ہے۔ ۳؎

حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا:

'عليك بذكر الله فانّه نور القلب'

"ذکر خدا کرو کیونکہ یاد خدا اور ذکر خدا دل کی روشنی اور اس کا نور ہے۔ ۴؎

۱؎ اصول کافی جلد ۱ ص ۴۶، منیۃ المرید شہید ثانیؒ ص ۶۹

۲؎ رسالہ قشیریہ ص ۲۰۷، تذکرۃ الاولیاء، جلد ۲ ص ۳۵

۳؎ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۸

۴؎ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۸۸

۴۹۔شیطان کی خوشی: (قناعت)

کہا جاتا ہے کہ شیطان اور اس کے چیلے تین باتوں کے سلسلہ میں بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔(۱) پہلے یہ کہ کوئی مومن ناحق قتل کیا جائے۔(۲) دوسرے یہ کہ کوئی شخص کفر کی حالت میں اس دنیا سے اٹھ جائے۔(۳) تیسرے یہ کہ انسان کے دل میں قناعت اور بے نیازی نہ ہو۔خداوند عالم فرماتا ہے:

'وضعت الغنیٰ فی القناعة و هم یطلبونه فی کثرة المال فلا یجدونه'

"میں نے آسائش، آرام اور غنیٰ قناعت میں رکھا ہے لیکن لوگ اسے مال وثروت کی کثرت میں تلاش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اسے نہیں حاصل کر پاتے۔[1]

۵۰۔شیطان کی عاجزی: (مال حرام)

ابلیس ملعون کہتا ہے ہر وہ چیز جو مجھے انسان کو بہکانے میں عاجز کرے تو تین چیزوں میں ایک چیز کے ذریعہ میں اس سے ہرگز عاجز نہیں ہوتا ہوں۔

۱۔ مال کے حرام طریقہ سے حاصل کرنے سے۔

۲۔ مال کے واجبی حقوق (خمس زکات) کے ادا نہ کرنے سے۔

۳۔ اور مال کو باطل اور حرام چیزوں میں مصرف کرنے سے۔

۱۔ رسالہ قشیریہ ص ۴۵۴

لہٰذا انسان اگر ان مالی امور میں پھنس جائے اور آلودہ ہو جائے تو اسے یقین کر لینا چاہیئے کہ شکاری کے اس جال سے آدمی کے لیے نکلنا آسان نہیں ہے ہوشیار رہو کہیں تمہارا پیر شیطان کے جال پر نہ پڑنے پائے۔

اکثر خدا رسیدہ بزرگ اور علماء فرماتے ہیں: جو شخص مال حرام کی کثافت میں گرفتار ہو جائے وہ پھر کبھی الہام (کار خیر کی طرف فرشتوں کی دعوت) اور وسوسہ (برے کاموں کی طرف شیطان کی دعوت) میں فرق نہ سمجھ پائے گا۔[1] کیونکہ اس کا گوشت پوست اور ہڈیاں حرام کے ذریعہ بڑھی اور مضبوط ہوئی ہیں البتہ چونکہ اس کی مہار شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے لہٰذا ہر برے کام کا وہ مرتکب ہوتا ہے کیونکہ تمام گناہوں کی جڑ مال حرام اور حرام خوری ہے قرآنی آیات کے مطابق شیطان اسی راستہ سے انسان کے وجود میں راہ پاتا ہے اور اسے ہلاکت کے دل دل میں ڈال دیتا ہے۔

۵۱۔شیطان کی دوکان: (حبِّ دنیا)

دنیا شیطان کی دوکان ہے اس کی دوکان سے کوئی چیز چراؤ اور اسے ختم کردو کیونکہ وہ تمہارا پیچھا کرے گا اور تمہیں اپنے جال میں پھنسائے گا۔دوسرے لفظوں میں بزرگوں نے کہا ہے کہ دنیا شیطان کی دوکان ہے لہٰذا اس کی دوکان سے کچھ نہ چراؤ ورنہ وہ تمہارا پیچھا کرے گا۔[2] ابلیس کا زبردست جال دنیوی

۱۔ عوارف المعارف ص ۱۷۷

۲۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۳۶۹، مجموعہ ورام جلد ۱ ص ۱۳۶

امور میں دل لگانا ہے وہ دنیا کو لوگوں کی نظروں میں سجاتا ہے اور خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے تاکہ لوگ اس میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جائیں تو اے انسان دنیا کے جو امور تجھے شیطان کی کمند میں گرفتار کر سکتے اور ہلاک کر سکتے ہیں ان سے پرہیز کر کیونکہ اس پست و ناچیز دنیا کی محبت تمام بدبختیوں کا سرچشمہ ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

'حبّ الدّنیا اصل کلّ معصیة و اوّل کلّ ذنب'

"دنیا کی دوستی ہر گناہ کی جڑ اور اس کا سرچشمہ ہے۔[1]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

'حبّ الدّنیا رأسُ کلّ خطیئة'

"دنیا کی دوستی ہر گناہ کی اصل ہے۔"[2]

شیخ نجم الدّین کبریٰ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں: جس زمانہ میں میں بزرگ علماء سے کسب فیض کر رہا تھا تو وہ مجھ سے فرماتے تھے: گذشتہ زمانہ میں شیاطین اور نفس امارہ دین و دیانت کی تھیلی سے کچھ چرا لیتے تھے اور اس زمانہ میں جبکہ انسان کا دین شیاطین اور نفس امارہ کے ہاتھوں میں کھلونا بنا ہوا ہے تم ان کے ہاتھ سے کچھ چرا لو۔ ہم نے کہا: کیا چیز چرائیں؟ فرمایا: اپنے عمر کی ایک گھڑی ان سے چرا کر خداوند عالم کی خالص عبادت میں خرچ کر دو۔[3]

۱۔ میزان الحکمت جلد ۳ ص ۲۹۵
۲۔ مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۱۲۲
۳۔ رسالہ "ولی الھائم الخائف من لومة اللائم" نجم الدین کبریٰ ص ۱۱

۵۲۔ شیطان کی شکارگاہ: (مال و دولت)

روایات کے مطابق: شیطان آدمی کو جس طرح چاہتا ہے اپنے گرد نچاتا ہے اور ہر گناہ کی طرف اسے کھینچتا ہے اور تھکا دیتا ہے پھر مال و دولت کے قریب تاک لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور جیسے ہی انسان مال و دولت تک پہونچتا ہے اس جگہ وہ اس کا گریبان پکڑ لیتا ہے کیونکہ مال و دولت شیطان کی بہت بڑی شکارگاہ ہے اور بہت کم ایسے لوگ ہیں جو اس تک پہونچ جائیں اور شیطان کے فریب میں نہ آئیں۔[1]

امام باقرؑ فرماتے ہیں:

"مال و ثروت کی دوستی انسان کے دین و ایمان پر بہت جلد اثر انداز ہوتی ہے بالکل گوسفند کے گلّہ میں دو خونخوار بھیڑیوں کی طرح کہ ایک آگے سے حملہ کرے اور دوسرا پیچھے سے حملہ کرے۔[2]

۵۳۔ ابلیس کا شکار: (دنیا و آخرت والے)

شیخ ابوسعید ابوالخیر کہتے ہیں:

اہل دنیا شہوات، نفسانی خواہشات کی جال کے ذریعہ ابلیس کے شکار ہیں اور آخرت والے حق کے شکار ہیں غم و اندوہ اور آخرت اور

۱۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۳، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۰، مجموعہ ورام جلد ۲ ص ۲۰۶
۲۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۳

لقاء اللہ سے دوری کے ذریعہ۔[۱] ہاں اکثر شیطانی وسوسے شہوات
اور دنیا کی دوستی کی خاطر ہوتے ہیں۔

۵۴۔شیطان کے جال اور حیلے: (غصہ اور شہوت)

ایک نبی نے ابلیس ملعون سے پوچھا تم کس طرح آدمیوں پر قابو پاتے ہو؟
ابلیس نے جواب دیا: غصہ، غیظ، شہوت اور نفسانی خواہشات کے ذریعہ۔[۲]
ایک دوسرے جملہ میں رسول خداؐ سے نقل ہوا ہے کہ ابلیس ملعون کہتا ہے کہ
غصہ گرمی میرے شکار کے جال اور کمند ہیں جن کے ذریعہ میں بہترین لوگوں کا
شکار کرتا ہوں اور انھیں جنّت میں داخل ہونے والے دروازہ سے دور رکھتا
ہوں۔[۳]
شہوت اور ہوائے نفس کے بارہ میں حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آپؑ
نے فرمایا:

"الشّھوات مصاید الشّیطان"

۱ اسرار توحید جلد ۷ ص ۲۹۱
۲ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۹، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۸
۳ جامع الاخبار فصل ۱۲۴، ص ۱۵۶، بحار الانوار جلد ۷۰ ص ۲۶۵

شہوتیں شیطان کے شکار کا جال ہیں۔[۱]
"والھویٰ قائد جیش الشّیطان"
ہویٰ اور نفسانی خواہش شیطانی لشکر کے سردار ہیں۔[۲]

۵۵۔ابلیس اور عابد: (دھوکہ وفریب)

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو کبھی دنیا میں آلودہ نہ ہوا تھا اور نہ اس کے چکّر
میں پڑا تھا وہ دنیا کی لذّتوں سے دور خداوند عالم کی اطاعت و عبادت میں مشغول
تھا وہ دنیا سے دوری حاصل کرنے اور عبادت کے معاملہ میں اتنا محنتی تھا کہ
شیطان اس سے عاجز تھا۔ آخر کار ایک دن شیطان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور
اس نے چیخ ماری اس کا پورا لشکر اس کے گرد جمع ہوگیا اس نے ان سے کہا کہ میں
اس عابد کے ہاتھوں میں بہت زیادہ پریشان ہوں تم میں سے کون اسے اس کے
راستہ سے ہٹا سکتا ہے۔ ایک شیطانچہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ شیطان نے
پوچھا کیسے؟ اس نے کہا میں عورتوں کے ذریعہ اسے وسوسہ کر کے گناہ آلودہ کر سکتا
ہوں۔ شیطان نے کہا: اس راستہ سے کامیاب نہ ہوگے کیونکہ وہ عورتوں سے
نفرت کرتا ہے۔ دوسرے نے کہا: میں بہکا سکتا ہوں۔ شیطان نے اس سے بھی
طریقۂ کار دریافت کیا۔ اس نے کہا: میں شراب پلانے اور لذیذ غذا کے ذریعہ
اسے فریب دے سکتا ہوں تا کہ وہ حرام خواری اور شراب خواری کے ذریعہ ہلاک

۱ غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۴۳ ۲ غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۳۷

ہو۔ شیطان نے کہا: یہ طریقہ بھی فائدہ مند نہیں ہے کیونکہ پرہیز گاری کی وجہ سے اس کی اس طرح کی شہوت بھی مرگئی ہے۔ تیسرے نے کہا: میں اسے گمراہ کرسکتا ہوں۔ پوچھا کیسے؟ کہا: کارخیر کے ذریعہ وہ جس عبادت و اطاعت میں سرگرم ہے اسی کے ذریعہ فریب دے سکتا ہوں۔ شیطان نے کہا: ہاں یہ ممکن ہے کہ تم اطاعت وعبادت کے وسیلہ سے کچھ کرسکو گے، تم ہی اس کا مقابلہ کرسکتے ہو۔ وہ شیطان آیا اور اس نے عابد کے برابر میں ایک جگہ کا انتخاب کیا اور جانماز بچھا کر نماز پر نماز پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک نماز کے تمام ہوتے ہی دوسری نماز میں لگ جاتا۔ عابد نے جب یہ دیکھا تو حیران رہ گیا کیونکہ وہ ۲۴ گھنٹے میں تھوڑی دیر آرام بھی کرتا تھا لیکن اس نے دیکھا کہ نیا نمازی نہ سوتا ہے نہ آرام کرتا ہے بس مسلسل نماز پڑھے جاتا ہے اور تھکتا بھی نہیں ہے لہٰذا عابد خود اپنی نگاہ میں گر گیا اور اپنی عبادت کو حقیر اور اس کو اپنے سے بزرگ محسوس کرنے لگا۔ اس نے ارادہ کیا کہ اس نو وارد عابد سے پوچھے گا کہ وہ کس طرح اس مقام ومنزلت تک پہونچ گیا یہ سوچ کر وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے بندۂ خدا تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا تمہیں عبادت کی اتنی طاقت کیونکر نصیب ہوئی کہ خواب وخوراک سے دور اتنی نمازیں پڑھ رہے ہو۔ اس نے عابد کی باتوں پر کوئی دھیان نہ دیا نماز مکمل ہونے کے بعد دوسری نماز شروع کر دیتا یہاں تک کہ عابد نے کئی مرتبہ اپنی بات دُہرائی اور اس سے التماس کی کہ تھوڑا ٹھہر جائے اور اس کی باتوں کا جواب دے دے۔

اس نو وارد عابد نے نماز تمام کی اور کہا کہ اے بندۂ خدا میں نے ایک گناہ کیا

ہے اور اس سے توبہ کی ہے۔ جب بھی اس گناہ کو یاد کرتا ہوں مجھے عبادت کی طاقت حاصل ہوجاتی ہے جو اس طرح نماز میں مشغول ہوجاتا ہوں، اسی گناہ اور توبہ کے ذریعہ میں اس مقام تک پہونچا ہوں۔ عابد نے اس سے گناہ کی نوعیت دریافت کی تاکہ اسے کرنے کے بعد توبہ کرے اور عبادت کی قوت حاصل کرے اور اس کے مقام ومرتبہ کو حاصل کرلے۔ نو وارد عابد نے کہا شہر جا کر فلاں بدکار عورت کو دو درہم دو اور زنا کرنے کے بعد توبہ کرو تاکہ عبادت ونماز کی مطلوبہ طاقت حاصل ہوجائے۔

عابد نے کہا میرے پاس پیسہ نہیں ہے۔ اس نے دو درہم اسے دیئے اور کہا اب جاؤ وہ عابد اسی حالت میں کہ جس میں عبادت کر رہا تھا شہر میں وارد ہوا اور پوچھتے پوچھتے اس بدکار کے گھر پہونچ گیا جن لوگوں سے اس نے راستہ پوچھا تھا وہ سمجھتے تھے کہ شاید وہ عابد اس عورت کو نصیحت کرنے جا رہا ہے۔ عابد اس عورت کے پاس پہونچا اور اسے دو درہم دے کر اپنا مدّعا بیان کیا، عورت نے اس کی حالت اور چہرہ وغیرہ سے کہ جس سے زہد وتقویٰ ظاہر ہو رہا تھا سمجھ گئی کہ معاملہ کچھ اور ہے۔ عورت نے عابد سے کہا کہ جس لباس اور ہیئت میں تم یہاں آئے ہو لوگ یہاں اس طرح نہیں آتے تم مجھے پوری بات بتاؤ تو کہ یہاں کیوں آئے ہو؟ عابد نے پوری داستان سنادی۔ عورت نے کہا: اے بندۂ خدا گناہ نہ کرنا توبہ کرنے سے زیادہ آسان ہے اس لیے کہ پتہ نہیں ہے کہ گناہ کرنے کے بعد توفیق توبہ حاصل ہوگی یا نہیں یا یہ کہ توبہ قبول بھی ہوگی یا نہیں اس کے علاوہ وہ کپڑا

جو نہ پھٹا ہو وہ بہتر ہے یا وہ کپڑا پھاڑ کر پیوند لگایا گیا ہو۔ لہٰذا جس نے بھی تمہیں یہ راستہ بتایا ہے وہ شیطان تھا جو تمہارے سامنے اس طرح مجسّم ہو کر آیا تھا کہ تمہیں راہ حق سے منحرف کر دے اب واپس جاؤ اپنا دامن اس بہانہ سے آلودہ نہ کرو کیونکہ یقیناً جس وقت تم واپس اپنی جگہ پہونچو گے اسے وہاں نہ پاؤ گے کیونکہ چور جیسے ہی پہچان لیا جاتا ہے بھاگ نکلتا ہی اس طرح مومن جب سمجھ جاتا ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے تو شیطان بھاگ نکلتا ہے۔ اور ہوا بھی یہی جب عابد اپنی جگہ پر پہونچا تو دیکھا وہاں کوئی نہیں ہے وہ سمجھ گیا کہ ابلیس ملعون اسے کس جال میں پھنسانا چاہتا تھا۔

اسی رات اس بدکار عورت کا انتقال ہو گیا اور جب صبح ہوئی تو اس کے دروازہ پر لکھا تھا فلاں عورت کے کفن دفن کے لیے اکٹھا ہو کیونکہ وہ عورت جنّتی ہے لوگ حیران رہ گئے کچھ سمجھ نہ سکے لہٰذا اس کا جنازہ تین دن تک دفن نہ ہو سکا یہاں تک کہ اس زمانہ کے پیغمبر جناب موسیٰ بن عمران علیہما السلام پر وحی ہوئی کہ اس عورت کے جنازہ میں جاؤ اور تم بھی اس پر نماز پڑھو اور دوسرے لوگوں کو بھی نماز پڑھنے کے لیے کہو کیونکہ میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور جنّت اس پر واجب قرار دی ہے کیونکہ اس نے میرے ایک بندہ کو گناہ اور نافرمانی سے روکا ہے اور جو میرے دروازہ سے بھاگ کر چلا گیا تھا اسے واپس کیا ہے تو ہم نے بھی اسے نجات دے دی۔ [1]

---

[1] روضۂ کافی حدیث ۵۸۴، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۷۷، انوار نعمانیہ جلد ۱ ص ۳۴۵ تحف العقول در وصایای آن حضرتؑ بہ عبد اللہ بن جندب

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

لقد نصب ابلیس حبائلهُ فی دار الغرور فما یقصد فیها الاّ اولیاء نا"

ابلیس نے اس دنیا اور دار غرور میں اپنے جال بچھا رکھے ہیں اور اس کا نشانہ ہمارے دوستوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ [1]

۵۶۔ شیطان کا غلبہ: (خود پسندی)

ایک دن ابلیس ملعون نے اپنے سپاہیوں سے کہا اگر تین معاملات میں میں آدمی پر قابو پا لوں تو اس کے بعد مجھے اس کے سلسلہ میں کوئی پریشانی نہ ہوگی کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ اس کا عمل قبول نہ ہوگا۔

۱۔ جب وہ اپنے عمل کو بڑا اور زیادہ سمجھے۔

۲۔ اپنے گناہوں کو بھلا دے۔

۳۔ جس وقت خود پسندی اور خود خواہی اس میں سرایت کر جائے۔ [2]

۵۷۔ فخر و مباہات

۹ھ میں نجران کے عیسائیوں کی ایک جماعت مدینہ آئی اور اس نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور دین اسلام کے سلسلہ میں بحث و مباحثہ کیا۔

---

[1] میزان الحکمت جلد ۵ ص ۸۱ [2] خصال باب ثلاثہ ح ۸۶

وہ لوگ لمبے اچھے اور قیمتی ریشمی لباس اور انگوٹھیاں پہنے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے آں حضرتؐ کو سلام کیا لیکن آپؐ نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا اور منھ پھیر لیا۔

وہ لوگ بہت برہم ہوئے انھیں پیغمبر اسلامؐ کے رویہ پر حیرانی تھی انھوں نے یہ بات حضرت علی علیہ السّلام سے بتائی تو آپؑ نے فرمایا: مجھے لگتا ہے تمہارے زرق برق لباس کی وجہ سے پیغمبرؐ نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی وہ گئے اور انگوٹھیاں اتار کر سادہ لباس میں آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا اس مرتبہ آپؐ نے انھیں سلام کا جواب دیا اور ان سے خندہ پیشانی سے ملے اور ان سے فرمایا:

والّذی بعثنی بالحقّ لقد اتونی المرّۃ الاولیٰ و انّ ابلیس معھم

اس خدا کی قسم جس نے مجھے برحق مبعوث کیا ہے جب یہ پہلی مرتبہ میرے پاس آئے تو میں نے ان کے ہمراہ شیطان کو دیکھا تھا۔[1]

[1] سفینۃ البحار طبع جدید جلد ۷ ص ۵۶۶، بحار الانوار جلد ۲۱ ص ۳۳۶، داستان راستان جلد ۱ ص ۱۱۲

۵۸۔ شیطانی کام: (وسوسہ)

ایک شخص کو وضو میں بہت زیادہ شک ہوتا تھا اعضاء وضو کو کئی مرتبہ دھونے کے باوجود دل مطمئن نہیں ہوتا تھا اور وہ اسے نامکمل قرار دیتے ہوئے بار بار تکرار کرتا تھا۔

عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں: میں امام صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اس آدمی کا خیال آگیا۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا کہ وہ شخص عاقل ہے پھر بھی وضوء کرنے میں وسوسہ کا شکار ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس کے پاس یہ کیسی عقل ہے اور وہ کیسا عاقل ہے جو شیطان کی پیروی کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: وہ شیطان کی کہاں پیروی کرتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: تم خود اس سے پوچھ لو کہ یہ وسوسہ جو اسے ہوتا ہے کس کی طرف سے ہے تو وہ خود جواب دے گا کہ یہ "شیطانی کام ہے" اسے پتہ ہے کہ یہ وسوسہ کاری شیطان کے القائات میں سے ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

من شرّ الوسواس الخنّاس، الّذی یوسوس فی صدورو النّاس۔ (ناس ۵-۴)

میں پناہ مانگتا ہوں شیطانی وسواس کے شر سے جو نام خدا سن کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کراتا ہے۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ ''وسوسہ کار'' اور ''وسواس'' کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: وسوسہ، شک، تزلزل اور شرک وغیرہ شیطانی کام اور القائات ہیں جو وہ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور انھیں سے دلوں میں باطل اور خبیث خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

البتہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دین میں احتیاط کرنے اور تقویٰ کی بنیاد پر وسوسہ کا شکار ہیں (مثلاً وضوء یا غسل میں وسوسہ کرنا) تو وہ دوسرے الٰہی احکام جس میں احتیاط اور توجّہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے وسوسہ پر توجّہ کیوں نہیں دیتے کیا ایسے لوگ نظر میں ہیں جو مشکوک مال یعنی جن کا حرام یا حلال ہونا یقینی طور پر معلوم نہ ہو اس میں احتیاط کرتے ہیں اور اسے استعمال نہیں کرتے یا اپنا خمس وزکوٰۃ ایک دفعہ کے بجائے کئی مرتبہ نکالتے ہوں اور ایک دفعہ کے بجائے واجب حج کئی مرتبہ بجالاتے ہوں یعنی اگر انسان واقعاً احتیاط کرنا چاہتا ہے تو واقعی حلال پر اکتفاء کیوں نہیں کرتا؟

وسواسی آدمی کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وسواس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ دین کے خلاف جہالت، نادانی اور نافہمی سے ربط رکھتا ہے لیکن چونکہ اس وسواسی شخص کو صحیح بات نہیں معلوم ہوئی اور اسے نہ صرف یہ کہ اس انحرافی عمل سے روکا نہیں گیا بلکہ اسکی تعریف وتوصیف ہوئی ہے اور اس نے بھی اس عمل کا پیچھا پکڑ لیا اور اسے کمال کی حد تک پہونچا دیا اور اپنے آپ کو شیطان کے ہاتھ میں کھلونا بنا دیا ہے اور اسی خدا کی بارگاہ سے دور کر دیا ہے۔

اب جبکہ یہ بات عقلی اور نقلی اعتبار سے معلوم ہو چکی ہے کہ یہ وسوسے شیطانی

ہیں اور دلوں میں آنے والے یہ خیالات ابلیس کی کارستانیاں ہیں جو ہمارے اعمال کو باطل اور ہمارے دل کو حق سے منحرف کر دیتی ہیں تو یہ بھی قابل توجہ امر ہے کہ یہ وسوسہ کرنے والا شاید طہارت اور وضوء کی حد تک نہ رہے بلکہ اپنے ہاتھ پیر عقاید، دین اور دیانت کے بارہ میں پھیلا دے تا کہ دین کے نام پر تمھیں دین سے خارج کر دے اور وجود خدا اور قیامت کے عقیدہ کو مشکوک بنا کر ابدی بدبختی اور شقاوت سے دوچار کر دے اور تم میں جو لوگ فسق وفجور اور فحشاء سے دھوکہ نہیں کھا سکتے ان کے سامنے وہ عبادتوں، احکام الٰہی اور نیک اعمال کی نقاب اوڑھ کر ان کے عقاید سے کھلواڑ کرتا ہے لہٰذا جس طرح بھی ممکن ہو آدمی کو اس بری صفت کا علاج کرنا چاہیئے کیونکہ شیطان اسی کے ذریعہ آدمیوں کو اپنے قابو میں کرتا ہے۔[1]

۵۹۔شیطان قیامت کے دن: (سرکش نفس)

شیخ ابو سعید ابو الخیر کہتے ہیں: روز قیامت جب ابلیس کو اس کے ساتھیوں اور مریدوں کے ساتھ جنہیں اس نے دنیا میں بہکایا ہوگا حاضر کیا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا تو نے اس قدر لوگوں بہکایا اور صراط مستقیم سے دور کیا ہے؟

شیطان جواب دے گا: نہیں میں نے انھیں صرف دعوت دی تھی، انھیں میری دعوت قبول نہیں کرنا چاہیئے تھی۔

اس سوال وجواب کے بعد حضرت آدمؑ کو ابلیس اور مریدوں کے سامنے لایا

۱۔ اربعین باب ۲۵۔

جائے گا اور کہا جائے گا خیر اب تک جو کہا اس کا وقت گذر گیا اب آدمؑ کو سجدہ کر لو تا کہ تمہیں نجات مل جائے۔

اس گھڑی شیطان کے تمام ساتھی اور مرید فریاد کریں گے اور کہیں گے: اے ابلیس سجدہ کر لے تا کہ تو خود اور ہم لوگ سب کے سب رنج والم سے نجات پا جائیں، ان باتوں کو سن کر ابلیس رونے لگے گا اور کہے گا کہ اگر میرا اختیار میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں پہلے دن ہی سجدہ کر لیتا لیکن یہ سرکش نفس میرا اختیار میرے ہاتھوں سے چھین چکا ہے اور مجھے نہیں چھوڑتا میں اپنے نفس کو سجدہ کرنے پر آمادہ کرتا ہوں تو کہتا ہے اگر سجدہ کرنا ہوتا تو میں پہلے ہی دن کر لیتا اب کیا کیا جائے دیر ہو چکی ہے اور اس خبیث نفس سے نجات کا راستہ چھین چکا ہے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ظلم نفسه من عصى الله و اطاع الشّيطان

اپنے نفس اور جان پر ظلم کرنا خدا کی نافرمانی اور شیطان کی اطاعت ہے۔[2]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: تم شیطان سے ویسے ہی معاملہ کرو جیسے ایک اجنبی آدمی چرواہے کے کتے سے معاملہ کرتا ہے جب کتا اس پر حملہ کرتا ہے تو وہ مجبوراً اس سے بھاگ کر چرواہے کی پناہ حاصل کرتا ہے، تم بھی شیطان کے وسوسہ کے وقت کہ جب وہ تمہیں راہ حق سے منحرف کر دینا چاہتا ہے پروردگار کے ذکر کے ذریعہ اسے اپنے سے دور کرو اور خدا کی پناہ حاصل کرو تا کہ خدا تمہیں

۱۔ اسرار التوحید جلد ۱ ص ۲۵۴
۲۔ غرر الحکم جلد ۴ ص ۲۷۶

حق وحقیقت کی راہ پر پایدار کر دے اور اس کی مدد کے ذریعہ باطل پر غلبہ اور تسلط حاصل کر لو اور ظالم دشمن کا شر تم سے دور ہو جائے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

انّه ليس له سلطان على الّذين امنو و علىٰ ربّهم يتوكّلون (نحل/۹۹)

جو خدا پر ایمان لے آیا اور اس نے اپنے امور کو پروردگار کے حوالہ کر دیا اور اس پر توکل اور اعتماد کیا اس پر شیطان غلبہ نہیں پاتا ہے۔

۶۰۔ شادی سے شیطان کی نفرت: (شادی میں دین کی ضمانت ہے)

بہت سے مواقع ایسے ہیں جب شیطان آہ وفغاں کرتا ہے اور رنج و درد سے پیچ وتاب کھاتا ہے ان میں سے ایک موقع اس وقت ہے جب ایک غیر شادی شدہ شخص شادی کرتا ہے۔

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں: جب کوئی جوان شادی کرتا ہے تو شیطان چیختا ہے اور کہتا ہے مجھ پر لعنت ہو، مجھ پر لعنت ہو اس جوان نے شادی کر کے اپنا دو تہائی دین میری دسترس سے بچا لیا۔ اس کے بعد حضرتؐ فرماتے ہیں: ایسے بندہ کو اپنے ایک تہائی باقی ماندہ دین کی حفاظت کرنا چاہیئے۔[1] ایک دوسری روایت

۱۔ بحار الانوار جلد ۱۰۰ ص ۲۲۱

میں حضرتؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص جوانی میں شادی کرتا ہے تو شیطان چیختا ہے اور کہتا ہے مجھ پر لعنت مجھ پر لعنت اس جوان نے اپنا دین میرے شر سے بچا لیا۔[1]

۶۱۔شیطان اور شادی کا عہد و پیمان: (شادی شدہ و غیر شادی شدہ)

شیطان تمام حلال چیزوں سے بیزار اور متنفر ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص دین کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے کوئی کام انجام دیتا ہے تو شیطان کی داد و فریاد بلند ہوجاتی ہے وہ اپنے سر پر دو ہتھڑ مارتا ہے۔ ان میں سے ایک اہم حکم اور قانون، اسلام میں شادی کا ہے جس کے ذریعہ مسلم معاشرہ شیطان کے شہوانی وسوسوں کے نقصان سے محفوظ ہوجاتا ہے اور خاندان کی تشکیل انسان کو فحشاء اور فساد سے بچالیتی ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: کوئی بھی حلال یا مباح عمل خدا کے نزدیک شادی سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ جب کوئی مومن شادی کرتا ہے اور اپنے شب و روز اپنی بیوی کے ساتھ گذارتا ہے تو شیطان ان سے دور بھاگتا اور فریاد کرتا ہے مجھ پر لعنت ہو اس شخص نے حلال اور مباح عمل کے ذریعہ اپنے پروردگار کی اطاعت کی جس کی وجہ سے اس کے گناہ بخشے گئے۔[2]

۱۔ میزان الحکمت جلد ۴ ص ۲۷۲

۲۔ مستدرک جلد ۲ ص ۵۳۱ طبع جدید جلد ۱۴ ص ۱۵۴ ابواب مقدمات نکاح باب ۱

دوسری طرف اگر یہ حلال کام چھوڑ دیا جائے یا ہمارے جوان اس حلال کام سے دور ہوجائیں۔ یا یہ کہ جوانوں کے لیے شادی کا عمل مختلف وجوہات مثلاً اقتصادیات کی وجہ سے سہل و آسان نہ ہو تو اس کے انتہائی برے نتائج ظاہر ہوں گے جس میں سے ایک فساد و فحشا اور لاابالی حرکتیں ہیں۔

لہٰذا انفرادی اور اجتماعی عمل کے یہی بُرے نتائج و آثار ہیں جسے شیطان پسند کرتا ہے وہ اسی کے ذریعہ سے مسلم معاشرہ کو معصیت و شہوت رانی کے دلدل میں دھنسانا چاہتا ہے اور اس کام کے لیے غیر شادی شدہ افراد یا وہ لوگ جو گھر بسانا نہیں چاہتے یا پھر جو شادی کر نہیں سکتے نشانہ قرار پاتے ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

تزوّج و الّا فانت من اخوان الشّیاطین

شادی کرو ورنہ شیطان کے بھائیوں میں شمار ہوگے۔[1]

دوسری روایت میں حضرتؐ نے فرمایا:

شرار کم عزّابکم و العُزّاب اخوان الشّیاطین

لوگوں میں سب سے بدتر افراد غیر شادی شدہ ہیں اور جو لوگ شادی نہیں کرتے اور اس سے دوری اختیار کرتے ہیں وہ شیاطین کے بھائی ہیں۔[2]

۱۔ مستدرک جلد ۲ ص ۵۳۱

۲۔ مستدرک، جلد ۲، ص ۵۳۱

۶۲۔شیطان کی خوش حالی: (میاں بیوی کی لڑائی)

سید نعمت اللہ جزایری کہتے ہیں:

جس وقت میاں بیوی میں لڑائی جھگڑا ہوتا ہے شیاطین اس گھر کے چاروں طرف جمع ہو کر خوب خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں جو ہمیں خوش کرے وہ ہمیشہ خوش و خرم رہے۔ لیکن جب دونوں صلح کر لیتے ہیں تو وہ لوگ برہم ہو کر اس جگہ سے دور چلے جاتے ہیں اور لعنت بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں: خدا انھیں غم گین کرے جو ہماری تکلیف اور غصہ کا سبب بنتے ہیں۔[1]

ایک خاندان کی مثالی زندگی خلوص، محبت، عشق، صداقت، ایثار اور قربانی میں ہے جو ایک دوسرے کی نسبت انجام پاتی ہے۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

انّ للزّوج من المرئة لشعبة ما هی لشئ۔[2]

میاں بیوی کے درمیان ایسا رابطہ اور اتصال ہوتا ہے جیسا کسی دوسری چیز کے درمیان نہیں پایا جاتا لیکن ایک اچھی زندگی کے تباہ، تلخ اور ویران ہونے میں ایک دوسرے کو نہ سمجھنے اور بے ہودہ جھگڑے اور مار پیٹ کا عنصر کارفرما ہوتا ہے۔

۱۔ زہر الربیع

۲۔ المعجم المفہرس لاحادیث النبوی جلد ۲ ص ۳۶، نہج الفصاحۃ حدیث ۸۸۱، نہج الفصاحۃ حدیث ۷۷۳، ۸۸۴۔

آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

أیضرب احدکم المرائة ثم یظلّ معانقها

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنی بیوی کو مارے پیٹے اس کے بعد اس سے ہنسنے اور ایک تکیہ پر لیٹنے کے لیے کہے۔[1]

۶۳۔شادی کی تقریب میں شیطان کی حاضری: (ناچ گانا)

ابو الحارث اوسی حکایت کرتے ہیں کہ: ایک رات شیطان ملعون کو خواب میں دیکھا جو ایک چھت کے اوپر کھڑا ہے اور ایک گروہ اس کے داہنے اور دوسرا اس کے بائیں جانب کھڑا ہے اور میں خود دوسری چھت پر ہوں میں نے ان کے ظاہر کا بغور مطالعہ کیا دیکھا وہ بہترین رنگ برنگے لباس اس طرح پہنے ہوئے ہیں جیسے لوگ شادی وغیرہ کے جشن میں زیب تن کرتے ہیں اس کے بعد شیطان نے اپنے قریب کھڑے لوگوں سے کہا ان سے کہہ دو گائیں بجائیں۔ شیطان کے حکم سے گروہ نے گانا بجانا شروع کیا اور میں اسے سننے میں اتنا محو ہو گیا کہ قریب تھا کہ زمین پر گر پڑوں، تھوڑی دیر کے بعد شیطان نے ناچنے کا حکم دیا اور وہ لوگ ایسا ناچے کہ میں نے اپنی زندگی میں اتنا اچھا ناچ دیکھا ہی نہ تھا وہ لوگ ناچ ہی رہے تھے کہ شیطان میری طرف متوجہ ہوا اور کہا اے ابا حارث: مجھے تمہارے دل تک رسائی کے لیے کوئی حربہ نہ ملا سوائے ناچ گانے اور تھرکنے

۱۔ وسائل جلد ۱۴ ص ۱۱۹

کے۔ ۱؎

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

کان ابلیس اوّل من ناح و اوّل من تغنّی

سب سے پہلے جس نے نوحہ سرائی کی ہے اور ناچا گایا ہے وہ ابلیس تھا۔ ۲؎

ابلیس ملعون اس وقت نوحہ میں مشغول ہوا جب آدم صفی اللہ کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں خدا کی بارگاہ سے نکالا گیا۔

اور اس نے ناچ گانا اس وقت شروع کیا جب ہزاروں حیلے بہانے اور مکر و فریب کے ذریعہ آدمؑ کو گندم کھلا کر بہشت سے نکالا۔

شادی بیاہ کی اکثر محفلوں میں بعض لوگ ایک رات کی جھوٹی لذت حاصل کرنے کے لیے اپنے دل و دماغ کو ہر حرام کے لیے آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور کسی طرح کی رعایت نہیں کرتے اور کہتے ہیں شادی کی رات ہے اس میں خوش ہونا چاہیئے ایک رات کی بات ہے یہ گھڑی بار بار نہیں آتی جبکہ ایسے وقت میں اگر مذہبی نشست رکھی جائے تو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ورنہ دوسری صورت میں ایک رات کے ناجائز جشن کے بعد مشکلات ایجاد کرنے والی ہزار راتیں آئیں گی۔

رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ والہ سلم فرماتے ہیں: جب شادی کی محفل میں بلایا

۱؎ رسالہ قشیریہ ص ۲۶۰، احیاء العلوم جلد ۲ ص ۶۵۳

۲؎ احیاء العلوم جلد ۲ ص ۶۱۵ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۹۹۔

جائے تو عجلت نہ کرو بلکہ اس میں تھوڑا دیر سے جاؤ کیونکہ شادی کی بزم انسان کو دنیا میں محو کر دیتی ہے (آدمی کو غافل کر کے دنیا کا دیوانہ بنا دیتی ہے) اس کے برخلاف جب تشییع جنازہ میں بلایا جائے تو بہت جلدی جاؤ کیونکہ وہاں کی شرکت آخرت کی یاد دہانی کا سبب بنتی ہے اور انسان کو ہوشیار کر کے آخرت کی طرف رغبت دلاتی ہے۔ ۱؎

ہاں کیوں نہ ہو حضرتؐ جانتے ہیں کہ یہ غافل انسان ایک لحظہ کے جھوٹے عشق و عیش کے لیے اپنی دنیا و آخرت کو ویران کرنے پر تیار ہو جاتا ہے لہٰذا آپ سوگوار محفل میں شرکت کو جشن شادی کی شرکت پر مقدم فرماتے ہیں اور عشق کے گھر کے بجائے آخرت کو آباد کرتے ہیں تا کہ انسان غفلت کو ترک کر کے جاودانی بزم کی رونق کے لیے کوشاں رہے اور اس دنیا کی چند روزہ لذتوں سے دھوکہ نہ کھائے جبکہ انسان اس دنیا کی لذتوں سے صحیح اور جائز طور پر استفادہ کر سکتا ہے کیونکہ خدا نے انسان کی زندگی کے تمام اسباب و امور کو خوش بختی اور سعادت کے ساتھ رکھا جس کا نتیجہ آخرت کی سعادت و خوش نصیبی ہے۔

اعور وہ ہے جو صرف زمان حال کو دیکھتا ہے اور بس اور چوپایوں کی طرح اپنے انجام اور نتائج کی دریافت سے غافل ہے۔ ۲؎

۱؎ بحار الانوار جلد ۱۰۰ ص ۲۷۹، وسائل جلد ۲ ص ۶۶۰ و ص ۶۶۱ و مستدرک الوسائل جلد ۲ ص ۱۹۹

۲؎ تفسیر و نقد و تحلیل مثنوی جلد ۱۰ ص ۲۶۶

۶۴۔ناچ گانے کے اثرات: (بے شرمی اور غیرتی)

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ابلیس ملعون کے لشکر میں ''قفندر'' نام کا ایک شیطان ہے جب ایک گھر سے چالیس دن تک گانے بجانے کی آواز آتی ہے اور لوگ وہاں آمدورفت رکھتے ہیں تو یہ شیطان صاحب خانہ کے بدن میں پھونکتا ہے جس کی وجہ سے اس کی غیرت ختم ہوجاتی ہے یہاں تک کہ اگر اس کی ناموس سے کھلواڑ کیا جائے تو بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔[۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جس شخص کے گھر سے چالیس دن گانے بجانے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں تو خداوند علم اس پر ایک شیطان مسلط کرتا ہے اور اس کے اعضاء بدن کا کوئی ایسا حصّہ نہیں ہوتا جس پر شیطان نہ بیٹھتا ہو اور جب ایسا ہوتا ہے تو اس کی شرم وحیاء اس طرح رخصت ہوجاتی کہ اسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی اس کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے اور وہ دوسروں کے بارہ میں کیا کہہ رہا ہے۔[۲]

---

۱ وسائل جلد ۱۴ ص ۱۰۸

۲ وسائل جلد ۱۲، ص ۲۳۲، مستدرک، جلد ۲، ص ۴۵۸

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جو آواز منہ سے نکلتی ہے اور اس میں خدا کی خوشنودی مدّنظر نہ ہو تو وہ شیطان کی آواز ہے۔[۱]

بعض لوگوں کے بقول شیطان کی آواز سے مراد غنا، مزامیر اور ملاہی ہے دوسری لفظوں میں ہر بیان وکلام یا گفتگو جو رضائے خدا کے خلاف ہو وہ بیان، کلام اور سخن شیطان کی آواز ہے مثلاً غیبت، جھوٹ، تہمت، فحش، ناسزا، لعنت ملامت چغلی، جاسوسی، عیب جوئی وغیرہ یہ سب آفات زبان میں سے ہیں۔

حدیث معراجیہ میں پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: میں نے شب معراج اپنی امّت کی کچھ عورتوں کو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا، میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کی شکل کتے جیسی تھی آگ اس کے پیچھے سے داخل کی جاتی تھی اور منہ سے نکلتی تھی پتہ چلا وہ عورت گانے والی تھی۔[۲]

۶۵۔شیطان اور موسیقی کے آلات: (غنا، لہوولعب)

جب حضرت آدم ابوالبشرؑ کا انتقال ہوا تو ابلیس اور قابیل بہت خوش ہوئے اسی طرح شیطان نے قابیل کو بہکا کر ساتھ لیا رقص وغنا وموسیقی کے آلات بنائے اور حضرت آدمؑ کی موت پر جشن منایا، یہی وجہ ہے کہ روئے زمین پر ہر وہ ساز کہ جو بجایا جائے یا ہر وہ آواز جو غنا ہو اور ہر طرح کی موسیقی کے آلات اور لوگوں کا

---

۱ منہج الصادقین جلد ۵ ص ۶ وص ۲۹۵، تفسیر اثنی عشری جلد ۷ ص ۴۰۸

۲ عیون الاخبار الرضا جلد ۲ ص ۱۰ اباب ۳۰، بحار الانوار جلد ۸ ص ۳۰۹

ناچنا اور تھرکنا جس سے وہ محفوظ ہوں ان تمام چیزوں کا سرچشمہ شیطان اور قابیل کا کام ہے۔ [1]

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

کہ خوشی کے وقت جو ساز و آواز لہو ولعب کی محفل میں بلند ہوتی ہے وہ شیطانی آواز ہے۔ [2]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

اللھو یسخط الرّحمٰن و یرضی الشّیطان

لہو ولعب خدا کے غیظ و غضب اور شیطان کی خوشنودی کا سبب ہے۔ [3]

موسیقی اور غنا الگ الگ مسئلے ہیں جن کا فقہی حکم واضح ہے، ہمارے قارئین اس سلسلہ میں اس بات پر توجّہ کریں کہ ایک موسیقی مست کرنے والی اور اخلاق پر بُرا اثر ڈالنے والی جو لہو ولعب کی محفلوں میں بجائی جاتی ہے وہ حرام ہے۔

لیکن وہ موسیقی جو قومی اور مذہبی نغموں اور ترانوں کے ساتھ جو سماج کے اخلاقی اور الٰہی مسائل کے رشد ونمو کا سبب بنتی ہے وہ حرام نہیں ہیں اور اس سے صحیح طریقہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

١ وسائل جلد ١٢ ص ٢٣٣
٢ مستدرک جلد ٢ ص ٤٥٨
٣ بحار الانوار جلد ٧٥ ص ٩

٦٦۔ شیطان پانچ طرح کے لوگوں کو نہیں بہکا سکتا:

(خالص، ذاکر، عادل، صابر، راضی)

شیطان کہتا ہے پانچ طرح کے لوگوں پر میرا کوئی بس نہیں ہے اور ان پر میرے مکر وفریب کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن دوسرے لوگ میرے چنگل میں ہیں۔

ایک وہ شخص ہے جو پاک نیّت کے ساتھ خدا کی پناہ حاصل کرلے اور اپنے تمام امور میں خدا پر بھروسہ کرے۔

دوسرے وہ جو شب وروز حمد وثنا اور خدا کی تسبیح زیادہ کرے۔

تیسرے وہ شخص جو دوسروں کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور جو چیز خود اپنے لیے ناپسند کرے اسے اپنے دینی بھائی کے لیے بھی ناپسند کرے۔

چوتھے وہ شخص جو مصیبت کے وقت بے چینی اور بے تابی کا مظاہرہ نہ کرے اور نالہ وفریاد لعنت اور ملامت اور بیہودہ گوئی سے پرہیز کرے۔

پانچویں وہ شخص جس کے لیے خدا نے جو کچھ مقرّر فرمایا ہے اس سے راضی رہے اور رزق وروزی کے لیے غم وغصہ میں مبتلا نہ ہو۔ [1]

١ خصال باب خمسہ ح ٧٣، بحار الانوار ٦٠ ص ٢٤٨، میزان الحکمت جلد ٥ ص ٩١

۶۷۔ شیطان اور پرہیز گار لوگ: (عاقبت متقین کے لیے ہے)

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو بہت زیادہ ذکر خدا کرتا تھا اور ہمیشہ "الحمد لله ربّ العالمین والعاقبة للمتّقین" حمد وشکر اس خدا کے لیے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے اور بہترین انجام پرہیز گاروں سے مخصوص ہے" کہا کرتا تھا۔ اس شخص کے اس عمل سے شیطان بہت ناراض تھا لہٰذا ایک شیطان کو اس کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ وہ "والعاقبة للاغنیاء" عاقبت دولت مندوں کے لیے ہے" کہا کرے۔ اس شیطان نے اسے نیا ذکر سکھانا چاہا اس شخص نے جواب دیا میں تمہارے بتائے ہوئے ذکر کو درست نہیں سمجھتا ہوں اور اسے نہیں پڑھوں گا۔ لیکن وہ اس ذکر کے غلط ہونے کے بارہ میں تم سے شرط لگا سکتا ہوں اور اس کے لیے کسی فیصلہ کرنے والے شخص کو (حَکَم) بنا سکتا ہوں یعنی جو شخص سب سے پہلے دکھائی دے جائے اس کے فیصلہ پر راضی ہو جاؤں گا اور وہ جس کے خلاف فیصلہ کرے گا اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

اس طے توڑ کے بعد ایک شخص سامنے آیا، اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہہ دیا کہ عاقبت دولت مندوں کے لیے ہے لہٰذا شیطان نے اس شخص کا داہنا ہاتھ کاٹ لیا لیکن وہ پہلے کی طرح خدا کی حمد و ثناء کرتا رہا اور کہتا رہا کہ عاقبت پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ شیطان کو حیرت ہوئی اس نے کہا کہ ہاتھ کٹنے کے

بعد بھی وہی پہلے والا ذکر پڑھ رہے ہو، اس شخص نے کہا میں یہی پڑھوں گا اور اس کے صحیح ہونے پر دوسرے ہاتھ کی بازی لگا سکتا ہوں اتفاق سے دوسری مرتبہ بھی اسی پہلے والے فیصلہ کرنے والے سے ملاقات ہوگئی اور اس نے وہی پہلا والا فیصلہ کہ عاقبت دولت مندوں کے لیے ہے کہا۔ شیطان نے اس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ لیا لیکن وہ شخص اسی طرح خدا کی حمد و ثناء کرتا رہا اور عاقبت پرہیز گاروں کے لیے پڑھتا رہا۔ تیسری مرتبہ اس نے اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے سر کی بازی لگا دی۔ اس مرتبہ فیصلہ کے لیے ان کی ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جو صالح، متقی، نیک اور خوبصورت تھا۔ جب اس سے تمام باتیں بتائیں تو اس نے اس شخص کے ہاتھوں کی جگہ ہاتھ پھیرا تو وہاں ہاتھ جڑ گئے اس کے بعد اس خبیث کی گردن پر ایک محکم وار کر کے اسے جدا کر دیا اور کہا: "هذا العاقبة للمتّقین" یہ دیکھو عاقبت پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ [1]

حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں:

اشعر قلبك التّقوىٰ و خالف الهوای تغلب الشّیطان

اپنے دل کو تقویٰ اور پرہیز گاری کا لباس پہناؤ اور نفسانی خواہشات کی مخالفت کرو تا کہ شیطان پر غلبہ پا سکو۔ [2]

۱۔ سبائک الذہب فی بیان حقیقۃ المذہب ص ۲۲۰ حدیث ۶۳۶ شیخ حسین بحستانی خراسانی۔

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۱۹۵

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لکلِّ شيءٍ معدن و معدن التّقویٰ قلوب العارفین

ہر چیز کا ایک خزانہ ہوتا ہے اور تقویٰ کا خزانہ اور اس کا گنجینہ معرفت والوں کے دل ہیں۔[1]

۶۸۔شیطان اور مال اندوزی: (قارون کا خزانہ)

قارون حضرت موسیٰ کا چچازاد بھائی[2] تھا اور موسیٰ اور ہارونؑ کے بعد علم و دانش اور خوبصورتی میں کوئی اس کے برابر نہیں تھا، توریت تمام لوگوں سے زیادہ اچھی پڑھتا تھا اور اس کی آواز بھی شاندار تھی مال و دولت کے اعتبار سے بھی اپنے زمانہ میں بے مثال تھا اس معاملہ میں کوئی اس کی گرد پا کو نہیں پا سکتا تھا۔ اس کا مال اتنا زیادہ تھا کہ اس نے اپنے خزانوں کی چابیاں چمڑے کی بنوا رکھی تھیں کیونکہ لوہے کی چابیاں لانا لے جانا اور اٹھانا ذمہ داروں کے لیے مشکل کام تھا اور چمڑے کی چابیاں ہونے کے باوجود اسے کئی لوگ اٹھاتے تھے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ وہ علم کیمیا جانتا تھا جس کی وجہ سے روز بروز اس کی دولت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ اس میں سرکشی اور طغیانی پیدا ہوگئی اور قوم بنی اسرائیل کے مومنین کی نصیحتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ اس پورے مال کو اپنے علم و دانش اور ہوشیاری کا نتیجہ سمجھتا تھا اور اپنے آپ کو خداوند عالم سے بے

۱۔ ارشاد القلوب جلد ۱ ص ۱۵، میزان الحکمت جلد ۹، ص ۶۴۳

۲۔ بعض لوگ اسے حضرت موسیٰ کا چچا اور بعض لوگ خالہ زاد بھائی کہتے ہیں۔

نیاز خیال کرتا تھا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اتنی دولت وثروت اکٹھا ہونے کی وجہ اس کی چالیس سال کی عبادت ہے جو اس نے ایک غار میں کی تھی اور عبادت میں بنی اسرائیل پر اس نے سبقت حاصل کر لی تھی۔ ایک دن ابلیس نے کچھ شیاطین کو اس کے پاس فریب دے کر گمراہ کرنے کے لیے بھیجا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے تو خود ابلیس عابد کے بھیس میں اس کے پاس آیا اور اسی کے برابر مصلا بچھا کر عبادت میں مصروف ہو گیا اور اس نے قارون سے زیادہ عبادت کی، قارون اس کے سامنے بہت زیادہ انکساری کرتا تھا۔

ایک دن ابلیس نے قارون سے کہا کیا ہم اپنی اسی عبادت پر خوش رہیں اور کوئی دوسرا کام نہ کریں مثلاً اجتماعی کاموں میں شرکت، مریضوں کی عیادت تشییع جنازہ وغیرہ آخر کار ان وسوسوں کے ذریعہ شیطان نے پہاڑ کے اوپر سے اسے شہر کی عبادت گاہ میں پہونچا دیا۔ بنی اسرائیل ان دونوں کے لیے کھانا بھیجتے تھے کچھ دن کے بعد ابلیس نے کہا اس طرح ہمارا بوجھ قوم کے اوپر ہے کیوں نہ جمعہ کے دن کام کریں اور بقیہ ایام میں عبادت کریں۔ دونوں نے ایسا ہی کیا۔ کچھ دنوں بعد ابلیس نے کہا کیوں نہ ایک دن عبادت کریں اور ایک دن کام کریں اور آمدنی کو فقراء اور مساکین کی مدد میں خرچ کریں۔ قارون نے جیسے ہی اسے قبول کیا ابلیس وہاں سے کھسک گیا اور قارون پر مال و دولت کے دروازے کھل گئے اور اس کی دولت میں بے تحاشا اضافہ ہونے لگا۔

ایک دن قارون نے اپنی دولت اور شان و شوکت کو دوسروں کے سامنے

لانے کا انتظام کیا جواہرات سے آراستہ نفیس ترین لباس زیب تن کیا اور اپنے طرف داروں کے درمیان شان وشوکت کے ساتھ آیا جس سے ظاہر بین افراد کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور ان کے دل میں اس مقام و دولت کے حاصل کرنے کی آرزو کروٹیں لینے لگیں لیکن حقیقت پسند افراد پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور انھوں نے اس معاملہ کو بالکل اہمیت نہیں دی۔

قارون کی دولت میں اضافہ سبب بنا کہ وہ دھیرے دھیرے حضرت موسیٰ سے مقابلہ اور ان کے سلسلہ میں نفاق کا رویّہ اختیار کرے اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو ان کے خلاف بھڑکائے لہٰذا اس نے ایک بڑا گھر بنایا اور اس میں لوگوں کے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ بنی اسرائیل کے بزرگ صبح وشام اس گھر میں جاتے تھے۔ کھانا کھاتے اور آپس میں بحث و گفتگو کرتے گویا قارون جناب موسیٰ کے لیے دوسرا فرعون بن گیا۔

حضرت موسیٰ بھی رشتہ داری کی وجہ سے اس سے اچھے طریقہ سے پیش آتے تھے اور اس کی اذیّت و آزار کو ہنس کر برداشت کر جاتے تھے یہاں تک کہ زکات کا قانون نازل ہوا۔ موسیٰ نے زکات وصول کرنے کے لیے کسی کو قارون کے پاس بھیجا، قارون نے بہت حساب کتاب اور کوشش کی لیکن اپنے آپ کو زکات کی ادائیگی کے لیے آمادہ نہ کر سکا لہٰذا اس نے جناب موسیٰ کی کھلّم کھلا مخالفت شروع کردی اور لوگوں کو ان کے اطراف سے پراگندہ کرنے لگا۔

قارون نے اپنے گھر میں بنی اسرائیل کے بڑے گروہ کو جمع کیا اور کہا: موسیٰ نے تمہیں جن باتوں کا حکم دیا تم نے اس پر عمل کیا لیکن اب وہ تمہارے مال کے

در پے ہیں۔

لوگوں نے پوچھا کیا کرنا چاہیئے، قارون نے کہا فلاں فاحشہ عورت کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ میں کوئی ترکیب نکال سکوں، وہ عورت آئی، قارون نے اس سے وعدہ لیا اور اسے پیسے دیئے۔ بعضوں نے کہا کہ اسے سونے کی لگن تحفہ میں دی اور بھی بہت سی باتوں کے وعدے کیے تاکہ وہ بنی اسرائیل کے مجمع میں کھڑے ہوکر موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تہمت دے۔

دوسرے دن بنی اسرائیل کو جمع کیا اور موسیٰ کے پاس آیا اور کہا لوگ آپ کے منتظر ہیں کہ آکر انھیں احکام الٰہی بتائیں اور وعظ ونصیحت کریں، موسیٰ علیہ السّلام مجمع میں آئے اور نصیحت شروع کی اے بنی اسرائیل جو شخص چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، جو شخص دوسرے پر تہمت لگائے گا اسے ۸۰ تازیانے لگائے جائیں گے جو کنوارا زنا کرے گا اسے سو تازیانہ مارا جائے گا اور جو شادی شدہ زنا کرے گا اسے سنگسار کیا جائے گا۔

اس وقت قارون کھڑا ہوا اور بولا چاہے وہ تم خود کیوں نہ ہو کہا: ہاں چاہے وہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ قارون نے کہا بنی اسرائیل کہتے ہیں تم نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے۔ موسیٰ تعجب سے پوچھا: میں نے؟ — قارون نے کہا: ہاں تم نے۔

موسیٰ نے فرمایا: اس عورت کو بلاؤ جب اس عورت کو لایا گیا تو آپ نے اس سے پوچھا کیا میں نے تیرے ساتھ یہ بدکاری کی ہے اسے قسم دی کہ وہ سچ سچ بتائے وہ عورت سوچ میں پڑ گئی۔ پھر اس نے کہا نہیں! یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں اور سچ یہ ہے کہ قارون نے مجھے پیسہ دیا ہے اور وعدہ لیا ہے کہ میں تم پر یہ

الزام لگاؤں قارون اس بات سے بہت شرمندہ ہوا اور اس کی بڑی رسوائی ہوئی جناب موسیٰ سجدہ میں گر گئے اور رو کر بارگاہ خدا میں عرض کیا: پروردگارا! تیرے دشمن نے مجھے آزردہ خاطر کیا ہے اور مجھے رسوا کرنا چاہا ہے اگر میں تیرا سچا نبی ہوں تو اس سے میرا انتقام لے اور مجھے اس پر مسلّط فرما۔

خداوند عالم نے موسیٰ کو وحی کی کہ میں نے زمین کو تمہارے اختیار میں قرار دیا ہے اسے جو کچھ حکم دو گے وہ انجام دے گی۔ جناب موسیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف رخ کر کے فرمایا: خدا نے جس طرح مجھے فرعون کی طرف بھیجا تھا اسی طرح اب مجھے قارون کی طرف مبعوث کیا ہے لہٰذا جو شخص اس کے ساتھ ہے وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہے اور جو شخص میرے ساتھ ہے اس سے دور ہٹ جائے۔ بنی اسرائیل یہ سنتے ہی قارون کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے اور دو آدمیوں کے علاوہ کوئی نہ بچا، اس وقت جناب موسیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ انھیں نگل لے، زمین پھٹی اور وہ لوگ زانو تک دھنس گئے۔ جناب موسیٰ کے دوبارہ حکم دینے سے کمر تک اور تیسری مرتبہ گردن تک دھنس گئے چوتھی مرتبہ قارون اپنے گھر اور تمام لوازمات جو کچھ اس کے پاس تھا اس کے ساتھ زمین میں چلا گیا، ہر بار قارون حضرت موسیٰ سے التماس کرتا تھا کہ اسے بخش دیں وہ رشتہ داری کا حوالہ دیتا تھا اور قسم دیتا تھا لیکن چونکہ بہت دیر ہو چکی تھی اور جو شیطان کا اولاد آدم کے سلسلہ میں منصوبہ تھا مکمل ہو چکا تھا حضرت موسیٰ نے کوئی توجہ نہیں کی اور زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون کو مکمل طور پر نگل لے اور ایسا ہی ہوا۔ [1]

---

[1] قصص قرآن یا تاریخ انبیاء، سید ہاشم رسولی محلاتی جلد ۲ ص ۱۵۹

خداوند عالم سورۂ قصص کی ۷۶ اور ۸۲ نمبر کی آیتوں میں قارون کے واقعہ کو دوسروں کی عبرت اور نصیحت کے لیے فرماتا ہے۔

تلك الدّار الآخرة نجعلها للّذين لا يريدون علوّا فى الارض ولا فساداً والعاقبة للمتّقين من جاء بالحسنة فله خير منها و من جاء بالسّيئة فلا يجزىٰ الّذى عملوا السّيات الاّ ما كانوا يعملون

یہ دار آخرت وہ ہے جسے ہم ان لوگوں کے لیے قرار دیتے ہیں جو زمین میں بلندی اور فساد کے طلبگار نہیں ہوتے ہیں اور عاقبت تو صرف صاحبان تقویٰ کے لیے ہے، جو کوئی نیکی کرے گا اسے اس سے بہتر اجر ملے گا اور جو کوئی برائی کرے گا تو برائی کرنے والوں کو اتنی ہی سزا دی جائے گی جیسے اعمال وہ کرتے رہے ہیں۔ [1]

۶۹۔ شیطان اور علماء اور دانشمندان: (بلعم باعورا فریب کا نمونہ)

ایک شیطان صفت عالم جو فریب، دکھاوا، جھوٹ اور خود فراموشی کا نمونہ ہے وہ ہے "بلعم باعورا" قرآن کریم اس کے سلسلہ میں فرماتا ہے: اے ہمارے پیغمبر! لوگوں کو آپ اس "بلعم باعورا" کی داستان بتائیں جسے ہم نے اپنی

---

[1] قصص/ ۸۳-۸۴

نشانیاں عطا کی تھیں اور اسے سکھایا تھا لیکن اس نے ان نشانیوں کے احکام سے منھ موڑا اور نکل گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کر کے اس پر تسلط جما لیا نتیجہ میں وہ گمراہ علماء میں قرار پایا اگر ہم چاہتے تو اس کے درجہ کو ان آیات (علوم) کے ذریعہ ترقی دیتے لیکن (چونکہ جبر میری روش کے خلاف ہے لہٰذا اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا) پستی کی طرف مائل ہوا اور اس نے اپنی خواہش نفسانی کی پیروی کی وہ خارش زدہ کتے کی طرح ہے کہ اگر اسے مار کے بھگاؤ تو منھ کھول کر زبان باہر نکالتا اور بھونکتا ہے اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بھی یہی کچھ کرتا ہے (گویا وہ دنیا کا اتنا پیاسا ہے کہ سیراب ہوتا ہی نہیں) اور ایسا شخص جو اتمام حجت کے بعد خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے وہ اس کی وجہ سے سخت عذاب میں گرفتار رہے یہ ان لوگوں کی داستان ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، یہ داستان ان سے بیان کرو ہو سکتا ہے وہ غور و فکر کریں اور بیدار ہو جائیں اور اپنی نجات کے لیے تدبیر کریں۔ [۱]

بلعم باعورا جناب موسیٰ کے زمانہ کے علماء بنی اسرائیل میں سے تھا کہ حضرت موسیٰ بھی اپنے تبلیغی امور میں اس سے مدد لیا کرتے تھے وہ معنویت کے میدان میں اتنا آگے نکل گیا تھا کہ اس کی دعا خدا کی بارگاہ میں قبول ہوتی تھی اتنا سب ہونے کے باوجود فرعون کی طرف جھکاؤ پیدا ہوا اور اس کی لالچ سے اس نے راہ حق سے انحراف کیا اور اپنا سارا مقام و مرتبہ اپنے ہاتھ سے گنوا بیٹھا یہاں تک کہ مخالفین موسیٰ کی صف میں قرار پایا۔

---

۱ اعراف آیت / ۱۷۵-۱۷۶ کا مفہوم ہے۔

ابتداء میں شیطان اس سے بالکل مایوس تھا کیونکہ مکمل طور پر راہ حق کو اپنائے ہوئے تھا لیکن جب انحراف اور ہوائے نفس کی پیروی کی راہ ہموار ہوئی تو شیطان تیزی سے اس کے پیچھے لپکا اور اس تک پہونچ کر اس کی راہ میں بیٹھ گیا اور اس کا اختیار اپنے ہاتھوں میں لے کر وسوسہ کرنے میں لگ گیا اور آخر کار اسے ہلاکت کے دلدل تک لے آیا اور گمراہوں اور بدبختوں کی صف میں قرار دیا۔

تواریخ و روایات میں منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ کا لشکر شہر "اریحا" کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا تو شہر کے لوگ بلعم باعورا کے پاس آئے اور کہا کہ موسیٰ ہم سے جنگ کر کے ہم کو ہمارے شہر و دیار سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں تم ان کے لیے بددعا کرو بلعم کو اسم اعظم کا علم تھا اس نے جواب دیا میں کیونکر خدا کے رسول اور مومنین کے لیے بددعاء کر سکتا ہوں جبکہ خدا کے فرشتے ان کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں نے اصرار کیا لیکن وہ نہ مانا آخر کار ان لوگوں نے دوسرے طریقوں سے اس پر اس طرح دباؤ ڈالا کہ وہ بددعاء کے لیے آمادہ ہو گیا، اٹھا اور اپنی سواری کے گدھے پر سوار ہوا تا کہ بنی اسرائیل کے مقابل پہاڑ پر جا کر بددعاء کرے تھوڑا راستہ چلنے کے بعد گدھا رک گیا اور زمین پر لیٹ گیا بلعم نے اتر کر اسے اتنا مارا کہ بے زبان جانور اٹھ کھڑا ہوا لیکن چند قدم چلنے کے بعد دوبارہ لیٹ گیا اور تیسری مرتبہ بھی یہی کچھ ہوا یہاں تک کہ خدا نے اسے بولنے اور بات کرنے کی صلاحیت دے دی اور اس نے بلعم سے کہا: وائے ہو تجھ پر اے بلعم کہاں جا رہا ہے تم دیکھ کیوں نہیں رہے ہو کہ فرشتے مجھے روک رہے ہیں بلعم نے پھر بھی کوئی توجہ نہیں کی وہ آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے

مقابلہ میں پہونچ گیا اس نے بددعا کرنا چاہی لیکن اس پر قادر نہ ہوا اور زبان سے دعا نکلنے لگی اسے معلوم ہوگیا کہ یہ کام ممکن نہیں ہے اس وقت اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا اب تو "خسر الدنیا و الآخرۃ" کی منزل ہے میری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہوگئیں اور میں اب کچھ بھی نہیں کرسکتا اب صرف مکر وحیلہ کے ذریعہ ہی کچھ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اپنی عورتوں کو بنا سنوار کر کچھ چیزیں فروخت کرنے کے بہانے موسیٰ کے لشکر میں بھیجو اور ان سے کہو کہ اگر کوئی اس سے چھیڑ چھاڑ کرے یا زنا کرے تو وہ مزاحمت نہ کریں کیونکہ اگر کوئی زنا کرے گا تو وہ ہلاک ہوگا اور اس کے شر سے تمھیں نجات مل جائے گی۔

بلعم کے بتائے ہوئے طریقہ پر عورتوں کو سجا سنوار کر چیزیں فروخت کرنے کے بہانہ لشکر میں بھیجا گیا۔ "زمری بن شلوم" جو شمعون بن یعقوب کے سلسلہ کا سردار تھا اس نے ایک عورت کا ہاتھ پکڑا اور حضرت موسیٰ کے پاس لے آیا اور کہا: آپ کے حساب سے یہ عورت ہم پر حرام ہے لیکن خدا کی قسم ہم آپ کی اطاعت نہ کریں گے اور اس کے بعد اس نے اس عورت کا ہاتھ پکڑا اور اپنے خیمے میں لے جا کر اس سے زنا کیا، لشکر کے دوسرے افراد بھی بدکاری میں مشغول ہوگئے یہی وقت تھا جب خدا نے طاعون کا مرض ان پر مسلّط کردیا اور ایک گھنٹہ کے اندر بیس یا ستر ہزار آدمی ہلاک ہوگئے۔

فنحاص بن عیزار ابن ہارون جو لشکر موسیٰ کا سپہ سالار تھا وہ اس وقت موجود تھا جب وہ آیا اور اسے معاملہ کی خبر ہوئی تو سیدھے زمری بن شلوم کے خیمہ میں گیا اور اسے اس عورت کے ساتھ جو اس کے ساتھ خیمہ میں تھی قتل کر ڈالا اور دونوں کی

لاش نیزہ پر اٹھا کر گھمائی اور مناجات کی "اَللّٰهُمَّ هذا جزاء من يُعصيك" بہار الٰہا یہ اس شخص کا انجام ہے جو تیری معصیت کرے۔ اس وقت خداوند عالم نے طاعون کو برطرف کیا۔[۱]

انسانی سماج میں علماء ودانشوروں کا اپنے علم ودانش کو اپنے زمانہ کے ظالموں اور جابروں کے اختیار میں دے دینے سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں ہے۔

علماء کے اس گروہ کی نشانیاں اور علامتیں ہیں جنھیں مذکورہ بالا آیتوں میں بیان کیا گیا ہے اور ان کے ذریعہ انھیں شناخت کیا جاسکتا ہے یہ لوگ نفسانی خواہشات کے ایسے غلام ہیں جنھوں نے اپنے خدا کو فراموش کردیا ہو ان کی ہمّتیں پست ہیں جو خدا کی نگاہ میں برتر اور بالا مقام کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے پستی اختیار کرتے ہیں اور اسی کم ہمّتی کی خاطر اپنے تمام امتیازات سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں وہ لوگ شیطانی وسوسہ کے سخت شکار ہیں اور وہ آسانی سے خریدے اور بیچے جاسکتے ہیں، وہ لوگ بیمار کتّے کی طرح ہیں جو کبھی سیراب نہیں ہوتا لہٰذا راہ حق کو چھوڑ کر بھٹکتے پھرتے ہیں اور گمراہوں کی ضلالت وگمراہی میں قیادت کرتے ہیں ایسے افراد کی شناخت اور ان سے سخت پرہیز ضروری ہے۔[۲]

پیغمبر اسلام فرماتے ہیں:

اِنّ شرَّ الشّر شرار العلماء

---

[۱] اقتباس از قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۲ ص ۲۳۹ تفسیر منہج الصادقین جلد ۴ ص ۱۳۵، تفسیر نمونہ جلد ۷ ص ۱۲، ص ۱۶، تفسیر المیزان جلد ۱۶ ص ۲۳۳

[۲] تفسیر نمونہ جلد ۷، ص ۱۶

بروں میں بدترین لوگ بری صفت اور بری سیرت والے علماء ہیں۔[۱]

ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ویل لامّتی من علماء السّوء

میری امت کے علماء سوء پر وائے ہو۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

فاتّقوا الفاسق من العلماء اولئك فتنة كل مفتون.

دوسرے جملہ میں فرمایا:

ایّاکم والفجّار من العلماء فانّھم فتنة کلّ مفتون

فاسق وفاجر علماء سے دوری اختیار کرو کہ وہ گمراہوں کی گمراہی کا سبب ہوتے ہیں۔[۳]

۷۰۔ ایک رات خواب میں شیطان کے ساتھ: (تفکّر)

جنید کہتے ہیں: ایک رات خواب میں شیطان کو دیکھا وہ ننگا تھا۔ اس سے کہا: اے ملعون تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی جو اس طرح ننگا ہے۔ اس نے کہا کن

۱۔ میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۱۷، منیۃ المرید شہید ثانی ص ۱۱۷

۲۔ میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۱۹

۳۔ میزان الحکمت جلد ۶ ص ۵۱۰، بحار الانوار جلد ۲ ص ۱۰۶

لوگوں سے ارے جن سے شرم کرنا چاہیئے وہ اس وقت مسجد میں ہیں جنھوں نے اپنے عمل سے میرے جگر کو بھون ڈالا ہے اور میرا پورا جسم پگھلا دیا ہے۔

جنید کہتے ہیں ڈر سے میری آنکھ کھل گئی، مسجد کی طرف بھاگا، مسجد میں جا کر دیکھا تو ایک گروہ زانوؤں میں سر دیئے غور وفکر میں مشغول ہے۔ جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو کہا اے جنید! ہوشیار رہنا کہیں اس خبیث کی گفتگو تمہیں مغرور نہ بنا دے۔[۱]

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

التّفكّر فی ملكوت السّماوات والارض عبادة المخلصين

زمین وآسمان کے ملکوت میں غور وفکر مخلصین (جن لوگوں کو بہکانے سے شیطان معذور ہے) کی عبادت ہے۔[۲]

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

افضل العبادة التّفكّر فی الله

فضیلت والی اور بہترین عبادت امور الٰہی میں غور وفکر ہے۔[۳]

امام صادقؑ ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ رسالہ قشیریہ ص ۴۰۸ و ص ۴۰۹، تذکرۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۹۶

۲۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۴۹

۳۔ میزان الحکمت جلد ۷ ص ۵۴۳

تفکّر ساعة خیر من عبادة سنة

تھوڑی دیر غور وفکر کرنا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔[1]

۷۱۔ شیطان اور رات کی سیاہی: (خلاف ورزی)

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

شیطان کے یاور و مددگار ہیں کہ جب رات ہوتی ہے تو وہ مشرق و مغرب کو پُر کردیتے ہیں اور وہ اکثر لوگوں پر اپنا تسلط جما کر ان سے رات کی تاریکی میں خلاف ورزی کا کام لیتے ہیں اور لوگوں کی نگاہوں سے دور تاریکی تنہائی اور خاموشی سے استفادہ کرتے ہوئے چوری، قتل، زنا اور ہر طرح کی برائی پر آمادہ کرتے ہیں۔

البتہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس سکوت، تنہائی اور رات کی تاریکی سے استفادہ کرتے ہوئے خدا سے مناجات کرتے اور نیک کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔[2]

۷۲۔ شیطان کے رات ودن کا لشکر: (غفلت اور فراموشی)

دعا کے لیے فضیلت والا وقت صبح وشام کا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ جو خدا کو یاد رکھتے ہیں وہ صبح صبح "بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم" کے ذکر کے ساتھ

۱۔ میزان الحکمت جلد ۷ ص ۵۴۳

۲۔ روضہ کافی ح ۳۰۴، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۳

اپنے گھر سے نکل کر کام پر جاتے ہیں اور اپنے روزانہ کے امور سے فارغ ہوکر شام کو دعا وذکر کے ساتھ اپنے بستر پر آرام کرتے ہیں۔

امام باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ابلیس ملعون اپنے لشکر کو رات ہوتے ہی بکھیر دیتا ہے اسی طرح طلوع صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو پھیلا دیتا ہے۔ (اور لوگ معمول کے مطابق اپنے کام دھام میں مشغول ہوجاتے ہیں) لہٰذا ان دو وقتوں میں زیادہ ذکر خدا کرو اور ابلیس اور اس کے لشکر سے خدا کی پناہ مانگو کیونکہ یہ دونوں وقت غفلت کی گھڑیاں ہیں اکثر لوگ انھیں مواقع پر خدا کو بھلا دیتے ہیں لہٰذا ہوشیار رہو خدا سے غافل نہ ہو ورنہ لامحالہ اس غفلت کے سبب ابلیس ملعون کے جال میں پھنس جاؤ گے۔[1]

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں:

ان کان الشّیطان عدوّا فالغفلة لماذا؟

اگر شیطان تمہارا دشمن ہے تو پھر یہ غفلت اور فراموشی آخر کس لیے ہے؟[2]

۷۳۔ شیطانی خواب: (وضوء وطہارت)

ابلیس ملعون کا (ھزع) نامی ایک لشکر ہے جو ہر رات کو مشرق اور مغرب کو پُر کردیتا ہے اور لوگوں کے خواب میں آتا ہے جس کی وجہ سے لوگ الٹے سیدھے

۱۔ عدۃ الداعی ص ۲۵۷، کافی جلد ۴ ص ۲۹۱

۲۔ میزان الحکمت جلد ۷ صفحہ ۳۵۹

خواب دیکھتے ہیں۔ [۱]

اس سے قبل اشارہ ہو چکا ہے کہ طہارت و وضوء کے ساتھ ہونے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان الٹے سیدھے خواب نہیں دیکھتا اور یہ عمل شیطان کو آدمی سے دور رکھتا ہے۔ [۲]

۷۴۔ شیطان کو سرنگوں کرنے کا ذریعہ: (زبان پر قابو)

ایک بدّو عرب دور دراز کا سفر طے کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ جو باتیں بہشت میں جانے کا سبب ہوں انھیں مجھے بتایئے آپؐ نے اسے پانچ اخلاقی باتیں بتائیں فرمایا:

۱۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔
۲۔ پیاسے کو پانی پلاؤ۔
۳۔ نیکیوں کا حکم دو۔
۴۔ برائیوں سے روکو۔
۵۔ اور اگر مذکورہ بالا امور تمہارے بس میں نہ ہوں تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور خیر و نیکی کے علاوہ کوئی بات نہ کرو کیونکہ اس طرح شیطان کو سرنگوں کر کے اس پر غلبہ پاؤ گے اور بہشت میں تمہیں جگہ نصیب

[۱] روضۃ الواعظین ص ۵۴۰، بحار الانوار جلد ۵۸، ص ۱۵۹، امالی شیخ صدوق مجلس ۲۹ ح ۱۷
[۲] ۱۹ ویں واقعہ کے ذیل میں ملاحظہ ہو

ہوگی۔ [۱]

۷۵۔ شیطان کی نظر میں بہتر اور بدتر لوگ: (کنجوس اور سخی)

ایک دن یحییٰ بن زکریاؑ نے ابلیس کو دیکھا تو اس سے کہا یہ بتاؤ تمہاری نگاہ میں محبوب ترین اور مبغوض ترین شخص کون ہیں؟ ابلیس نے کہا میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ''کنجوس مومن'' ہے اور سب سے مبغوض ترین شخص سخی فاسق ہے!

حضرت یحییٰؑ نے وجہ دریافت کی — اس نے کہا، مومن میں بخل جیسی بری صفت نے مجھے اس کے بہکانے کی زحمت سے بچا لیا ہے اور اس کی یہ صفت اس کی گمراہی کے لیے کافی ہے یہ صفت خود اسے گناہوں کی طرف کھینچتی ہے لیکن خوف ہے سخاوت مند فاسق کے سلسلہ میں کہ کہیں اس کا عمل قبول نہ ہو جائے اور سخاوت کے سبب اسے راہ حق کی ہدایت نہ ہو جائے اور وہ اپنے فسق و فجور سے توبہ کر کے نجات نہ پا جائے۔ اس کے بعد شیطان نے جناب یحییٰؑ سے منھ پھیر لیا اور کہا اگر تم یحییٰؑ نہ ہوتے تو میں تم سے یہ باتیں نہ بتاتا۔ [۲]

[۱] مجموعہ ورام جلد ۱ ص ۱۰۵ ''باب سکوت وحفظ زبان''
[۲] محجۃ البیضاء جلد ۶ ص ۷۷، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۳۳، کیمیائے سعادت جلد ۲ ص ۱۷۲

٧٦۔ ابلیس کی نصیحتیں: (غصہ، کنجوسی، عورتیں)

ایک دن ابلیس حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اوران سے کہا کہ میں تمہیں تین چیزیں سکھانے آیا ہوں— حضرت نے پوچھا: وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ ابلیس نے کہا:

۱۔ غصہ کی زیادتی اور تیزی سے ہوشیار رہو کیونکہ جو شخص غصہ کی تیزی کا شکار ہو جائے میں اس سے اس طرح کھیلتا ہوں جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔

۲۔ عورتوں سے ڈرو کیونکہ گمراہی کے لیے عورتوں کے جال سے زیادہ میں کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا ہوں۔

۳۔ کنجوسی سے بچو کیونکہ جو شخص بخیل ہوگا میں اس کے دین ایمان اور دنیا کو تباہ وبرباد کردوں گا۔ [۱]

٧٧۔ شیطان اور کشتیٔ نوح: (غرور، حرص، نامحرم کے ساتھ تنہائی)

جس گھڑی جناب نوحؑ نے کشتی بنا کر تیار کر دی اور اس میں طرح طرح کے حیوانات کے جوڑوں کو سوار کرایا، لیکن گدھا کشتی سے باہر ہی رہ گیا آپ نے اسے سوار کرنے کی بہت کوشش کی آخرکار آپ کو غصہ آ گیا اور آپ نے اسے

۱ کیمیائے سعادت جلد ا ص ۵۴۱

ڈانٹا اور کہا: "ارکب یا شیطان" اے شیطان سوار ہو۔

شیطان نے سن لیا اور وہ گدھے کے ساتھ کشتی میں داخل ہو گیا اور جناب نوحؑ کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ جب کشتی روانہ ہوئی تو آپؑ کی نظر شیطان پر پڑی۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کس کی اجازت سے کشتی میں سوار ہوا ہے؟ تو اس نے کہا آپ ہی نے تو "ارکب یا شیطان" کہہ کر مجھے سوار ہونے کی اجازت دی ہے۔

اے نوحؑ تم نے جو ہمارے حق میں نیکی اور خیر خواہی کی ہے اس سے میری گردن پر ایک حق آ گیا ہے جسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں، جناب نوحؑ نے پوچھا وہ حق اور خیر خواہی کیا ہے؟— اس نے جواب دیا: آپؑ کی بددعا سے پوری قوم ہلاک ہو گئی، اگر آپ نے یہ کام نہ کیا ہوتا تو میں حیران تھا کہ اتنی بڑی آبادی کو کس کس طرح بہکاؤں آپ نے بددعا کر کے میری مشکل آسان کر دی، نوحؑ سمجھ گئے کہ شیطان انھیں سرزنش اور ملامت کر رہا ہے، آپ نے گریہ کرنا شروع کر دیا، کہا جاتا ہے کہ طوفان کے بعد پانچ سو سال تک روتے رہے اسی وجہ سے ان کا لقب نوحؑ [۱] پڑ گیا ورنہ اس سے پہلے انھیں "عبدالجبار" کے نام سے پکارا جاتا تھا، اس وقت خدا نے ان پر وحی کی کہ شیطان کی باتیں سن لو۔ آپ نے شیطان سے فرمایا: جو کہنا ہو کہو!

شیطان نے کہا میں آپ کو چند خصلتوں سے منع کرتا ہوں:۔

۱۔ پہلے یہ کہ غرور سے پرہیز کرو کیونکہ سب سے پہلا گناہ جو خدا کا ہوا

۱ نوح: جو بہت زیادہ گریہ اور نوحہ کرے

ہے وہ اسی غرور کی وجہ سے ہوا ہے جب پروردگار نے مجھے تمہارے باپ آدمؑ کا سجدہ کرنے کا حکم دیا اگر غرور نہ کرتا اور سجدہ کر لیتا تو مجھے عالم ملکوت سے باہر نہ کیا جاتا۔

۲۔ دوسرے حرص سے بچو کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے باپ آدمؑ کے لیے پوری جنّت حلال اور مباح کر دی تھی اور صرف ایک درخت سے منع کیا تھا لیکن اس صفت نے انھیں اس شجر ممنوعہ سے کھانے پر آمادہ کر دیا پھر جو نتیجہ بھگتنا تھا وہ بھگتا۔

۳۔ تیسرے یہ کہ کبھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہنا مگر یہ کہ کوئی تیسرا بھی وہاں موجود ہو اس لیے کہ اگر کسی تیسرے شخص کے بغیر تنہائی ہوگی تو میں وہاں پہونچ جاؤں گا اور اتنا وسوسہ کروں گا کہ تم لوگ زنا پر آمادہ ہو جاؤ گے۔

ان جملوں کے بعد خدا نے حضرت نوحؑ پر وحی کی کہ اے نوحؑ شیطان کی باتوں کو مان لو۔[1]

۸۷۔ شیطان کا مضبوط جال: (عورتیں)

ایک دن شیطان نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے آدمیوں کے شکار کے لیے مضبوط جال چاہیئے خدا نے سونا، چاندی، حیوانات اور گھوڑوں کے گلّے اسے بتائے اور فرمایا: ان چیزوں کے ذریعہ انسانوں کو فریب دے سکتے ہو،

۱۔ انوار نعمانیہ جلد ۱ ص ۲۳۸، ص ۲۳۹

شیطان پہلے تو خوش ہوا بعد میں اس کا منہ پھر لٹک گیا کہ نہیں یہ جال مضبوط نہیں ہے تو خداوند عالم نے قیمتی جواہرات کے معدن اسے دکھائے اور فرمایا: لو یہ ایک دوسرا جال ہے۔ اس نے عرض کیا: مجھے مزید چاہیئے خدا نے چکنائی، مٹھاس، اور لذّت بخش مشروبات اور قیمتی اور نفیس لباس دکھایا۔ شیطان نے پھر بھی اپنا مطالبہ جاری رکھا کہ اور چاہیئے کہ آدمی کو آگ کی رسّی سے باندھ دوں کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ تیرے جمال وجلال کے شیدائی ان رسّیوں کو توڑ کر نکل جائیں گے اس جال میں صرف غیر لوگ پھنسیں گے اس طرح دو گروہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے میں ایسے جال کا خواہش مند ہوں جو مردوں کو گرفتار کر سکے خدا نے شراب اور موسیقی کے آلات اسے دکھائے تو شیطان ہنسنے لگا اور اسے تھوڑی سی خوشی حاصل ہوئی لیکن پھر بھی اسے دلی مراد حاصل نہیں ہوئی تھی لہٰذا اس نے عرض کیا: اے خدا جس نے موسیٰؑ کو اتنی قوّت دی کہ انھوں نے دریا کو اس طرح شگافتہ کیا کہ اس کی زمین تک خشک ہوگئی اور غبار اڑنے لگا مجھے اس سے زیادہ مستحکم جال عنایت فرما: تاکہ میں اسے آدمیوں کے لیے لجام کی طرح استعمال کر سکوں اور کشاں کشاں اسے بدبختیوں کی طرف کھینچتا پھروں، خدا نے عورتوں کے جمال کی طرف اس کی راہنمائی کی جو مردوں کے عقلوں کو ناکارہ بنا دیتا ہے اور صبر کو چھین لیتا ہے۔ شیطان اسے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگا اور کہا اسے مجھے جلد عنایت کر دے میں اپنی مراد کو پہونچ گیا۔

جناب ابراہیمؑ نے معاد کو ثابت کرنے کے لیے مرغ کو مار کر قیمہ قیمہ کر دیا تاکہ مردان خدا کو یہ بتا دیں کہ مرغ شہوت کی علامت ہے، شہوت پر قابو رکھو

تا کہ خدا کی بارگاہ میں رسائی ہو سکے۔ [۱]

۷۹۔ شیطان کا وسیلہ: (عورتیں)

اس مضمون کی روایت نقل ہوئی ہے کہ ایک دن ابلیس ملعون نے حضرت یحیٰ سے کہا: اے یحیٰ جب میں لوگوں کو بہکانے سے عاجز رہ جاتا ہوں تو عورتوں کا سہارا لیتا ہوں۔ [۲]

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔

اوثق سلاح ابلیس النّساءُ۔

شیطان کا سب سے زیادہ مضبوط اور کارگر اسلحہ عورتیں ہیں۔ [۳]

ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا:

النّساء حبالة الشّیطان

عورتیں شیطان کے جال ہیں۔ [۴]

---

[۱] مثنوی مولوی، دفتر پنجم ص ۴۴۵، ماخذ قصص و تمثیلات مثنوی ص ۱۶۴، داستانہائی مثنوی جلد ۴ ص ۷ تفسیر و نقد و تحلیل مثنوی جلد ۱۱ ص ۳۱۸

[۲] استعاذہ ص ۷۸

[۳] نہج الفصاحہ ص ۱۹۶، ص ۳۸۵

[۴] نہج الفصاحہ ص ۶۳۵ و ص ۶۰۷

۸۰۔ شیطان کی نگاہ: (نظر بازی)

فضیل بن عیاض کہتے ہیں ابلیس ملعون کہتا ہے:

النَظرهی قوسی القویمة و سهمی الّذی لا اخطی به

نامحرم پر نگاہ ڈالنا میری مضبوط کمان ہے اور ایسا تیر ہے جو کبھی نہیں چوکتا۔ [۱]

اس سلسلہ میں بہت سی روایتیں نقل ہوئی ہیں: امام صادقؑ فرماتے ہیں:

النَظرة من سهام ابلیس مسموم

نامحرم پر نگاہ ڈالنا ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ [۲]

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا:

العیون مصائد الشّیطان

آنکھیں شیطان کے جال ہیں۔ [۳]

لہٰذا نامحرم اور لوگوں کی ناموس پر نگاہ ڈالنے سے پرہیز کرو۔

آپ ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

الشّهوات مصائد الشّیطان،

شہوتیں شیطان کے جال ہیں۔ [۴]

---

[۱] محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۱۸۰

[۲] وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۱۳۸

[۳] غرر الحکم جلد ۷ ص ۲۳۵

[۴] غرر الحکم جلد ۱ ص ۱۵۴ [illegible]

۸۱۔ شیطان کے تیر وتلوار اور جال: (نامحرم پر نظر ڈالنا)

فتوت نامہ کے مولف تحریر کرتے ہیں کہ: اگر پوچھا جائے کہ آنکھوں کو کن چیزوں سے بند کرنا چاہیئے تو کہو کہ سب سے پہلے نامحرم سے کیونکہ نامحرم کو دیکھنا ایسا زہریلا تیر ہے جو شیطان کے ہاتھوں سے جس دل پر لگ جاتا ہے تو پھر وہ بچ نہیں سکتا۔[1]

حضرت امیر المومنین علیہ السّلام فرماتے ہیں: تمام فتنے تین چیزوں میں خلاصہ ہوتے ہیں۔

۱۔ (اجنبی) عورت کی دوستی کیونکہ وہ شیطان کی تلوار ہے۔

۲۔ شراب خواری کیونکہ یہ شیطان کا جال ہے۔

۳۔ دولت پرستی کیونکہ یہ شیطان کا تیر ہے۔

لہٰذا جو شخص عورت کا دوست ہوگا وہ زندگانی سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ اور جو شخص شراب خوار ہوگا جنّت اس پر حرام ہوگی اور جو دولت پرست ہوگا وہ دنیا کا زرخرید غلام ہوگا۔[2]

۸۲۔ شیطان کی روایات: (دیّوث)

ایک دن جناب نوحؑ نماز پڑھ رہے تھے کہ شیطان ظاہر ہوا اور آپ کی عبادت اور خضوع وخشوع دیکھ کر تلملا اٹھا اور نوحؑ کو مخاطب کر کے کہا: اے نوحؑ

۱۔ فتوت نامہ ص ۲۱۰ ۲۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۸۲

جس وقت خداوند عالم نے جنّت بنائی اور اس میں طرح طرح کے درخت قرار دیے اور بہت زیادہ نہریں نکالیں اور خوبصورت محل تعمیر کیے اس کے بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ فرماتا ہے کہ:

حقیقتاً خوش نصیب اور کامیاب ہے وہ جو واقعاً عورتوں اور مردوں میں مومن ہے اس کے بعد فرمایا: میرے عزّت وجلال کی قسم اس بہشت میں وہ ہرگز نہیں وہ سکتا ہو جو دیّوث (ایسا شخص جو اپنے اہل وعیال سے غافل رہے اور اپنی بیوی اور گھر والوں کو یونہی چھوڑ دے اور کوچہ وبازار کے نامحرموں سے ان کے روابط کی پرواہ نہ کرے) ہے۔[1]

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

لایدخل الجنّة دیّوث

دیّوث جنّت میں نہیں جا سکتا ہے۔[2]

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

حرّمت الجنّة علی الدّیّوث

دیّوث پر جنّت حرام ہے۔[3]

۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۲۴۸

۲۔ مستدرک الوسائل جلد ۲ ص ۵۵۸، ابواب مقدمات نکاح باب ۱۰۳

۳۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۱۷۵

۸۳۔شیطان اور برصیصا عابد: (زناء کا بُرا انجام)

بنی اسرائیل میں ایک گوشہ نشین عابد تھا جو لوگوں سے دور ایک عبادت خانہ میں ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا اور کثرت عبادت کی وجہ سے وہ مستجاب الدّعوۃ ہو گیا تھا اسے برصیصا کے نام سے جانا جاتا تھا۔

اتفاق سے ایک دفعہ بادشاہ کی بیٹی سخت بیمار ہوگئی، ڈاکٹروں نے اس کے علاج سے عاجزی ظاہر کی، ہر قسم کا علاج کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا آخر کار برصیصا عابد سے درخواست کی گئی کہ وہ بادشاہ کے گھر جاکر اس لڑکی کے شفا کے لیے دعا کرے۔ برصیصا راضی نہیں ہوا لہٰذا اس کے بھائیوں نے اسے تخت پر لٹا کر عبادت خانہ پہونچایا۔

برصیصا نے ان سے کہا اسے یہیں رہنے دو تاکہ سحر کے وقت جو دعا کے لیے بہترین وقت ہے اس کی شفا کے لیے دعا کروں، بھائیوں نے اسے وہیں چھوڑا اور چلے گئے۔

جب سحر ہوئی تو برصیصا نے اس لڑکی کے لیے دعا کی، اور اسے شفا مل بھی گئی۔ شیطان جو برصیصا کی عبادت اور شہرت کے درد سے بے چین تھا اور حسد کی آگ میں جل رہا تھا اس موقع سے اس نے فائدہ اٹھایا اور عابد کو گمراہ کرنے اور فریب دینے میں مشغول ہو گیا، اس نے اتنا وسوسہ کیا کہ آخر کار شہوت عابد پر غالب آئی اور اس نے لڑکی سے زنا کیا بدکاری کے بعد عابد اپنے کیے پر سخت

پشیمان ہوا اور سوچا کہیں لڑکی اس بات کا اپنے بھائیوں سے تذکرہ نہ کردے اور بادشاہ مجھے ہلاک نہ کر ڈالے لہٰذا اس نے اپنے نجات کی راہ ڈھونڈنا شروع کردی، شیطان نے دوبارہ اپنا کام شروع کیا اور اس کے دل میں وسوسہ کیا کہ وہ اسے مار ڈالے اور وہیں دفن کردے تاکہ اپنے جرم کو چھپا سکے۔ اس نے یہی کیا اور کچھ دیر میں لڑکی کا جنازہ اس نے عبادت خانہ کے ایک کنارہ دفن کر دیا اور جب صبح کو لڑکی کے بھائی اپنی بہن کو لینے آئے تو عابد نے ان سے کہا کہ: میں نے دعا کی تو وہ شفایاب ہوگئی اور اچھی ہو کر عبادت خانہ سے باہر چلی گئی۔

بھائی اپنی بہن کو ادھر ادھر ڈھونڈھتے پھر رہے تھے کہ شیطان کو موقع ملا اور اجنبی شخص کے بھیس میں وہ ظاہر ہوا اور برصیصا اور لڑکی کا پورا قصہ بتایا اور لڑکی کی قبر تک لایا اور اور قبر کھود کر انھیں دکھایا، بادشاہ نے لوگوں کو باخبر کیا اور برصیصا کے گلے میں رسّی ڈال کر کھینچتے ہوئے اسے شہر میں لائے اس کی دار کے اطراف میں ایک عظیم مجمع اکٹھا ہو گیا، جب اسے پھانسی پر چڑھایا جانے لگا تو شیطان اس کے سامنے ظاہر ہوا اس نے کہا: یہ ساری مصیبتیں میری لائی ہوئیں ہیں۔ اب اگر تم سر کے اشارہ سے مجھے معبود مان لو اور مجھ پر ایمان لے آؤ تو میں تمھیں نجات دے دوں، عابد جو گناہ کی وجہ سے کوردل ہو چکا تھا اس نے سر سے اشارہ کیا اور شیطان پر ایمان لے آیا، شیطان اس منظر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس کے پاس سے دور چلا گیا۔ عابد چلایا بھاگو نہیں مجھے بچاؤ۔ شیطان نے کہا:

انی بریءٌ منك انی اخاف الله ربّ العالمین

(حشر/۱۶)

میں تجھ سے بیزار اور بری ہوں اور رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

وہ عابد جس نے سالہا سال اپنی عمر عبادتوں میں بسر کی تھی اس طرح بدبختی کا شکار ہوا اور دونوں جہان کی رسوائی اس کے حصہ میں آئی۔ [1]

شیطان کہتا ہے میں بہت آسانی سے تمہارے ایک ایک شخص کے فکر و اندیشہ میں رسوخ کرتا ہوں اور تمہیں ایسے ایسے کاموں پر تیار کرتا ہوں جس کے کرنے کا تمہارا دل نہیں چاہتا ہے اے انسان یہ سمجھ لے کہ شیطان کے جال سے تجھے نجات نہیں ہے، کھلی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اپنی حفاظت کرتا کہ کسی بھی گناہ کے ذریعہ شیطان کی کمند کا شکار نہ ہو۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

مجری الشّیطان الشّهوات

شہوتیں شیطان کی گذرگاہ ہیں۔ [2]

---

[1] یہ واقعہ مختلف مدارک کے مطابق بعضوں نے مفصّل اور بعضوں نے مختصر طور پر تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے جوامع الحکایات عوفی ترجمہ جعفر شعار قسم سوم ص ۳۱۶، گلستان سعدی دیباچہ مجلس پنجم، مجمع البیان جلد ۹ ص ۳۳۸، تفسیر نمونہ جلد ۲۳ ص ۵۴۴، منہج الصادقین جلد ۹ ص ۲۳۸، تفسیر المیزان ذیل سورہ حشر آیہ ۱۶، محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۵۶، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۶۵، استعاذہ ص ۷۹، گیفر گناہ جلد ۱ ص ۱۷۲، داستانہا و پندہا جلد ۳ ص ۸۶

[2] بحار الانوار جلد ۶۷ ص ۴۲، مفاتیح الغیب ملاّ صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۸۴

۸۴۔ شیطان اور قوم لوطؑ: (لواط)

قوم لوط خدا کے بہترین بندے تھے۔ شیطان نے ان کی گمراہی کے لیے بہت ہاتھ پیر مارے تھے لیکن کامیاب نہیں ہوا تھا، وہ ہمیشہ گمراہی کے ذرائع تلاش کرنے کی فکر میں رہتا۔ افسوس کہ قوم لوط دھیرے دھیرے کنجوسی اور بُخل کا شکار ہوگئی اور یہی بُری صفت ان کی جنسی شہوت کے لاعلاج مرض کا علاج بن گئی۔

ابراہیمؑ خلیل اللہ شام کی سرزمین پر وارد ہوئے اور وہاں والوں کو خدا اور دین حق کی طرف دعوت دی اس سے سات فرسخ کی دوری پر ایک آباد اور زرخیز شہر تھا جس کی برکتوں سے گذرنے والے کاروان بھی فیض یاب ہوتے تھے۔

یہ بات قوم لوط کے لیے ناقابل برداشت ہوتی گئی لہٰذا اس کے علاج کے لیے سوچ میں پڑ گئے شیطان نے اس موقع سے فائدہ اور بوڑھے آدمی کے بھیس میں ان کے پاس آیا اور ان سے کہا: میں تمہیں ایسا کام سکھاؤں گا کہ اگر تم اسے انجام دو گے تو پھر تمہارے شہر میں کوئی نہ آئے گا۔

لوگوں نے اس کام کے بارہ میں پوچھا: اس نے کہا جو شخص ادھر سے گذرے اس کے ساتھ بدفعلی کرو، اس کے کپڑے اتار کر اسے ننگا کردو، اس کے بعد وہ خود ایک خوبصورت لڑکے کی شکل میں ان کے پاس آیا، قوم لوط نے اس کے ساتھ بدفعلی کی جس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر اس کے بعد دوسرے مردوں اور لڑکوں سے یہ فعل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ مکمل طور پر ان کے درمیان یہ چیز رائج

ہوگئی اور آخر کار نوبت یہ آ گئی کہ وہ لوگ عورتوں سے بالکل بے گانہ ہوگئے اور لڑکوں کے چکر میں پڑ گئے۔

شیطان نے دیکھا کہ مردوں کے بارہ میں اس کا منصوبہ مکمل طور پر کامیاب ہوگیا ہے اور خاطر خواہ اس کا اثر بھی ہوا ہے تو وہ عورتوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: اب جبکہ تمہارے مرد اپنی جنسی خواہش کے بارہ میں ایک دوسرے سے کام چلا لیتے ہیں تو تم بھی اپنی شہوت برطرف کرنے کے لیے ایک دوسرے سے کام لو اس وقت انھیں مساحقہ (عورتوں کا جنسی شہوت کی آگ بجھانے کے لیے عورت پر اکتفاء کرنا) سکھایا۔[1]

۸۵۔ ابلیس کی خطرہ کی گھنٹی: (آرزو)

جب پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوپر یہ آیت نازل ہوئی:

والّذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکرو اللہ فاستغفروا الذنوبھم و من یغفر الذّنوب الاّ اللہ ولم یصرّوا علیٰ ما فعلوا و ھم یعلمون، اولئک جزاؤھم مغفرۃ من ربّھم و جنّات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا و نعم اجر العاملین۔

وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم

۱ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۱ ص ۲۰۵ الی ص ۲۰۸، بحار الانوار جلد ۱۲ ص ۱۴۰ باب ۷

کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور خدا کے علاوہ کون گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے یہی وہ ہیں جن کی جزاء مغفرت ہے اور وہ جنّت ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور عمل کرنے کی یہ جزا بہترین جزا ہے۔[1]

ابلیس اس آیۃ کے نازل ہونے پر بہت غضب ناک ہوا اور مکّہ کے ''ثور'' نامی پہاڑ پر چڑھ گیا اور چیخ پکار مچادی اس نے اپنے تمام مددگاروں کو ایک انجمن تشکیل دینے کی دعوت دی، اس کی آواز پر سب جمع ہوگئے ابلیس نے انھیں اس آیۃ کے نزول کی خبر دی اور اپنی پریشانی ظاہر کر کے ان سے مدد چاہی۔

ایک شیطان نے کہا: میں اس گناہ یا اس گناہ کے ذریعہ اس آیۃ کے اثر کو ختم کردوں گا — ابلیس نے اس کی بات نہ مانی۔ دوسرے نے دوسری پیش کش کی وہ بھی قبول نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک پرانا تجربہ کار شیطان ''وسواس خنّاس'' نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آدمی کو وعدوں اور آرزوؤں کے ذریعہ گناہوں میں ملوّث کریں، جب وہ گناہ کرلیں تو خدا کو بھول جائیں اور اس کی طرف واپسی کو ان کے ذہن سے نکال دیں۔

ابلیس نے کہا ہاں یہی علاج ہے اور اس ذمہ داری کو جیتے جی اس کے حوالہ کردیا۔ انسانوں کو وعدوں اور آرزوؤں کے ذریعہ سے خدا کی یاد سے غافل کرنے کی ذمہ داری دی۔

۱ آل عمران/ ۱۳۵-۱۳۶

ہم "وسواس خنّاس" کے شر سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ ۲

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الامل سلطان الشّیاطین علیٰ قلوب الغافلین

بہت زیادہ امیدیں اور آرزو غافلوں کے دلوں پر شیاطین کی سلطنت وبادشاہی کا ذریعہ ہے۔ ۱

۸۶۔ انسانوں کے سر پر شیطان کا تسلّط: (غفلت)

ایک زاہد کا بیان ہے کہ وہ اور ایک مومن دونوں دوست تھے ایک دن دونوں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مومن دوست نے پوچھا تم لوگوں کو کیسا پاتے ہو؟ میں نے کہا: بعضوں کو بیدار اور بعضوں کو سویا ہوا۔ اس نے کہا ان لوگوں کے سر پر جو کچھ ہے اسے دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں!

اس نے اپنے دونوں ہاتھ میری آنکھوں پر مل دیئے تو میں نے دیکھا کہ ہر ایک کے سر پر دو پر والا ایک شیطان بیٹھا ہوا ہے اور کبھی ان پروں کو اس شخص کی آنکھوں پر جھکا دیتا ہے اور کبھی اٹھا لیتا ہے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ شیطان ہیں جو ان کے سروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر ایک کی غفلت کے اعتبار سے اس پر غلبہ پاتے ہیں اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

---

۱ بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۱۹۷، امالی مجلس ۷۱، وسائل جلد ۱۱ ص ۳۵۳، میزان الحکمت جلد ۵ ص ۸۸، تفسیر نمونہ جلد ۲ ص ۷۵، تفسیر المیزان جلد ۲۰ ص ۵۵۷

۲ غرر الحکم جلد ۲ ص ۵۸

و من یعشُ عن ذکرِ الرّحمٰن نقیّض له شیطانا فهو له قرین

جو شخص ذکر خدا اور یاد خدا سے غافل ہو جائے گا ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیں گے جو اس کا ساتھی اور ہم نشین ہو گا۔ ۱

۸۷۔ حقّ کی لبّیک: (دعاء)

مولوی تمثیل کے عنوان سے ایک داستان نقل کرتے ہیں کہتے ہیں: ایک شخص تھا جو ہمیشہ اپنے خدا کے ساتھ راز و نیاز اور مناجات کیا کرتا تھا اور خدا کو پکارا کرتا تھا اور اللہ اللہ کے علاوہ اس کے منہ سے کچھ نہیں نکلتا تھا، ایک دن شیطان اس کے پاس آیا اور وسوسہ کر کے اسے ہمیشہ کے لیے خاموش کرنا چاہا، اس نے کہا: اے شخص تو ہمیشہ اللہ اللہ اللہ کیا کرتا ہے، سحر کے وقت بھی پکارا کرتا ہے آخر کبھی تجھے اس آواز کا جواب بھی ملا ہے اگر تو کسی عام آدمی کے گھر چلا جاتا اور اتنا پکارتا تو کم از کم ایک مرتبہ تو تجھے جواب دیا جاتا۔

اس شخص نے دیکھا بات سمجھ آنے والی ہے لہٰذا اس نے دعا و مناجات چھوڑ دی، خواب میں دیکھا کسی نے اس سے کہا تم نے مناجات کرنا کیوں چھوڑ دی؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ میں نے اتنی مناجات کی اور درد و سوز کے ساتھ خدا کو پکارا لیکن ایک مرتبہ بھی میرے جواب میں لبّیک نہیں کہی گئی، ہاتف نے جواب دیا لیکن مجھے خدا کی طرف سے تمہارے پکارنے پر لبّیک کہنے کا حکم دیا

---

۱ زخرف/ ۳۶

گیا ہے۔

وہ درد و سوز وہ عشق جو تمہارے دل میں ہم نے قرار دیا ہے وہ خود ہماری طرف سے لبیک کا ہی نتیجہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام دعائے کمیل میں عرض کرتے ہیں:

اللّٰھم اغفرلی الذّنوب الّتی تحبس الدّعاء

خدایا ہمارے وہ گناہ جو دعا کے حبس ہونے کا سبب بنتے ہیں وہ گناہ جو مناجات کے درد کو چھین لیتے ہیں خدایا ہمارے ان گناہوں کو بخش دے۔

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ دعا انسان کے لیے "مطلوب" بھی ہے اور وسیلہ بھی ہے یعنی دعا ہمیشہ قبول ہونے کے لیے نہیں ہوتی قبول نہ ہو پھر بھی وہ خود "مطلوب" ہے۔[1]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اکثر الدّعاء تسلم من سورۃ الشیطان

دعاء زیادہ کرو تاکہ شیطان کے قہر وغضب اور تسلّط سے محفوظ رہو۔[2]

۸۸۔ شیطان کے شر سے پناہ مانگنا: (ذکر خدا، قرآن، اہلبیتؑ)

لوگ دن رات خلوت وتنہائی اور کوچہ وبازار اور سڑکوں وغیرہ پر شیطان کے

۱۔ انسان کامل ص ۱۸۰ استاد شہید شیخ مرتضیٰ مطہری

۲۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۱

شر سے محفوظ رہنے کے لیے خدا کے نام "بسم اللہ علیہ الرحمٰن الرحیم" کے ساتھ شیطان کے سیاہ دل پر لعنت بھیج کر ابلیس ملعون کو خود اپنے آپ سے دور کرتے ہیں اور یہ خدا کے اسماء کی تلاوت کا ایک اثر ہے اور اس کے ذریعہ انسان، شیطان کی خباثت اور اس کے گزند سے محفوظ رہتا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں:

ہر دل پر شیطان قبضہ جمائے ہوئے ہے جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو وہ دور بھاگ جاتا (اور انسان اس کے شر سے محفوظ رہتا ہے) اور جب اس کا ذکر بھلا دیا جاتا ہے تو شیطان اسے اپنے جال میں پھنسا کر بُرے کاموں پر آمادہ کرتا ہے۔[1]

حضرت علیؑ ذکر خدا اور تلاوت قرآن کے بارہ میں فرماتے ہیں:

جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہو اور خدا کا ذکر ہو اس کی برکت میں اضافہ ہوتا ہے اور فرشتے اس میں آمد ورفت کرتے ہیں اور شیاطین اس سے دور رہتے ہیں اور وہ آسمان والوں کے لیے اسی طرح چمکتا ہے جیسے ستارے زمین والوں کے لیے چمکتے ہیں لیکن جس گھر میں تلاوت قرآن نہیں ہوتی اور خدا کا ذکر نہیں ہوتا تو اس کی برکت کم اور فرشتے وہاں سے دور ہو جاتے ہیں اور شیاطین اس میں آجاتے ہیں۔[2]

۱۔ عدۃ الداعی ص ۲۰۶، مفاتیح الغیب ملا صدرا ترجمہ خواجوی ص ۳۶۱

۲۔ اصول کافی جلد ۴ ص ۴۱۳

مثلاً معصومین علیہم السلام کے مقدس ناموں کے سلسلہ میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

انّ الشّیطان اذا سمع منادیاینادی یا محمد یا علیؑ ذابّ کما یذوب الرّصاص

یقیناً شیطان جب منادی کی آواز یا محمد یا علی سنتا ہے تو اس طرح پگھلتا ہے جیسے پارہ پگھلتا ہے۔[1]

۸۹۔ شیطان اور کتاب خدا: (تلاوت یٰس، ناس، کافرون)

جو قوم قرآن پڑھتی ہے اس سے دیو بھاگتا ہے۔[2]

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے قرآن کے بعض سوروں کی تلاوت کی تاکید ہوئی ہے ایک حدیث میں پیغمبر اسلامؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

انّ لکلّ شیءٍ قلبا و قلبُ القرآن یٰسٓ

ہر چیز کے دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰس ہے۔

ایک حدیث میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص دن میں غروب سے پہلے پہلے سورۂ یٰس کی تلاوت کرے وہ پورے دن ہر بلاء سے محفوظ اور روزی والا ہوگا اور اگر رات میں سونے سے پہلے تلاوت کرے تو خداوند عالم

---

1. عدۃ الداعی ص ۸۷
2. کلیات سعدی تقریبات ملاحظہ فرمائیے اول

اسے شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے ہزار فرشتے مامور کرے گا اہم فضائل کے ضمن میں بیان ہوا ہے قرآن میں شاید ہی کوئی ایسا سورہ ہو جو یٰس کے ہم پلّہ فضیلت رکھتا ہو، البتہ یہ فضیلت ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جو صرف لفظیں دہراتے ہیں اور مفاہیم ان کی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں بلکہ یہ فضیلت اس عظیم سورہ کے مضمون و مفہوم کی وجہ سے ہے، بیدار کرنے، ایمان تازہ کرنے، مسؤلیت کا احساس دلانے اور تقویٰ کی صفت کو جنم دینے والے مفہوم کی وجہ سے ہے، جب انسان اس کے مفہوم میں غور و فکر کرتا ہے اور یہ تفکر اس کے اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے تو دنیا و آخرت کی بھلائی اس کا استقبال کرتی ہے۔

مثلاً سورۂ یٰس کی آیت ۶۰ میں خداوند عالم کے اولاد آدم سے اس عہد و پیمان کے بارہ میں اشارہ ہے کہ وہ شیطان کی پرستش نہ کریں وہ کھلا ہوا دشمن ہے۔

الم اعہد الیکم یا بنی ادم ان لاّ تعبدوا الشّیطان انّہ لکم عدو مبین

ظاہر ہے اگر انسان خدا سے کیے ہوئے اپنے عہد و پیمان کی پابندی کرے تو جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں آیا ہے تو ہر طرح کے رجیم شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ لیکن اگر اس آیۃ کو سرسری طور پر پڑھے لیکن عمل میں شیطان کا ساتھی، دوست مخلص اور وفادار ہو تو اس بڑے افتخار کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اس

سورہ کی تمام آیتوں اور کلمات کا محاسبہ کرے اور اس میں تفکر و تدبر سے کام لے۔ ۱

سورۂ ناس:

سورۂ ناس اور فلق کے بارہ میں ذکر ہے کہ انسان ہمیشہ شیطانی وسوسوں کے روبرو ہے اور جنات اور انسانوں کے شیاطین قلب و روح میں نفوذ کرنا چاہتے ہیں۔

انسان کا علمی مرتبہ جتنا بڑھتا جائے گا اور سماج میں اس کی اہمیت میں اضافہ ہوگا شیطانی وسوسہ اس کے بارہ میں اتنا ہی سخت ہوگا تا کہ اسے راہ حق سے منحرف کر کے ایک عالم کی خرابی سے پورے عالم کو برباد کر دیں۔

یہ سورہ پیغمبر اسلام کو ایک نمونہ رہنما اور بہترین رہبر کے عنوان سے حکم دیتا ہے کہ وہ تمام وسوسہ کرنے والوں کے شر سے خدا کی پناہ مانگیں، اس سورہ کا مضمون سورۂ فلق سے ملتا جلتا ہے کیونکہ دونوں میں شرور و آفات سے خداوند عالم کی پناہ حاصل کرنے کا حکم ہے البتہ ایک فرق کے ساتھ کہ سورۂ فلق میں شر کی مختلف قسموں کا تذکرہ ہے لیکن اس سورہ میں صرف نہ دکھائی دینے والے وسوسہ گروں کی بات کہی گئی ہے۔

۱ تفسیر نمونہ جلد ۱۸، ص ۳۱۳، ۳۱۰

سورۂ کافرون:

سورۂ کافرون کے بارہ میں پیغمبرؐ سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جس نے سورۂ کافرون کی تلاوت کی اس نے گویا ایک چوتھائی قرآن پڑھا اور اس سورہ کی تلاوت کرنے والوں سے شیاطین وغیرہ دور رہتے ہیں اور وہ ہر طرح کے شرک سے پاک رہتا ہے اور قیامت کے دن کی سختی اور اس کے خوف و ہراس سے امان میں رہتا ہے۔

ایک چوتھائی قرآن کی تعبیر شاید اس لیے بیان ہوئی ہے کیونکہ اس کی ایک چوتھائی صرف شرک اور بت پرستی سے مقابلہ کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے، جس کا نچوڑ اس سورہ میں موجود ہے اور اس کی تلاوت سے سرکش شیاطین اس لیے بھاگتے ہیں کہ یہ سورہ مشرکین کے سینہ پر گویا دو ہتھڑ ہے اور یہ واضح بات ہے کہ شرک شیطان کا بہت ہی اہم ہتھیار ہے۔ ۱

آج کل کے زمانہ میں اگر چہ بظاہر لوگوں کی اکثریت مشرک اور بت پرست نہیں ہے لیکن اپنی خواہشات، شہوتیں، ہوس وغیرہ کے مختلف عنوان سے باطنی طور پر مشرک اور بت پرست ہیں اور یہ بت شیطانی نفس کا بت ہے۔

لہٰذا آئینۂ دل کو بصیرت کی آنکھوں سے دیکھنا چاہیے تا کہ ہمیں خود ہمارے بارہ میں پتہ چل جائے کہ آیا موحد، مسلمان اور خدا پرست ہیں یا کافر، مشرک اور بت پرست۔

۱ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۴۳۲

۹۰۔ انسان کا شفاف بدن اور شیطان: (ذکر و یاد خدا)

صدر المتالہین شیرازی کتاب "مفاتیح الغیب" میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وہ مجھے دل میں شیطان کے بیٹھنے کی جگہ دکھا دے تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کا جسم شیشہ کی طرح شفاف تھا کہ اندر تک ساری چیزیں دکھائی دیتی تھیں میں نے اس کے شیشہ جیسے بدن میں خوب غور سے جھانک کر دیکھا کہ شیطان مینڈک کی شکل میں دونوں پھیپھڑوں کے درمیان دل کے بائیں شانہ پر بیٹھا ہے اور اس نے اپنی سونڈ جو بہت باریک اور لمبی ہے دل میں پیوست کر رکھا ہے اور برابر وسوسہ کیے جا رہا ہے۔

اس حالت میں جب اس کے دل میں خدا کی یاد پیدا ہوتی ہے یا وہ ذکر خدا کرتا ہے تو وہ مینڈک اپنے آپ کو پیچھے کھینچ لیتا ہے شیطان کا مجسم ہونا، روح و جسم اور قلب میں یاد خدا کا اثر اور دوسری طرف یاد خدا سے دوری انسان کے دل میں شیطان کے وسوسہ کا سبب بنتی ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئنّ القلوب

خدا کو یاد کرو کیونکہ اس کی یاد دلوں کو آرام بخشنے والی ہے۔[۱]

ایک روایت میں رسول اکرم اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے نقل ہوا ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی اور فرمایا:

۱۔ رعد/۲۸

انا جلیس من ذکرنی

میں اس کا ہم نشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔[۱]

حضرت علی فرماتے ہیں:

لکلّ شيٍ صقالة و صقالة القلوب ذکر اللہ تعالیٰ

ہر چیز کو صیقل کرنے اور چمکانے کا آلہ ہوتا ہے اور دلوں کو صیقل کرنے والا آلہ ذکر خدا ہے۔[۲]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ذکر اللہ جلاء الصدور و طمانینة القلوب

ذکر خدا سینہ کو جلاء اور چمک اور دل کو آرام بخشنے والا ہے۔[۳]

۹۱۔ زبان کا کام: (قرآن و حدیث کا ذکر)

فتوت نامہ کے مؤلف لکھتے ہیں کہ اگر پوچھا جائے کہ کس چیز کے لیے زبان کھولنی چاہیے؟ تو کہو کہ پہلے تو "قرآن" ہی ہے جو خداوند عالم کا کلام اور شیطان رجیم سے پناہ کا ذریعہ ہے۔

دوسرے: ذکر خدا ہے جو دلوں کو جلاء بخشتا ہے۔

تیسرے: رسول خدا، ائمہ طاہرینؑ اور خدا رسیدہ علماء جو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہیں ان کا کلام ہے۔[۵]

۱۔ میزان الحکمت جلد ۳ ص ۴۱۵ ۳۔ غرر الحکم جلد ۳ ص ۴۱۵

۲۔ مستدرک جلد ۱ ص ۳۸۲ ۵۔ فتوت نامہ ص ۲۱۱

۹۲۔حمالِ شیطان: (گناہان صغیرہ)

خاتم المحدثین حاج میرزا حسین نوری طبرسیؒ فرماتے ہیں: جو شخص گناہ میں پڑ جائے گویا وہ شیطان کو اپنے کاندھے پر سوار کرتا، سینہ میں جگہ دیتا، اس کا ہم خیال اور اپنے اعضاء و جوارح پر اسے مسلط کرتا ہے اور نتیجہ میں اس کی پیروی کرتا اور ہر مصیبت و بلا میں اس کی پناہ حاصل کرتا ہے، اس کے حکم سے ہر بُرے کام کو انجام دیتا اور ہر اچھے کام سے دوری اختیار کرتا ہے اس صورت میں اگر صرف زبانی طور پر اس سے خدا کی پناہ مانگی جائے تو گویا اس نے خدا کی حرمت کو ہلکا کیا ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے۔

ولا تتبعوا خطوات الشیطان۔

"شیطان کی پیروی نہ کرو۔" ۱

اور یہ بھی واضح رہے کہ شیطان مومن کو شروع سے گناہ کبیرہ پر آمادہ نہیں کرتا ہے بلکہ دھیرے دھیرے اسے گناہ کبیرہ کی طرف کھینچتا ہے۔ ۲

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں: اے دنیا دارو! اے خدا کے نالائق بندو! میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ چھوٹے گناہ شیطان کے جال ہیں جنھیں شیطان بہت چھوٹا کر کے دکھاتا ہے تاکہ تھوڑا تھوڑا جمع ہو اور ایک بارگی اپنی گرفت میں لے لے۔ ۳

---

۱ بقرہ/۲۰۸، نور/۲۱
۲ دار السلام نوری جلد ۴ ص ۱۲۶
۳ تحف العقول مواعظ حضرت مسیحؑ

۹۳۔شیطان کی گریہ وزاری: (نزول وحی)

بعثت سے پہلے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال ایک ماہ کی مدت لوگوں سے دور غار حرا میں جا کر عبادت میں گذارتے تھے اور اکثر اوقات آپؐ کے ساتھ حضرت امیر المومنینؑ ہوتے تھے خود حضرتؑ اس بارہ میں فرماتے ہیں: میرے علاوہ کوئی شخص آپؐ کو نہیں دیکھ پاتا تھا، صرف میں تھا جو نور وحی و رسالت کی زیارت کرتا تھا اور نزول وحی کے وقت نبوت و پیغمبری کی بو سونگھتا تھا۔

جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو میں نے عجیب آواز سنی میں نے اس بارہ میں آپؐ سے استفسار کیا کہ یہ آواز کیسی ہے؟

حضرتؐ نے فرمایا: یہ شیطان کی آواز ہے جو لوگوں کے مسلمان اور خدا پرست ہونے کی تکلیف سے گریہ وزاری کر رہا ہے۔

چونکہ شیطان جانتا ہے کہ وحی کے پہونچنے کے بعد لوگ گمراہی و ضلالت کے دل دل سے نکل آئیں گے اور اس کی پیروی نہ کریں گے اسی وجہ سے ناامید ہو کر گریہ وزاری کر رہا ہے۔ ۱

۹۴۔شیطان سے آنحضرتؐ کی لڑائی: (شیطان کی رسوائی)

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: خداوند عالم نے پیغمبر اسلامؐ کے علاوہ

---

۱ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۲۳۴ جملہ ۶۳ ص ۸۱۴، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۶۴

ملک و بادشاہی اور تمام مخلوقات پر غلبہ کسی اور کو نہیں بخشا، اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک دن آپؐ نے شیطان کی گردن پکڑی اور مسجد کے ایک کھمبے سے لگا کر اس طرح دبایا کہ اس ملعون کی زبان نکل آئی اور آپؐ کے ہاتھ پہونچ گئی اس وقت آپؐ نے فرمایا:

اگر سلیمانؑ پیغمبر نے خدا سے دعا نہ کی ہوتی کہ مجھے ایسی سلطنت و بادشاہی دے دے جیسی کبھی کسی کو نہ دی ہو تو میں تمہیں شیطان کو دکھاتا (اور اس طرح اسے رسوا کرتا یہاں تک کہ کوئی بندۂ خدا اس پر فریفتہ نہ ہوتا اور وہ کسی کو گمراہ نہ کرسکتا۔ [1]

۹۵۔ شیطان سے حضرت علیؑ کی ملاقات: (مہلت)

ابن عباس کہتے ہیں ہم لوگ پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ اطراف مدینہ کے ایک درہ میں تھے کہ اچانک عجیب طرح کی آواز (چق چق) سنائی دی، پیغمبر اسلامؐ سے اس آواز کے بارہ میں پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ ابلیس ہے جو اپنے لشکر کے ساتھ گذر رہا ہے۔ حضرت علیؑ بھی وہاں موجود تھے آپؑ نے عرض کی میں اس ملعون کو دیکھنا چاہتا ہوں، آپؐ نے شیطان سے خطاب کرکے فرمایا: اے دشمن خدا اپنے آپ کو علیؑ کے لیے ظاہر کر، ابلیس ظاہر ہوا وہ پستہ قد بوڑھا، داڑھی بال سفید خود اس کے قد سے بڑی داڑھی، دو آنکھیں پیشانی پر اور دو آنکھیں سینہ پر، حضرت علیؑ کی نگاہ جیسے ہی اس پر پڑی حملہ کرکے اسے گرادیا اور اس کے سینہ پر

---

۱ حیوۃ القلوب جلد ۲ ص ۷، ۲۳، بحار الانوار جلد ۱۸ ص ۸۹

چڑھ کر بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ: اجازت ہو تو اس کا کام تمام کردوں، حضرت ہنسے اور فرمایا: اے علیؑ پھر وقت معلوم تک مہلت کا کیا مطلب ہوگا کیونکہ خدا نے اسے مہلت دی ہے۔

شیطان جب بارگاہ الٰہی سے نکالا گیا تو اس نے مہلت کی درخواست کی اور خداوند عالم نے اس کی درخواست کو قبول بھی کیا اور فرمایا:

قال فانّك من المنظرين الىٰ يوم الوقت المعلوم

ہم نے روز معیّن اور وقت معلوم تک کی تجھے مہلت دی۔ [1]

کہا جاتا ہے وقت معلوم سے مراد شاید روز قیامت ہے، یا وہ وقت ہے جب اسرافیل پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے یا حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کا زمانہ........ [2]

۹۶۔ امیرالمؤمنینؑ کو گالیاں دینا: (دشمن علیؑ)

سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ ایک گروہ حضرت علیؑ پر سبّ و شتم اور ناسزا گوئی کیا کرتا تھا، ایک شیطان ان لوگوں پر ظاہر ہوا، اس سے پوچھا گیا تم کون ہو تو اس نے بتایا میں ابومرہ ہوں۔ انھوں نے پوچھا: تم نے علی بن ابی طالبؑ کے بارہ میں ہماری باتیں سنیں؟ — اس نے کہا: ہاں سنا ہے وائے ہو تم پر تم اپنے مولا علی

---

۱ حجر/۳۸-۳۷۔

۲ داستانہا و پندہا جلد ۳ ص ۱۰۳، تاریخ خطیب جلد ۳ ص ۲۸۹، ۲۹۰ مناقب خوارزمی ۲۲۷

ابن طالبؑ کو بُرا کہتے ہو— ان لوگوں نے کہا تمھیں یہ بات کہاں سے معلوم ہے کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہمارے مولا ہیں؟— اس نے کہا: بقول پیغمبرؐ کہ آپؐ نے فرمایا: میں جس جس کا مولا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں اس کے بعد علیؑ اور ان کے دوستوں کے لیے دعا اور ان کے دشمنوں کے لیے اس طرح بددعا فرمائی: خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے اسے دوست رکھ اور جو علیؑ کو دشمن رکھے اسے دشمن رکھ، علیؑ کی مدد کرنے والوں کی مدد کر اور علیؑ سے جنگ وستیز کرنے والوں کو ذلیل خوار فرما۔

ان لوگوں نے پوچھا تم علیؑ کے دوستوں اور شیعوں میں سے ہو؟

اس نے کہا میں ان کے شیعوں اور دوستوں میں سے نہیں ہوں لیکن انھیں چاہتا ہوں اور یاد رکھو کوئی شخص علیؑ سے دشمنی نہیں رکھتا مگر یہ کہ اس کے مال اور اس کی اولاد میں شریک ہوں۔

انھوں نے پوچھا: اے ابومرہ کیا تم علیؑ کی کسی فضیلت سے واقف ہو؟

شیطان نے کہا: اے ناکثین (بیعت توڑنے والوں) قاسطین (دشمنوں) اور مارقین (دین کمال سے تیر کی طرح نکل جانے والو) کی جماعت سنو: میں نے نبی الجانؑ میں بارہ ہزار سال خدا کی عبادت کی اور جب خدا نے ان کے کفر وفساد کی وجہ سے ہلاک کر دیا تو میں نے اس سے اپنی تنہائی کا گلہ کیا تو خدا نے مجھے صف ملائکہ میں آسمان پر جگہ دی میں نے ان کے ساتھ بھی ۱۲ ہزار سال عبادت کی کہ ایک خیرہ کر دینے والا نور ہماری طرف سے گذرا تمام ملائکہ سجدہ میں گر کر سبوح و قدوس کہنے لگے اور کہنے لگے کہ یقیناً یہ نور کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کا ہے۔

منادی نے خدا کی طرف سے ندا دی کہ یہ نور کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کا نہیں ہے بلکہ علیؑ بن ابی طالب کی طینت کا نور ہے۔[1]

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

من سبّ ولیّ اللہ فقد سبّ اللہ

جو شخص امام اور ولی خدا کو بُرا کہے اور گالیاں دے اس نے خدا کو گالیاں دی ہیں۔[2]

۹۷۔ صیحۂ آسمان و زمین: (حق وباطل کے پیرو)

اسلامی کتابوں میں حضرت قائم آل محمد عجّل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور سے متعلق علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا: آنحضرتؑ کے ظہور سے پہلے آسمان و زمین سے دو صیحے سنائی دیں گے۔

ایک آواز اور صیحہ آسمانی ہے اور وہ جبرئیل امین کی آواز ہے حضرت قائم آل محمّد سے متعلق جسے مشرق ومغرب والے سنیں گے سوتا ہوا بیدار ہو جائے گا، کھڑا ہوا شخص بیٹھ جائے گا اور بیٹھا ہوا اس آواز کی وحشت سے کھڑا ہو جائے گا۔ خدا رحمت کرے اس شخص پر جو اس آواز سے عبرت حاصل کرے، اس پر لبیک کہے۔ اور دوسری آواز جو زمین سے سنائی دے گی وہ شیطان ملعون کی ہوگی جو چیخے گا اور اپنی مظلومیت ظاہر کرے گا اور فتنہ وآشوب کے لیے شک وشبہ پیدا

---

۱ امالی شیخ صدوقؒ مجلس ۵۵، علل الشرائع جلد ۱ ص ۱۷۲ باب ۱۲، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۳۷

۲ تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۴۰۳

کرے گا اور لوگ اس کی آواز سے فریب کھا کر حیران رہ جائیں گے اور آخر کار گمراہ ہو کر جہنم کی آگ میں گرفتار ہوں گے۔ لہٰذا پہلی والی آواز کی پیروی کرو اور ہوشیار رہو کہیں دوسری آواز کے جال میں نہ پھنس جاؤ ۔[۱] اس دن شیطان کی آواز واضح اور ظاہر ہوگی پھر بھی شیطان صفت انسان حق وحقانیت سے جنگ وستیز کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے آج اگرچہ شیطان کی آواز مخفی ہے لیکن خداوند عالم نے مختلف راہوں انبیاء اور اولیاء کے ذریعہ اس مخفی آواز کو بندوں پر آشکار کر کے بندوں کے کانوں تک پہونچائی ہے تاکہ وہ اس کے قریب میں آکر گمراہ نہ ہوں اور منکرات، محرّمات اور حق وحقیقت کی ضد سے دوری کریں، لیکن تعبیر قرآن کے مطابق بعض انسان "صمٌ بكمٌ عمی فهم لايعقلون" گونگے، بہرے، اندھے ہیں اور اپنی عقل کو استعمال نہیں کرتے ۔[۲] حق کی آواز پر کان نہیں دھرتے اور عقل سلیم سے دور جاہلیت کے تعصب سے متاثر ہو کر باطل کی آواز کو غور سے سنتے ہیں جیسا کہ قرآن ان کے حالات کی حکایت کرتا ہے:

الانسان انه كان ظلوما جهولا

حقیقتاً انسان بہت زیادہ ستم گر جاہل اور نادان ہے۔[۳]

گناہوں کے دل دل میں غوطہ ور ہوئے کی وجہ سے کہ جس کی سزا عذاب

---

[۱] بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۲۰۵، مہدی موعود ۹۷۹، غیبت نعمانی باب ۱۴ ص ۲۵۴ و ص ۲۶۵ منتہی الآمال جلد ۲ ص ۳۳۶

[۲] بقرہ/۱۷۱ [۳] احزاب ۷۲

اور آتش جہنم ہے انسان خود پر ظلم وستم کرتا ہے اور چونکہ گونگا، بہرہ اور اندھا ہے لہٰذا اچھا بُرا سوچنے سے معذور رہتا ہے اور نتیجتاً شیطان کے گمراہی والے راستہ اور بدبختی سے وہ باہر نہیں آپاتا جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے:

صُمٌّ بكمٌ عمی فهم لا یرجعون

گونگے، بہرے اور اندھے ہیں اور ہرگز واپس آنے والے نہیں ہیں۔[۱]

۹۸۔ خروج دجال: (امام زمانہؑ کے حقیقی مددگار)

ظہور قائم آل محمدؑ کی علامتوں میں سے ایک علامت خروج دجال ہے، دجال عجیب وغریب شکل وصورت میں ظاہر ہوگا وہ جادو، حیلہ، فریب اور ہاتھ کی صفائی میں ماہر ہے اس کا منحوس وجود دنیا میں خوں ریزی، فتنہ، فحاشی اور فساد برپا کرے گا جب وہ خروج کرے گا تو بلند آواز سے اس طرح چیخے گا کہ مشرق سے مغرب تک تمام جن وانس سنیں گے وہ کہے گا: اے میرے دوستو! میرے پاس آؤ میں نے ہی انسانوں کو پیدا کیا ہے اور انھیں متناسب اعضاء دیئے ہیں اور ہر ایک کی روزی مقرر کی ہے اس کے بعد کہے گا:

اولیائی انا ربكم الاعلیٰ

میرے دوستو! میں تمہارا بزرگ و برتر پروردگار ہوں۔

اس وقت شیاطین، فاسد افراد، منافقین، ظالمین اور زنا زادے اس کے

---

[۱] بقرہ/۱۸

چاروں طرف اکٹھا ہو جائیں گے، گانے بجانے والے گائیں بجائیں گے اور
موسیقی کے رسیا ناچنے اور تھرکنے لگیں گے ایسے موقع پر فاسد، فاسق، ضعیف
العقل، جاہل اور نادان زن و مردان آوازوں کو سن کر بے خود ہو جائیں گے اور
اس کی طرف مستی میں کھنچتے چلے جائیں گے۔ دجال زنا، اغلام بازی اور دوسری
تمام بے حیائیاں حلال کر دے گا اور اس کے دوست احباب سور کے گوشت،
شراب خواری اور ہر طرح کے فسق و فجور میں افراط سے کام لیں گے۔

لہٰذا جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کا مقصد فتنہ، آشوب اور دنیا میں فساد پھیلانا
ہے وہ اپنا کام کرلے گا یہاں تک کہ امام زمانہؑ اور دجال کے لشکر کے درمیان
جنگ ہوگی اور وہ ملعون آپؑ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوگا۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: اس زمانہ میں ہر مومن جو دجال کو دیکھے گا وہ اس پر
تھوکے گا اور سورۂ حمد کی تلاوت کرے گا تا کہ اس ملعون کا حیلہ، فریب اور سحر و
جادو اس پر اثر نہ کرے۔[1]

اس روایت میں جو بات بہت زیادہ قابل توجہ ہے وہ دجال کے پیروکاروں
کی صفات و کردار ہے جو حرام کھانے اور پینے میں بالکل پرواہ نہیں کرتے اور کسی
طرح کے بُرے کام میں انھیں شرم و حیا نہیں ہے ان لوگوں سے حضرت ولی عصر
عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف جنگ کریں گے اور اپنی عدالت پھیلانے والی تلوار
سے انھیں ٹھکانے لگا دیں گے۔ اور یہ بات ہر شخص کے لیے آئینہ کی طرح روشن

۱ منتہی الآمال جلد ۲ ص ۳۳۶، مہدی موعود ص ۹۶۵ و ص ۹۶۹، بحار الانوار جلد ۵۲ ص
۱۹۲ و ۱۹۵

ہے کہ وہ خود اپنے اندر جھانک کر فیصلہ کر سکے کہ اس کا کردار کس گروہ کے کردار سے
ملتا جلتا ہے آیا وہ دجال کے دوستوں میں ہے یا امام زمانہؑ کے اصحاب میں سے ہے۔

۹۹۔ امام زمانہؑ کے ہاتھوں شیطان کی موت: (مہلت کا خاتمہ)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب حضرت قائم آل محمدؑ ظہور
فرمائیں گے اور مکہ معظمہ سے کوفہ تشریف لائیں گے آپؑ مسجد کوفہ میں ہوں گے
کہ شیطان آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور عاجزی کے ساتھ آپؑ کے قدموں
میں بیٹھ جائے گا اور کہے گا۔

یا ویلة من هذا الیوم

وائے ہو آج کے دن پر

اس گھڑی آپؑ شیطان کی پیشانی کے بال پکڑ کر اس کی گردن ماردیں گے
یہ وہی دن ہے جسے سورۂ حجر آیت ۳۸-۳۷ میں خدا نے ''وقت معلوم'' سے
تعبیر کیا ہے۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کے قتل کے بعد کیا ارادہ کی
آزادی ختم ہو جاتی ہے اور انسان فرشتوں کی طرح اطاعت کرنے پر مجبور ہوگا؟
بعض لوگوں نے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ حضرتؑ کے بعد شیطان کا وسوسہ
پھیکا پڑ جائے گا اور اس کی اور اس کے بچوں کی حالت اس زمانہ میں ایسی ہوگی
جیسے سورج کی روشنی میں چمگادڑوں کی ہوتی ہے ایسی صورت میں ہی شیطان کا
وقت پورا ہوگا۔ انسان کی کامل عقل کی نفس پر حکومت کے بعد پھر شیطانی وسوسوں

کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور چونکہ یہ اصول اور کلیتہ ہے کہ ہر مخلوق و موجود کو موت آنی ہے اور شیطان کی موت اس طریقہ سے آئے گی۔ ۱

۱۰۰۔ شیطان کی بادشاہی: (غرور)

ابن ابی الحدید، نہج البلاغہ کی شرح میں تاریخ طبری کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہی ابلیس کے پاس تھی اور اس کا فرشتوں کے ایک قبیلہ سے کہ جس کا نام جن تھا تعلق تھا چونکہ ان کا جنّت کے خزانوں سے تعلق تھا لہٰذا اس نام سے پکارے جاتے تھے ان کی اصل خلقت شعلہ ور آتش سے ہوئی تھی اور ابلیس جسے ابتدا میں ”حارث“ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا وہ ان کا سپہ سالار تھا۔

جنّات زمین پر رہتے تھے اس میں انھوں نے تباہی مچائی تو خداوند عالم نے ابلیس کی ہمراہی میں فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جس نے اس میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو دوسرے جزیروں میں جلا وطن کیا، خدا کی طرف سے اس ڈیوٹی اور ماموریت نے ابلیس میں ایک طرح کا احساس غرور پیدا کردیا کیونکہ اسے یہ احساس ہوگیا کہ جو کام اس نے انجام دیا ہے کسی دوسرے نے نہیں انجام نہیں دیا۔ دوسری طرف وہ خدا کی عبادت کے سلسلہ میں بہت زیادہ کوشش کرتا تھا۔ خداوند عالم نے خلقت آدم سے پہلے اسے اہل زمین میں قضاوت کے منصب پر

۱ تفسیر صافی جلد ۳ ص ۱۱۲، تفسیر المیزان، ذیل سورۂ حجر آیۂ ۳۷، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۲۱ و ۲۵۴، مہدی موعود علامہ مجلسی ص ۱۱۳۹، اثبات الہداۃ شیخ حر عاملی جلد ۷ ص ۱۰۱، تفسیر عیاشی جلد ۲ ص ۲۶۳، داستانہا و پندہا جلد ۵ ص ۳۸۔

فائز کیا تھا جس نے اس میں ایک طرح کی برتری اور تفوق طلبی کا جذبہ پیدا کردیا۔ عبادت کا شوق، اہل زمین میں فیصلہ اور قضاوت کے عمل اور اس کامیابی نے اسے سرکشی پر آمادہ کیا اور وہ گناہ کا مرتکب ہوا اور آدمؑ کے بارہ میں اس سے یہ غلطی ہوگئی اور سجدہ نہ کرکے حضرت احدیت کی بارگاہ سے نکالا گیا۔ ۱

صدر المتالّہین شیرازی فرماتے ہیں جب ابلیس نے خدا کے حکم سے سرکشی کی اور جناب آدمؑ کو سجدہ نہ کیا تو خداوند عالم نے شیطان کو آواز دی اور فرمایا: اے ابلیس تو نے مجھے نہیں پہچانا کیونکہ اگر پہچانا ہوتا تو تجھے پتہ ہوتا کہ میرے کسی فعل پر اعتراض اور تنقید جائز نہیں ہے کیونکہ میں معبود ہوں اور میرے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور میں جو کچھ کروں اس کے بارہ میں مجھ سے باز پرس نہیں ہوسکتی۔ ۲

۱۰۱۔ ابلیس کی چھ ہزار سال کی عبادت: (غیر مخلصانہ عبادت)

امیر المؤمنین علیہ السّلام فرماتے ہیں: شیطان کے بارہ میں خدا کے فیصلہ سے عبرت حاصل کرو کیونکہ اس نے عبادت و بندگی کی اس کی کوششوں کو تکبّر، سرکشی اور غرور کی وجہ سے تباہ و برباد کردیا جبکہ اس نے چھ ہزار سال عبادت کی تھی اور جبکہ تمہارا ذہن اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ وہ سال دنیوی سال تھے یا آخرت کے سال تھے جن کا ہر دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوتا ہے اور

۱ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۱۳ ص ۹۳

۲ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۴۴۶

یہ انجام ایک گھڑی کی سرکشی اور غرور کی وجہ سے ہوا جو اس نے اپنے آپ کو برتر سمجھ کر حضرت آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا۔[۱]

۱۰۲۔ عبادت ابلیس کا اجر: (دنیوی اجر)

حسن بن عطیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السّلام سے پوچھا: کہ ابلیس کو وقت معلوم تک کی مہلت کیوں دی گئی؟

حضرتؑ نے فرمایا: چونکہ اس نے خدا کی حمد و ثنا اور اس کا شکر ادا کیا تھا اس لیے میں نے پوچھا: وہ حمد و ثنا کیونکر کی تھی — حضرتؑ نے فرمایا: آسمان پر اس نے چھ ہزار سال عبادت کی تھی۔[۲]

ایک دوسرے جملہ میں فرمایا: شیطان نے دو رکعت نماز چھ ہزار سال میں پڑھی تھی خداوند عالم نے اس کی چھ ہزار سالہ عبادت کا اسے ثواب اور اجر عنایت فرمایا اور وہ ثواب وقت معلوم تک کی مہلت تھی جو اسے دی گئی تھی۔[۳]

۱۰۳۔ توحید ابلیس: (علم، ایمان، عمل)

سہل بن عبداللہ تستری کہتے ہیں: ایک دن لوگوں کے مجمع میں میں نے ابلیس کو دیکھا میں اس کے قریب گیا اور موقع کا منتظر تھا جیسے ہی وہ اس مجمع سے علاحدہ ہوا میں نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میرے پاس بیٹھ کر توحید کے بارہ میں گفتگو نہ کرے گا، وہ میرے اصرار پر

۱۔ نہج البلاغہ فیض الاسلام خطبہ/ ۲۳۴ ۲ و ۳۔ علل الشرائع جلد ۲ ص ۲۴۳

بیٹھ گیا اور مطلوبہ موضوع پر تفصیل سے گفتگو کی اور اس طرح اظہار خیال کیا کہ اگر وقت کے عالموں اور عارفوں نے سنا ہوتا تو دانتوں کے نیچے انگلی دبا لیتے۔[۱]
یہ علم تو تھا لیکن اس کے اندر عشق، مشاہدہ اور ایمان کا بیج نہیں تھا جو اپنا کام کرتا کیونکہ عمل سے خالی علم انسان کو گناہ اور سرکشی پر آمادہ کرتا ہے۔ امام خمینیؒ فرماتے ہیں میں ایسے علم کو جو ایمان سے جڑا نہ ہو حجاب اکبر سمجھتا ہوں۔[۲]

۱۰۴۔ شیطانی انا: (خود پرستی)

صدر المتألہین شیرازی کہتے ہیں شیخ بسطامی سے نقل ہوا ہے انھوں نے کہا: پروردگارا! اگر میں نے کسی دن یہ کہا کہ میں منزہ اور پاک ہوں یا اپنی شان اور مقام کو بزرگ سمجھا یا اپنے کسی بیان سے اپنی تعریف و تمجید کروں تو یہ انانیت شیطانی ہے اس صورت میں میں کافر اور مجوسی ہوں۔ لیکن میں اس وقت انانیت کے اس بند کو توڑے دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ "اللہ" کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پس اے بندۂ خدا یہ جان لے کہ کفر کے بہت سے درجات ہیں، کہ ان میں سے ایک کفر نفس ہے خود خواہی اور خود پرستی ہے کیونکہ نفس حقیقت میں بڑا بت اور طاغوت اعظم ہے لہٰذا انسان پر اس سے پناہ مانگنا واجب ہے اسے چاہیے کہ وہ خدا سے اس کفر نفس سے رہائی اور نجات کے لیے دعا کرے۔[۳]

۱۔ تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۳۳

۲۔ اربعین (چہل حدیث) امام خمینیؒ ص ۳۸۵ باب ۲۸

۳۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ص ۳۸۰

۱۰۵۔شیطانی منیّت: (لفظ ''مَیں'')

ایک صحابی نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آپؐ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، حضرتؐ نے پوچھا کون ہو؟ اس نے عرض کیا ''میں'' ہوں اے خدا کے رسولؐ آپؐ، کو غصہ آ گیا فرمایا: میں ہوں کا کیا مطلب، کیا مخلوق کے لیے میں میں کہنا جائز ہے؟ وہ شخص بہت پشیمان ہوا اس نے کہا میں خدا اور رسول کی ناراضگی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس کے بعد اس نے آپؐ سے ناراضگی کا سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ ''میں'' کا لفظ مخلوق کو زیب نہیں دیتا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ابلیس نے آدمؑ کے لیے سجدہ کے حکم پر خدا سے کہا تھا: ''انا خیر منه'' میں ان سے بہتر ہوں'' اور نتیجہ میں رحمت حق کی بارگاہ سے نکال دیا گیا، یہ سن کر اس صحابی نے استغفار کیا اور عہد کیا کہ اب کبھی وہ انانیت کا اظہار نہ کرے گا اور ''میں'' نہیں کہے گا۔[1]

۱۰۶۔حضرت عیسیٰؑ کی ولادت: (جلد بازی)

جس گھڑی جناب عیسیٰؑ پیدا ہوئے شیاطین، ابلیس کے چاروں طرف اکٹھا ہو گئے اور کہا اے ابلیس ہم بتوں کو سرنگوں پاتے ہیں۔ ابلیس نے کہا یقیناً کوئی غیر معمولی واقعہ ہوا ہے تم لوگ یہیں پر رہو تا کہ میں جستجو کروں اور اس کی وجہ تلاش کروں اس کے بعد ابلیس نے مشرق سے مغرب تک تلاش کیا تو پتہ چلا کہ

۱؎ داستانہا و پندہا جلد ۸ ص ۱۵۵، انوار نعمانیہ جلد ۳ ص ۴۳، گناہان کبیرہ جلد ۱ ص ۴

حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے ہیں اور فرشتوں نے انھیں اپنے حصار میں لے رکھا ہے، ابلیس اپنے دوستوں کے پاس واپس آیا اور اس نے کہا: اے میرے دوستو! اس زمانہ میں ایک پیغمبر ایسی خاتون سے متولد ہوا ہے جس سے پہلے کوئی عورت اس طرح حاملہ نہیں ہوئی اور نہ ہی اس طرح کسی نے بچہ جنا ہے، کیونکہ ہر نطفہ کے ٹھہرنے کے وقت اور ہر مولود کے پیدا ہوتے وقت میں حاضر رہتا تھا،[1] اب ہمیں بت پرستی سے نا امید ہو جانا چاہیئے لیکن ہوشیار رہو اور اس بات کو دھیان میں رکھو کہ اب اس کے بعد سے آدمی کو جلد بازی، کام میں ہلکا پن اور عقل میں خفت کے ذریعہ بہکاؤ۔[2]

۱۰۷۔ولادت پیغمبر اکرمؐ: (امّت کو وارننگ)

جس وقت کائنات آپؐ کے وجود کے نور سے منور ہو گئی، شیطان نے مشرق و مغرب میں جستجو شروع کر دی، جب وہ مکہ پہونچا تو اس نے دیکھا کہ مسجد الحرام ملائکہ سے چھلک رہی ہے اور جبرئیل کو دیکھا کہ وہ حرم کے دروازہ پر ہتھیار لیے کھڑے ہیں۔ ابلیس نے جیسے ہی حرم میں داخل ہونا چاہا جبرئیل نے اس ہتھیار سے اسے بھگا دیا اور اسے اندر نہیں آنے دیا۔ ابلیس نے بڑی عاجزی سے فرشتوں کے نزول کا سبب دریافت کیا۔ جبرئیل نے کہا: اس امت کا پیغمبر پیدا ہوا

۱؎ انسان کی گمراہی کا ایک اور سبب اس کے اموال اور اولاد میں شیطان کی شرکت ہے جس کی طرف اپنے مقام پر اشارہ ہو چکا ہے۔

۲؎ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۱، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۹

ہے جو آخری، سب سے بہتر اور برتر نبی ہے۔ ابلیس نے پوچھا: اے جبرئیل اس پیغمبر میں میرا کوئی حصہ ہے؟ جبرئیل نے کہا: نہیں۔ ابلیس نے پوچھا: اچھا یہ بتاؤ اس کی امّت میں میرا حصہ ہے؟ جبرئیل نے اثبات میں جواب دیا۔ ابلیس بہت خوش ہوا اور اس نے کہا: میرے لیے یہی بہت ہے[1] (کہ ان کی امت کو ہر طرح سے بہکا کر راہ حق سے منحرف کر کے انھیں ہلاک کروں گا۔)

لہٰذا اے امت اسلامیہ ہوشیار اور بیدار رہ کہ شیطان تمہاری تاک میں ہے۔

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: اے کمیل! شیطان کے پاس بہت سے جال ہیں جو اس نے تمہارے راستہ میں بچھا رکھے ہیں دیکھو ہوشیار رہو کہیں اس میں پھنس نہ جانا۔[2]

دوسرے جملہ میں فرماتے ہیں: اے کمیل بے شک شیطان کے پاس بہت سے مکر، فریب، جال اور وسوسے ہیں اور وہ آدمیوں کی قدر و منزلت کے اعتبار سے ان پر مسلّط اور کامیاب ہوتا ہے۔[3]

خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

وكان الانسان عجولا

بے شک انسان بے صبرا اور جلد باز ہے۔[4]

۱۔ تفسیر علی بن ابراہیم جلد ۱ ص ۳۷۶، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۱

۲۔ بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۲۷۱ و ۲۷۲

۳۔ بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۲۷۱ و ۲۷۳

۴۔ اسراء، آیت ۱۱

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

العجلة من الشّيطان والتأنّي من الله عزّوجلّ

جلد بازی شیطانی کام ہے اور صبر، آرام اور وقار سے کام کرنا خدا کا پسندیدہ انداز ہے۔[1]

۱۰۸۔ بعثت پیغمبرؐ: (دنیا طلبی)

جب پیغمبر اسلامؐ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابلیس ملعون نے آواز دے کر اپنے تمام دوستوں اور شاگردوں کو اپنے پاس جمع کر لیا اور ان سے کہا: جاؤ ڈھونڈھو، روئے زمین پر کون سا غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے؟

شیاطین روئے زمین پر پھیل گئے اور انھوں نے مختلف سمتوں میں جا کر تلاش کیا لیکن وہ خالی ہاتھ واپس آئے اور ابلیس سے کہا کہ ہمیں تو کوئی سراغ نہیں ملا۔ ابلیس نے کہا کہ نہیں یہ کام میرا ہے اب میں خود جاؤں گا اور پتہ لگا کر آؤں گا کہ کیا ہوا ہے، چنانچہ وہ خود گیا اور معلومات فراہم کرنے کے بعد اپنے دوستوں کے پاس واپس آیا اور ان سے بتایا کہ اب خداوند عالم کی جانب سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا ہے، اس کے بعد اس نے اصحاب پیغمبر کو بہکانے کی تیاری کرنے کا اپنے دوستوں کو حکم دیا۔ لیکن شیاطین انھیں بہکانے کے بعد جب واپس آئے تو شکایت کرتے کہ اس طرح کی امت تو ہم نے اب تک دیکھی ہی نہیں ہے کیونکہ ہزار بہانوں اور مکر و فریب سے ان پر

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۰، میزان الحکمت جلد ۶ ص ۷۳

غلبہ پاتے ہیں لیکن جب وہ نماز پڑھنے میں لگ جاتے ہیں تو اس عبادت کے ذریعہ ہماری محنت کے اوپر پانی پھر جاتا ہے۔

ابلیس کہتا ہے جلد بازی نہ کرو اور پریشان نہ ہو شاید خدا دنیا کو ان پر وسعت دے اس وقت ہماری تمنا اور آرزو پوری ہو جائے کیونکہ دنیا طلبی اور حبّ دنیا کے ذریعہ ہی ہم ان پر قابو پا سکتے ہیں۔[1]

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صحیفۂ سجادیہ کی ایک دعاء میں عرض کرتے ہیں:

اللّٰھُمَّ و ان اشتمل علینا عدوّك الشّیطان فاستنقذنامنه

پروردگارا! اگر تیرا دشمن شیطان ہمیں اپنے گھیرے میں لے لے تو اس کے شر سے ہمیں نجات دلانا۔[2]

۱۰۹۔ابلیس کی شادی: (دنیا)

جب آدم وحوا نے ایک دوسرے سے عقد پڑھ کر شادی کی تو ابلیس ملعون نے بھی دنیا کے ساتھ شادی کر لی۔[3]

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: دنیا اچھے دیدہ زیب اور دل کش خط وخال والا سانپ ہے اسے مار ڈالو۔[4]

۱۔ محجۃ البیضاء جلد ۵ ص ۶۱، احیاء العلوم جلد ۳ ص ۷۰

۲۔ صحیفۂ سجادیہ، دعاء ۴۴

۳۔ رسالۃ العلیۃ ۲۲۳

۴۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا ترجمہ خواجوی ص ۳۲۷

حضرت علیؑ نے فرمایا:

احذر الدّنیا فانّھا شبکة الشّیطان و مفسدة الایمان

دنیا سے ڈرو کیونکہ بے شک یہ دنیا شیطان کا جال اور ایمان کی تباہی اور فساد کا سرچشمہ ہے۔[1]

۱۱۰۔راہ زن شیاطین: (دنیوی چمک دمک)

کتاب فتوت نامہ کے مولّف لکھتے ہیں: یہ سمجھ لو کہ راہ طریقت میں بہت سے ڈاکو اور شیاطین ہیں جنہوں نے اپنا جال پھیلا رکھا ہے تاکہ کوتاہ نظر لوگوں کو دنیوی چمک دمک سے فریب دے کر پھنسا لیں۔

۱۱۱۔راہِ حق کے ڈاکو: (نفس، ہویٰ، دنیا، شیطان)

کہا جاتا ہے طریقت کے راستہ میں راہزن اور ڈاکو بہت ہیں جن میں سے ایک نفس ہے دوسرے ہویٰ ہے تیسرے دنیا اور چوتھے شیطان ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

انّ نفسك لخدوع ان تثق بھا یقتدك الشّیطان الیٰ ارتکاب المحارم

بے شک تمہارا نفس بہت زیادہ دھوکہ دینے والا اور نیرنگ باز ہے اگر اس پر اعتماد کرو یہ جان لو کہ شیطان تمہیں گناہوں اور محرّمات کے

۱۔ غرر الحکم جلد ۲ ص ۲۷۹

ارتکاب کی طرف کھینچتا ہے۔[۱]

ایک دوسرے جملہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

هلك من اضلّه الهوىٰ واستقاده الشّيطان الى سبيل العمىٰ

جس کو خواہش نفسانی گمراہ کرے وہ ہلاک ہوگیا اور شیطان کے ذریعہ اندھے راستے پر اسے گھسیٹا جائے گا۔[۲]

۱۱۲۔ تین قدم مستحکم: (نفس، ہویٰ، دنیا، شیطان)

کتاب فتوت نامہ کے مولف کہتے ہیں کہ: اگر پوچھا جائے کہ وہ تین قدم جنھیں قوت سے اٹھانے کا استاد کی گفتگو میں تذکرہ ملتا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ تو کہہ دو کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک قدم نفس اور اس کی خواہشات پر رکھا جائے ایک قدم شیطان کے سر پر رکھا جائے اور ایک قدم دنیا پر اور جب تک کوئی ان تین چیزوں کو پائمال نہ کرے گا محکم اور استوار نہ ہوگا اور اس کے دست و بازو مضبوط نہ ہونگے۔[۳]

حضرت علیؑ کا ارشاد ہے:

من استقاده هواه استحوذ عليه الشّيطان

جو شخص اپنے نفس کا بندہ اور غلام ہوگا شیطان اس پر قابو پالے گا۔[۴]

۱۔ غررالحکم جلد ۲ ص ۵۲۱
۲۔ غررالحکم جلد ۶ ص ۱۹۶
۳۔ فتوت نامہ ص ۱۴۱
۴۔ غررالحکم جلد ۵ ص ۴۶۵

دوسرے جملہ میں حضرتؑ فرماتے ہیں:

نعم عون الشّيطان اتّباع الهوىٰ

شیطان کے بہترین یار و مددگار خواہشات نفس کی پیروی کرنے والے ہیں۔[۱]

۱۱۳۔ ابلیس کی بات: (رغبت دنیا)

ابلیس ملعون نے کہا میرے لیے یہی کافی ہے کہ ایک بندہ دنیا کو دوست رکھے اور اس کی طرف رغبت رکھے کیونکہ اس کے ذریعہ ان کے دل میں جو وسوسہ کیا جائے وہ بہت جلدی اثر کرتا ہے اور جو چاہوں وہ انجام دیتا ہے۔[۲]

۱۱۴۔ کتا اور سڑا ہوا مردار: (دنیا کی واقعی تصویر)

بعض علماء جن کا مکاشفہ، عرفان اور معرفت سے زیادہ سروکار تھا انھوں نے شیطان کو کتے کی شکل میں دیکھا کہ وہ اپنے سینہ سے مردار لپٹائے ہوئے لوگوں کو اس کی طرف بلا رہا ہے اس ملعون سے پوچھا گیا یہ جو مردار سینہ سے لگائے ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ مردار دنیا کی واقعی اور حقیقی شکل ہے۔[۳]

ہر چیز کی ایک باطنی صورت ہوتی ہے اور ایک ظاہری، ایک حقیقی وجہ وعلت ہوتی ہے اور ایک غیر حقیقی، دنیا کا ظاہر سانپ کی طرح خوبصورت، دل فریب اور

۱۔ غررالحکم جلد ۶ ص ۱۶۱
۲۔ شرح شہاب الاخبار ص ۲۱۱
۳۔ مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ۴۳۲

جذاب ہے لیکن اس کا باطن سڑا ہوا بد بودار لاشہ اور مردار ہے۔

لہٰذا لذّتوں اور شہوتوں کے دل دادہ، جلد ختم ہو جانے والی دنیا کے بے دام غلاموں کو آخرکار اسی بدبودار کیچڑ کے دَل دَل میں پھنس کر ہلاکت و بدبختی سے دوچار ہونا اور عذابِ آخرت کا مستحق قرار پانا ہے۔[1]

شیخ بہائیؒ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے: دنیا شیطان کی وہ شراب ہے کہ جس نے بھی اس میں سے لیا وہ اس وقت ہوش میں آتا ہے جب دنیا سے چلا جاتا ہے اور پشیمان، نادم، ناکام اور نقصان اٹھانے والا قرار پاتا ہے اور اس کا شمار مُردوں میں ہوتا ہے۔[2]

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

وما هی اِلاّ جیفة مستجبله علیها کلاب همّهنّ اجتزابُها

دنیا ایسا بدبودار مردار ہے جس کے چاروں طرف کتے اکٹھا ہوئے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اسے نگل لیں۔[3]

آیت اللہ قوچانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "سیاحت غرب" میں لکھتے ہیں:

انّما الدّنیا جیفة و طالبها کلاب"

دنیا مردار سے زیادہ کچھ نہیں ہے اور اس کے خواہش مند کتے ہیں۔[4]

---

[1] مفاتیح الغیب ملا صدرا، ترجمہ خواجوی ۴۳۲

[2] کشکول شیخ بہائی دفتر سوم

[3] دیوان منسوب بہ امیر المؤمنین علیہ السّلام حرف باء جملہ ۴۳۹

[4] سیاحت غرب، ص ۱۴۰ ای ش

۱۱۵۔ چار الہامات: (وسوسہ)

کتاب عوارف المعارف میں منقول ہے کہ محمد ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: جو شخص خداوند عالم کے مقام قرب اور انسان کی بلند و بالا اخلاقی منزل پر پہونچ گیا وہ نفس کے وسوسہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی اسی کتاب میں رقم طراز ہیں: بصرہ شہر میں شیخ محمد بن عبداللہ بصری سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے الہامات اور خیالات چار طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) نفس کی طرف سے۔

(۲) خدا کی طرف سے۔

(۳) فرشتہ اور ملک کی طرف سے۔

(۴) شیطان ملعون کی طرف سے۔

۱۔ پہلا والا الہام جو نفس کی طرف سے ہوتا ہے وہ خود اس کے دل کی پیداوار ہے۔

۲۔ وہ الہام جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل کی گہرائیوں سے تعلق رکھتا ہے۔

۳۔ وہ الہام جو فرشتہ اور ملک کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل کی داہنی طرف سے ہوتا ہے۔

۴۔ اور چوتھا الہام جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور دل کے بائیں طرف سے ہوتا ہے۔ تو اگر انسان خباثتوں سے پاک ہوا اور اس کا نفس برائیوں سے پاکیزہ ہو تو شیطان جیسے ہی کسی طرف سے گھس پیٹھ کرنا چاہتا ہے

انسان اس کے وسوسوں سے باخبر ہو جاتا ہے۔ وہ اسے دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور اسے اپنے سے دور کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر انسان کے دل پر برائی، خباثت، ظلمت، ہوا و ہوس کی تاریکی قبضہ جمائے تو نفس کی وہ تاریکی اور خباثت دل کے لیے زنگ کی حیثیت رکھتی ہے جو انسانی دل کو کالا اور سیاہ بنا دیتا ہے۔

تو ایسا انسان جس کا دل کالا ہے وہ ان الہامات میں جو ملائکہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور ان میں جو شیطان کی طرف سے دل میں ڈالے جاتے ہیں فرق محسوس نہیں کر سکتا۔ جس کے نتیجہ میں آخر کار وہ غفلت و نادانی اور فسق و فجور اور فساد عمل کے دل دل میں پھنس جاتا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی ایک دوسرے جملہ میں لکھتے ہیں:

اکثر علماء اور بزرگوں کا کہنا ہے: جو شخص مال حرام کھانے کی آلودگی میں گرفتار ہے وہ الہام اور وسوسہ میں فرق نہیں سمجھ سکتا۔ [1]

شیطان ملعون کا میدان عمل وجود بشر میں فکر کی حد تک محدود ہے اور فکر کے میدان میں بھی صرف وسوسہ کی حد تک اس کے اختیارات ہیں۔

لہٰذا بہت سے ایسے گناہ جنھیں ہم کرتے ہیں اس کی برائی اور انجام جس سے ہم واقف بھی ہیں ہمارے منتظر ہیں لیکن اس کے باوجود ہم ان کے کرنے سے باز نہیں آتے۔

اس غفلت کی وجہ سے شیطانی فریب اور اس کی وسوسہ کاری ہے جس کی

---

۱ عوارف المعارف ص ۱۷۷ (مختصر فرق اور اضافہ کے ساتھ)

دعوت پر انسان انجام سے منھ موڑ کر خود کو گناہ و معصیت سے آلودہ کر کے گمراہی میں ڈال دیتا ہے۔ اس بنا پر شیطانی وسوسہ اور نفسانی الہامات کی راہوں کو مسدود کر دینا چاہیئے اور الٰہی مدد کے سہارے اپنے اندر ایمان و تقویٰ کی روح کو قوت بخشیں تا کہ شیطانی وسوسوں پر غالب آیا اور کامیابی، فلاح اور سعادت و خوش بختی کو حاصل کیا جا سکے۔ [1]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: انسان وسوسہ کے ذریعہ کامیاب ہو ہی نہیں سکتا مگر یہ کہ ذکر خدا سے وہ دوری اختیار کر لے اور قانون خدا کو حقیر سمجھے، منکرات پر عمل کرے اور خدا کے علم و آگاہی سے غفلت برتے۔ [2]

۱۱۶۔ شیطان کا مشاہدہ: (وسوسہ)

شہید محراب آیۃ اللہ دستغیب شیرازی فرماتے ہیں:

اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ میں اپنی آنکھوں سے شیطان کو نہیں دیکھ پاتا ہوں کہ اس کے فریب میں آ کر پیروی نہ کروں تو جواب دینا چاہیئے کہ یہ صحیح ہے کہ تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو لیکن اس کے کاموں کو تو سمجھ رہے ہو وسوسہ شیطان کا انتہائی اہم کام ہے جس وقت تم یہ دیکھو کہ گناہ اور شر کا خیال تمہارے اندر پیدا ہو رہا ہے تو سمجھ لو کہ ابلیس کا وسوسہ ہے اس گھڑی اپنے حواس جمع کر لو کہ کہیں اس سے دھوکہ نہ کھا جاؤ۔ [3]

---

۱ کتاب جن و شیطان ص ۹۸
۲ مصباح الشریعۃ باب ۳۹
۳ قلب قرآن ص ۱۸۴

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

الثقة بالنّفس من اوثق فرص الشّیطان

اپنے نفس پر اعتماد کرنا شیطان کی محکم ترین مہلتوں میں سے ہے۔[۱]

۱۱۷۔ شیطان کی خوشی اور غم: (بعثت)

امام صادق علیہ السّلام فرمایا: ابلیس نے چار مرتبہ نالہ اور فریاد کی ہے:

۱۔ اس کا پہلا نالہ و فریاد اس وقت بلند ہوا جب وہ رحمت خدا سے دور ہوا۔

۲۔ دوسری فریاد اس وقت بلند ہوئی جب اسے زمین پر اتارا گیا۔

۳۔ تیسری فریاد اس وقت گونجی جب پیغمبروں کے نور ہدایت کی خاموشی کے قریب حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔

اور دو مرتبہ ابلیس خوشی کی زیادتی کی وجہ سے چیخا ہے پہلی مرتبہ جب جناب آدمؑ نے ممنوعہ درخت کا میوہ کھایا۔ دوسرے اس وقت جب حضرت آدمؑ کو جنّت سے نکال باہر کیا گیا۔[۲]

۱۱۸۔ ذبح اسماعیل کا واقعہ: (وسوسہ نفس کو سنگ سار کرنا)

جب حضرت ابراہیمؑ اپنے صاحب زادہ جناب اسماعیلؑ کو منیٰ کی طرف لے کر چلے تو شیطان ایک بوڑھے کی شکل میں آپؑ کے پاس آیا اور اس نے کہا:

۱۔ غرر الحکم جلد ۱ ص ۳۸۱

۲۔ میزان الحکمت جلد ۵ ص ۹۶ خصال باب اربعہ ح ۱۴۱، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۴۷

اے ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو کہاں لے جا رہے ہو؟

فرمایا: اسے قربان کرنا چاہتا ہوں۔ ابلیس نے کہا: تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو جس نے پلک جھپکنے کی مقدار برابر بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: خدا نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ ابلیس نے کہا: نہیں یہ حکم تمہیں شیطان نے دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: وائے ہو تجھ پر جس ذات نے مجھے اس مقام تک پہونچایا ہے اس نے مجھے اس کام کا حکم دیا ہے۔ ابلیس نے کہا: خدا کی قسم شیطان کے علاوہ کوئی تم سے اس کام کے لیے کہہ ہی نہیں سکتا۔ پھر ابراہیمؑ نے کہا: خدا کی قسم میں تجھ سے بات ہی نہیں کروں گا۔ اور آپ منیٰ کی طرف بڑھ گئے۔

ابلیس نے اپنی گفتگو جاری رکھی اور اس نے کہا: اے ابراہیمؑ تم چونکہ لوگوں کے رہبر اور پیشوا ہو اگر تم نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا تو دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی اپنے بیٹوں کو ذبح کرنے لگیں گے۔ لیکن ابراہیمؑ نے اس کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی اور اپنے کام میں لگے رہے۔[۱]

ایک دوسری روایت کے اعتبار سے نقل ہے کہ: حضرت ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو اپنا خواب بتانے سے پہلے فرمایا: میرے بیٹے رسّی اور چھری لے لو تاکہ اس درّہ میں جا کر ایندھن اکٹھا کریں، جب وہ لوگ چل دیے تو ابلیس بوڑھے آدمی کی شکل میں ابراہیمؑ کے سامنے آیا تاکہ انھیں اس کام کی انجام دہی سے روک دے اسی لیے اس نے ابراہیمؑ سے کہا: اے بوڑھے آدمی یہاں کیا کر رہے ہو؟ ابراہیمؑ نے فرمایا: مجھے اس درّہ میں کام ہے وہیں جا رہا ہوں — ابلیس نے کہا:

۱۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء ص ۱۲۹، بحار الانوار جلد ۶۰ ص ۲۰۸ و ۲۰۹

خدا کی قسم مجھے لگ رہا ہے کہ شیطان نے تمھیں خواب میں اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا ہے اور تم اسے قتل کرنے جا رہے ہو جناب ابراہیمؑ نے شیطان کو پہچان لیا اور اپنے سے دور بھگا دیا اور کہا: اے خدا کے دشمن دور ہو جا خدا کی قسم جس بات کا مجھے حکم ملا ہے اسے انجام دوں گا۔

جب ابلیس ابراہیمؑ سے مایوس ہو گیا تو جناب اسماعیلؑ کے پاس آیا جو اپنے باپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، اور ان سے کہا تمھیں پتہ ہے کہ تمہارے باپ تمھیں کہاں لیے جا رہے ہیں۔ اسماعیلؑ نے کہا: اس درّہ میں ہم ایندھن جمع کرنے جا رہے ہیں اس نے کہا: خدا کی قسم وہ تمھیں قتل کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ اسماعیلؑ نے پوچھا: وہ کیوں؟ اس نے کہا: وہ سمجھ رہے ہیں کہ خدا نے انھیں اس بات کا حکم دیا ہے۔ جناب اسماعیلؑ نے جواب دیا: تو جس بات کا حکم ان کے پروردگار نے دیا ہے انھیں اسے ضرور انجام دینا چاہیئے اور میں بھی ان کا دل و جان سے مطیع و فرماں بردار ہوں۔ ابلیس جناب اسماعیلؑ سے بھی مایوس ہو گیا تو وہ مکّہ میں جناب ہاجرہؑ کے پاس ان کے گھر آیا اور کہا: تمھیں پتہ ہے ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں۔ انھوں نے کہا: ایندھن جمع کرنے لے گئے ہیں۔ اس نے کہا: نہیں انھیں قربان کرنے لیے گئے ہیں۔

ہاجرہ نے کہا: نہیں وہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو بہت چاہتے ہیں۔ ابلیس نے کہا: لیکن ان کا خیال ہے کہ خدا نے انھیں اس کام کا حکم دیا ہے۔ ہاجرہؑ نے فرمایا: اگر ان کے پروردگار نے اس کا حکم دیا ہے تو ہم سب اس کے حکم کے آگے تسلیم ہیں۔ ابلیس غیظ و غضب کی حالت میں وہاں سے چلا

گیا اور حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کو بہکا نہیں سکا۔

ایک حدیث میں شیخ صدوقؒ نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ جو حاجی منیٰ میں رمی جمرہ کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے شیطان ان چند مقامات پر ابراہیمؑ کے سامنے آیا اور آپ نے اسے پتھر سے مارا اسی وجہ سے رمی جمرات (جمرات کو پتھر مارنا سنت قرار پایا)۔[1]

حضرت علیؑ نے فرمایا:

من اتّهم نفسه فقد غالب الشّیطان

جو شخص اپنے نفس کو تہمت دے (اور اپنے نفسانی وسوسوں پر اعتماد نہ کرے) اس نے شیطان پر قابو پا لیا ہے۔[2]

۱۱۹۔ شیطانی وسوسے: (ہوشیار آدمی)

حاتم اصم نے کہا: شیطان ہر روز وسوسہ کرتا ہے آج کیا کھاؤ گے؟ میں کہتا ہوں: "موت"— کہتا ہے آج کیا پہنو گے؟ میں کہتا ہوں: کفن، کہتا ہے تم کہاں ہو اور تمہاری منزل کہاں ہے؟ میں کہتا ہوں: قبر میں— جب وہ اس طرح کے دندان شکن جواب سنتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ ہرگز میں اس کے وسوسوں کی کمند میں گرفتار ہونے والا نہیں ہوں۔ اس وقت وہ کہتا ہے تم میرے لیے بہت برے ہو کیونکہ تم سے مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی۔ اس گفتگو کے بعد وہ رنج و غم

۱۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ا ص ۱۶۹-۱۷۵

۲۔ غرر الحکم جلد ۵ ص ۳۶۹

کے ساتھ مجھ سے جدا ہو جاتا ہے۔ [ل]

۱۲۰۔ حضرت ایوبؑ اور شیطان: (صبر و شکر)

حضرت ایوب علیہ السّلام خداوند عالم کے ان عظیم الشان پیغمبروں میں سے تھے جنھیں خداوند عالم نے مال و دولت اور صالح اولاد سے نوازا تھا پھر امتحان و آزمائش کی خاطر ان سے سب کچھ لے لیا اور خود انھیں سخت بیماری میں مبتلا کر دیا تاکہ ان کے مقام صبر و شکر کو آزمائے۔ آزمائش، بلا اور انتہائی صبر کے امتحان سے گذرنے کے بعد خدا نے انھیں پہلے سے زیادہ مال و دولت اور اولاد کی نعمت سے نوازا اور ان کے واقعہ کو صبر وضبط کے نمونہ اور دوسروں کو عبرت حاصل کرنے کے لیے بیان کیا:

حضرت ایوبؑ نعمت کی فراوانی کی وجہ سے ہمیشہ شکر کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کا ذکر آسمانوں میں ہوا کرتا تھا شیطان ان کے بارہ میں فرشتوں کی گفتگو اور ذکر خیر سنا کرتا تھا اس نے خدا کی نعمتوں کے مقابلہ میں ان کا شکر دیکھا تو حسد میں مبتلا ہو گیا، خدا سے عرض کیا: پروردگار ایوبؑ کا یہ شکر ان کے سلسلہ میں تیری نعمتوں کی فروانی کی وجہ سے ہے اگر تو ان سے ان نعمتوں کو واپس لے لے وہ تو ہرگز شکر نہیں کریں گے۔

خدا نے ایوبؑ کے اموال پر شیطان کو مسلّط کر دیا اور شیطان نے ان کی پوری املاک اور اولاد کو نیست و نابود کر دیا لیکن اس کے ساتھ ایوبؑ کا شکر اور خدا

ل تذکرۃ الاولیاء شیخ عطار جلد ۱ ص ۲۷

کی حمد و ثنا میں بھی اضافہ ہوا۔

دوبارہ شیطان نے خدا سے دعاء کی کہ ایوبؑ کے مزارع (کھیتوں) پر اسے قابو دے دے، خدا نے اسے اس پر بھی مسلّط کر دیا شیطان نے اپنے دوستوں کے ساتھ آپ کی پوری زراعت کو جلا کر خاکستر کر دیا جناب ایوبؑ کے شکر میں مزید اضافہ ہو گیا۔

شیطان نے دعاء کی کہ اسے ایوبؑ کے گوسفندوں پر مسلّط کر دیا جائے خدا نے اس کی یہ بات بھی مان لی شیطان نے ان کے گوسفندوں کے گلّے نیست و نابود کر دیئے لیکن جناب ایوبؑ کا شکر کم نہ ہوا یہاں تک کہ شیطان نے کہا مجھے ان کے بدن پر قابو دے دے، خدا نے فرمایا: ان کی زبان، عقل اور آنکھوں کے علاوہ پورے بدن پر میں نے تجھے اختیار دیا۔ شیطان حضرت ایوبؑ کے نزدیک آیا اور ایک ایسی زہریلی پھونک ماری کہ آپ کا پورا بدن سر سے پیر تک زخمی ہو گیا اور آپ اسی حالت میں ایک طویل عرصہ تک خدا کی حمد و ثنا میں مشغول رہے۔ بیماری اور محتاجی کی وجہ سے جناب ایوبؑ کو بستی والوں نے آبادی سے نکال کر ویرانہ میں ڈال دیا، آپؑ کی اہلیہ کے علاوہ کوئی دوسرا آپ کے پاس نہیں آتا جاتا تھا وہ بی بی جاتی تھی اور ایوبؑ کے لیے غذا اور طعام کا انتظام کرتی تھی۔ شیطان جو کہ حضرت ایوبؑ کے صبر سے عاجز آ چکا تھا اپنے منصوبہ میں ناکام ہو گیا اور ایوبؑ کو ان تمام مصیبتوں میں مبتلا کرنے کے بعد بھی شکر کے جذبے سے منحرف نہ کر سکا تھا اس لیے بہت زیادہ پریشان تھا لہٰذا اس نے عاجز آ کر ایک ایسی چیخ ماری کہ اس کے لشکر والے یار و دوست سب کے سب جمع ہو گئے اور اس سے اس

چیخ پکار کا سبب دریافت کرنے لگے، اس نے بتایا کہ اس شخص (ایوبؑ) نے مجھے عاجز کر دیا ہے کیونکہ میں نے خدا سے اس کے اموال، اولاد اور بدن پر قابو چاہا خدا نے اختیار دیا اور میں نے انھیں اس حال میں پہونچا دیا کہ لوگوں نے انھیں ایک کھنڈر میں پھینک دیا ہے اور بیوی کے علاوہ ان کا کوئی غم گسار نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ خدا کی حمد وثنا سے باز نہیں آتے اس طرح میں خدا کے سامنے رسوا ہو گیا میری چیخ کا مطلب یہ ہے کہ تم سب لوگ جمع ہو کر اس کام میں میری مدد کرو اور مجھے کوئی راستہ بتاؤ۔ اس کے لشکریوں اور دوستوں نے کہا تمہارا وہ مکر وحیلہ جس سے بڑے بڑوں کو نیست نابود کر دیا وہ سب کہاں چلا گیا؟ ابلیس نے کہا: وہ سارے ہتھ کنڈے اس شخص کے بارہ میں ناکام ہو گئے اب مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا تم لوگ ہی کوئی تدبیر سوچو؟

دوستوں نے پوچھا: حضرت آدمؑ کو بہشت سے کس طرح نکالا تھا؟

اس نے جواب دیا: بیوی کے ذریعہ!

انھوں نے کہا: ایوبؑ کو بھی بیوی کے ذریعہ منحرف کرو کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی پھٹکتا بھی نہیں ہے اور ایوبؑ بھی اس کی بات مانتے ہیں۔

شیطان کو یہ بات پسند آئی اور اس نے ایک مرد کی صورت اختیار کی اور جناب ایوبؑ کی زوجہ کے پاس آیا اور پوچھا: اے عورت تیرا شوہر کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا وہ اس وقت فقر و بیماری کا شکار ایک گوشہ میں پڑا ہے۔ شیطان نے جو یہ باتیں سنیں تو سمجھ گیا کہ یہ ساری باتیں بے تابی کی وجہ سے

ہیں اس نے وسوسہ کرنا شروع کر دیا اور ان تمام نعمتوں کو جن سے وہ پہلے سرشار تھی انھیں یاد دلایا، ایوبؑ کی جوانی اور خوبصورتی کا تذکرہ کیا اور اب جس حالت کو وہ پہونچ گئے ہیں اسے بھی بتایا اور کہا: یہ بیماری اور مصیبت کبھی ختم نہ ہوگی۔

اس موقع پر زوجہ ایوبؑ چیخ پڑیں۔ شیطان نے دیکھا کہ اس کی تدبیر کارگر ہوگئی ہے وہ گیا اور ایک بکری کا بچہ لے آیا اور کہا کہ: اگر ایوبؑ بکری کے اس بچہ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں لیکن ذبح کرتے وقت خدا کا نام نہ لیں تو یہ ساری مصیبتیں اور بیماریاں دور ہو جائیں گی، بیوی نے تمام باتیں سنیں اور بکری کا بچہ لے کر ایوبؑ کے پاس آئیں اور پورا واقعہ بیان کیا، ایوبؑ سمجھ گئے کہ یہ ساری باتیں کرنے والا شیطان تھا لہٰذا انھوں نے اپنی بیوی کو خطاب کر کے فرمایا: شیطان تمہارے پاس آیا اس نے تمہیں کچھ باتیں بتائیں تم نے ان باتوں کو قبول بھی کر لیا اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ مال، اولاد اور صحت وسلامتی جو ہمیں حاصل تھی وہ کس نے دی تھی؟

بیوی نے جواب دیا: خدا نے — ایوبؑ نے پوچھا: کتنے سال ہم نے ان سے فائدہ اٹھایا — بیوی نے کہا: اسّی سال تک ایوبؑ نے کہا اچھا یہ بتاؤ ہم لوگ اس آزمائش میں کتنے دن سے مبتلا ہیں؟ — کہا: سات سال کچھ مہینہ ہے۔

جناب ایوبؑ نے فرمایا: اے عورت تو نے عدالت و انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے مگر یہ کہ اتنے ہی سال بلا و مصیبت کے برداشت کرتی جتنے سال نعمتوں اور آسائش میں بسر کیے تھے یعنی جس طرح اسّی سال خوش حالی میں گذارے اسی طرح اسّی سال بلا و مصیبت میں بھی گذارنے چاہیئے تھے۔

اس کے ساتھ جناب ایوبؑ نے قسم کھائی اور بیوی سے کہا کہ: جو بات تم نے مجھ سے کہی ہے یعنی بکری کے بچّے کو غیر خدا کے نام سے ذبح کرنے کی اگر خدا نے مجھے شفا دی تو تمھیں سو (۱۰۰) تازیانے ماروں گا اور اب اس کے بعد سے میرے لیے تمہارے ہاتھ کا کھانا پانی حرام ہے اور تم ابھی ہمارے سامنے سے دور ہو جاؤ۔

جب وہ خاتون جناب ایوبؑ کے پاس سے چلی گئیں تو ایوبؑ نے خود کو بے مونس و یاور اور تنہا پایا، اپنے رخسار کو زمین پر رکھ کر سجدہ کی حالت میں خدا سے دعا کی:

"انی مسّنی الشّیطان بنصب و عذاب"

پروردگار! شیطان نے مجھے سخت رنج و عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے تو اپنے فضل و کرم سے مجھے نجات دے۔[1]

یہی دعا تھی جس کے سبب جناب ایوبؑ سے ساری بلائیں دور ہو گئیں اور انھیں وحی ہوئی کہ سر اٹھاؤ تمہاری دعا قبول ہو گئی، اب اپنا پیر زمین پر مارو اس حکم پر عمل کرتے ہی وہ ویرانہ سرسبز ہو گیا، پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، ایوبؑ نے اپنے آپ کو اس میں دھویا جس سے ان کی تمام بیماریاں برطرف ہو گئیں اور جو نعمتیں ان سے چھن گئی تھیں خدا نے انھیں یکے بعد دیگرے واپس کر دیں۔ دوسری طرف بیوی سوچ میں پڑ گئی کہ ایوبؑ نے مجھے اپنے پاس سے بھگا دیا ہے لیکن ان کے پاس کوئی تو نہیں ہے جو انھیں کھانا پانی دے اور ان کی خبر گیری کرے اگر میں

۱ سورہ ص/۴۱

بھی ان کے پاس نہ جاؤں تو وہ بھوک سے مر جائیں گے اور صحرا کے درندے انھیں کھا جائیں گے یہ خیال آتے ہی وہ ایوبؑ کی طرف چل پڑیں لیکن انھیں وہ کھنڈر، ویرانہ اور ایوبؑ کہیں دکھائی نہ دیے اس کی جگہ ایک سرسبز باغ نظر آیا جس میں ایک خوبصورت اور صحت مند جوان دکھائی دیا۔ زوجہ نے یہ دیکھ کر رونا شروع کر دیا اور ڈریں۔ ایوبؑ اپنی زوجہ کے پاس آئے اور بتایا کہ میں وہی ایوبؑ ہوں جن کو تم نے شیطان کے لیے بکری کے بچّہ کی قربانی کرنے کے لیے کہا تھا لیکن میں نے اپنے پروردگار کی اطاعت و فرماں برداری کی اور شیطان کی بات نہ مانی جس کی وجہ سے خدا نے ہماری دعا قبول کر لی اور ہمیں دوبارہ اپنی نعمتوں سے نواز دیا جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔

جب ایوبؑ نے شفا پائی اور خدا نے انھیں صحت و سلامتی اور گذشتہ نعمتوں سے نوازا تو انھوں نے اپنی قسم پر عمل کرنا چاہا، وہ سوچ رہے تھے کہ اپنی قسم پر کس طرح عمل کریں اور ایمان دار، باوفا اور مہربان خاتون کو کیوں کر سو (۱۰۰) تازیانے ماریں، خداوند عالم نے جیسا کہ سورۂ ص کی آیت ۴۴ میں بیان فرمایا: آپؑ کو حکم دیا کہ باریک تیلیاں جن کی تعداد سو ہو اس کا ایک مٹھا لے کر ہلکے سے ماردیں اس طرح ان کی قسم پوری ہو سکتی ہے۔[1]

۱۲۱۔ ابلیس کا طعنہ: (شکر)

شکر وہ بزرگ مقام اور بلند درجہ ہے جس تک ہر ایک کی رسائی نہیں ہے اسی

۱ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء، جلد ۲ ص ۱۳-۳، برداشت از زندگانی حضرت ایوبؑ

لیے خداوند عالم نے فرمایا ہے۔

"قلیل من عبادی الشّکور"

میرے بندوں میں سے بہت کم لوگ شکر کرنے والے ہیں۔ [1]

ابلیس نے آدمی کے بارہ میں خدا کو طعنہ بھی دیا اور کہا:

ولا تجد اکثر ھم شاکرین

لیکن تو ان میں سے اکثر کو شکر کرنے والا نہ پائے گا۔ [2]

۱۲۲۔ حضرت سلیمانؑ اور شیاطین: (شکر نعمت)

سلیمان پیغمبر علیہ السّلام نے خداوند عالم سے درخواست کی کہ وہ انھیں ایسی حکومت و بادشاہی عنایت کرے کہ ان کے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے وہ غلبہ، جبر اور لوگوں پر ظلم وستم کے ذریعہ سے مسلّط ہوئے ہیں، خداوند عالم نے انھیں اپنی بہت سی نعمتوں سے سرفراز فرمایا: مثلاً نبوّت، سلطنت، پرندوں اور جانوروں کی زبان کا علم قضاوت وحکمت کا علم اس کے علاوہ ہوا، جن اور شیاطین کو آپ کے تابع فرمان قرار دیا جو آپ کے لیے عمارتیں بناتے اور سمندر میں غوطہ لگا کر جواہرات نکالتے تھے۔

و الشّیاطین کلّ بنّاءٍ و غوّاص

اور شیاطین کو جو بلند عمارتیں بناتے تھے اور دریا سے قیمتی جواہرات

۱۔ سورۂ سبا/ ۱۳ ۲۔ سورۂ اعراف/ ۱۷

نکالتے تھے ان کے تابع فرمان بنادیا تھا۔ [1]

حضرت سلیمانؑ نے جو عمارتیں بنائیں ان میں سے ایک بیت المقدس ہے جب آپ شہر کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو مسجد بنانا شروع کی آپ نے شیاطین کے گروہ در گروہ بنائے اور انھیں سونے اور جواہرات کی کان کنی میں لگادیا ایک گروہ کو انھیں بیت المقدس پہونچانے کے کام پر مامور کیا، ایک جماعت کو مشک و عنبر اور دوسرے عطریات لانے کے کام پر لگادیا، ایک گروہ سمندروں سے مروارید نکالتا اور اسے بیت المقدس تک پہونچاتا۔

سورۂ انبیاء، صٓ اور سبا میں مختلف آیتوں میں بڑی عمارتوں، عبادت گاہوں، پتھر کے حوضوں اور دیگوں کے سلسلہ میں اجمالی اشارہ ملتا ہے۔ [2]

اس سلسلہ میں ایک حکایت نقل ہوئی ہے: شیاطین حضرت سلیمانؑ کے حکم سے پتھروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ ایک دن ابلیس ملعون نے شیطانوں سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کام کی زیادتی کی شکایت کی اور کہا کہ اب وہ عاجز آگئے ہیں۔ ابلیس نے کہا جب پتھر رکھ کر واپس آتے ہو تو خالی ہاتھ ہوتے ہو یا نہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، ابلیس نے کہا: پھر تو تمہیں آرام ہے ہوا نے شیاطین کی گفتگو جناب سلیمانؑ کو بتادی تو آپ نے حکم دیا جب پتھر لے جاؤ تو واپسی میں گیلی مٹی لے آؤ۔ جب پھر ابلیس نے شیطانوں سے خیریت دریافت کی تو انھوں نے اور شکایت کی تو اس نے کہا یہ بتاؤ

۱۔ سورۂ ص/ ۳۷

۲۔ قصص قرآن یا تاریخ انبیاء جلد ۲، زندگانی حضرت سلیمان

تمھیں رات میں سونے اور آرام کرنے کا موقع ملتا ہے یا نہیں؟ تو انھوں نے کہا کیوں نہیں ہم رات میں سوتے اور آرام کرتے ہیں ہوا نے یہ گفتگو بھی حضرت سلیمانؑ تک پہونچادی، آپ نے حکم دیا کہ شیاطین دن رات کام کریں وہ لوگ اس چیز سے عاجز آ گئے تھے اور ان کی طاقت جواب دے گئی تھی۔

آخر کار جناب سلیمانؑ کی وفات ہوگئی، شیاطین پر کام کا اتنا دباؤ تھا کہ جب انھوں نے آپ کی وفات کی خبر سنی تو خوشی سے ناچنے لگے۔[1]

تمام شد جلد اوّل

۸/اگست ۲۰۰۱ء مطابق ۷ جمادی الاولی ۱۴۲۲ھ

چہارشنبہ ۱۱:۳۰ بجے شب

زینبیہ اسلامی سینٹر، ممبئی

---

[1] بحارالانوار جلد ۶۰ ص ۱۹۵